مضامینِ برتر

از

حضرت سید علی صاحب برتر قبلہ مدظلہ العالی

— شائع کردہ —

ادارہ تنظیم مہدویہ چنچل گوڑہ حیدرآباد

مضامینِ برتر

(حصہ اول)

از

حضرت سید علی صاحب برتؔر مدظلہ

شائع کردہ

ادارۂ تنظیم مہدویہ

16-4-316، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

سلسلہ اشاعت کتب۔34

نام کتاب	:	مضامینِ برتر
نام مصنف	:	حضرت سید علی صاحب برترؔ مدظلہ
سن اشاعت	:	2002ء
تعداد	:	500
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	SAN کمپیوٹر سنٹر، چنچل گوڑہ، حیدرآباد فون 4529428
طباعت	:	دائرہ پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد
قیمت	:	Rs. 30/-

ناشر

ادارہ تنظیم مہدویہ

16-4-316، چنچل گوڑہ، حیدرآباد 500024

آندھراپردیش، انڈیا

فہرست

تعارف — شمس العلماء حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب — 4

مضامین کے بارے میں — حضرت سید علی صاحب برترؔ — 5

عرض ناشر — محب ملت جناب مقصود علی خان صاحب سرپرست تنظیم مہدویہ — 7

انتساب — 10

مضامین

آفتاب رسالت ﷺ کی نورانی کرنیں — 11

مقاماتِ رسول اللہ ﷺ — 31

مہدیؑ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں — 43

حضرت مہدی موعود علیہ السلام۔ خلیفۃ اللہی شان کی چند جھلکیاں — 57

مقاماتِ مہدی موعود علیہ السلام — 70

دعویٰ مہدیت کی صداقت کے گواہ — 108

مہدیؑ، قرآن اور امامت — 148

مہدی علیہ السلام کی عصمت — 155

ولایت (مقیدہ) محمدیہ — 171

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

از مفسر القرآن شمس العلماء مولینا حضرت سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب قبلہ مدظلہ

برادرم حضرت فقیر سید علی صاحب برتؔر از اولاد حضرت بندگی میاں سید علی ستون دینؓ کے مضامین کا یہ مجموعہ نظر سے گذرا۔ مضمون نگار صاحب ویسے تعارف کے محتاج نہیں ہیں قوم کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہے پہلے تو M.A.,M.Ed کر کے B.Ed کالجوں میں Education اور دوسرے مضامین پر لکچرس دیتے رہے آخر میں D.E.O کے عہدہ پر فائز رہے۔

تعلیم حاصل کرنے اور لکچرار کی حیثیت سے لکچرس دینے کے دوران جو مطالعہ، تحقیق وقت نظر اور سنجیدگی کی جن منزلوں سے گذرے تھے ان کا اظہار بحمد اللہ "نور ولایت" اور "نور حیات" میں شائع شدہ ان کے مضامین سے ہوتا ہے۔

دیگر یہ کہ حضرت فقیر سید علی صاحب برتؔر کے سلسلہ میں سب ہی لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ حضرت ابوسعید سید محمود عرف مرشد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور ان کی صحبت و تصانیف سے اکتساب فیض بھی کیا ہے۔ جس کی جھلکیاں ان کے اکثر مضامین میں نظر آتی ہیں اس کے علاوہ قومی اور مذہبی کتابوں کا بھی کافی مطالعہ کیا ہے۔ جن کے حوالے ان کے مضامین میں موجود ہیں۔

میرا تو یہ خیال ہے کہ فقط لکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے؟ لکھنے بیٹھو تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے موافقت میں ہو یا مخالفت میں بلکہ مخالفت میں لکھنا زیادہ آسان ہے نہ محنت کی ضرورت ہے نہ مواد کی اور مفاد تو پیش نظر رہتا ہی نہیں لیکن ایسی تحریریں جن میں محنت ہو، مواد ہو، سنجیدگی ہو، اصول کی پابندی ہو، اخلاق و آداب کا لحاظ ہو، آئین کا پاس ہو اور آئینہ کی طرح صاف ہو قابل تعریف بھی ہیں اور قابل مبارکباد بھی زیر نظر مضامین میں مندرجہ بالا باتوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

ایک اور خصوصیت ان مضامین کی یہ ہے کہ علم، عقل اور تجربہ کا سہارا لیکر مذہبی اصول اور مذہبی شخصیتوں کو "تنقید" کا نشانہ نہیں بنایا گیا ہے بلکہ اسلاف کی روش کو جسے عام طور پر تقلید کہا جاتا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور فرامین مہدیؑ کی روشنی میں صاف اور سیدھے انداز میں [illegible] کی کوشش کی گئی ہے نہ حقیقت کو نری عقیدت کا لباس پہنایا گیا اور نہ عقیدہ کو فلسفہ کے [illegible] کہا گیا۔ [illegible] کی حقائق کے حوالوں سے کہی اور بلا خوف لومۃ لائم کہی۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء و نفع اللہ بہ الصادقین والمصدقین

حضرت سید علی صاحب برتر

کچھ اپنے مضامین کے بارے میں

سب سے پہلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی عطا کی ہوئی توفیق سے میں یہ مضامین لکھ سکا ہوں۔ ہزاروں درود و سلام حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام پر اور آپ دونوں کے ال و اصحاب ،تابعین و تبع تابعین پر

یہ مضامین صرف رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق ہیں اور ان میں مذہب مہدویہ کے صحیح عقائد کو پیش کیا گیا ہے یہ عقائد قوم مہدویہ کی مستند کتب میں موجود ہیں جہاں ضروری ہوا حوالے دئے گئے ہیں۔ ان مضامین کی تیاری میں مجھے بطور خاص اپنے پیر و مرشد حضرت اسعد العلماء ابوسعید سید محمود مرشد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خیالات اور آپ کی تصنیفات سے بیحد مدد ملی ہے۔ میں حضرت پیر و مرشد کے وعظ و بیان میں موجود رہا کرتا تھا اور مجھے ان سے تربیت ہونے کے ناطہ ان کا فیض بھی شامل حال رہا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے بزرگوں کی تقاریر و تصانیف سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بزرگوں کی تصانیف اور وعظ و بیان سے جو معلومات ہمیں ملتی ہیں وہی مذہب کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہیں ورنہ اگر ہر شخص اپنے خیال کے مطابق مذہب کو پیش کرنے لگے تو اس سے سوائے گمراہی اور بے دینی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

میں ایک حقیر اور بے بضاعت فقیر ہوں لیکن ان مضامین کے بارے میں کسی کم درجہ کے الفاظ استعمال نہیں کروں گا اس لئے کہ یہ ان ہستیوں کے متعلق ہیں جن کا درجہ اور مقام اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین کرام ان مضامین کو شوق سے پڑھیں گے اور مذہب اسلام کے صحیح عقیدہ پر قائم رہیں گے۔

میرے مضامین کے سلسلے میں اتنا اور عرض کردوں کہ ایک زمانے سے میں مضامین لکھتا رہا ہوں جو نورِ حیات اور نورِ ولایت میں چھپتے رہے ہیں۔ دوست احباب اور قومی بھائیوں کا اور ان کے علاوہ میرے دونوں فرزندان ابوالفیض سید احمد عابدؔ سلمہ اور ابوالطیف سید محمد سیفؔ (خالد) سلمہ کا بھی بڑا اصرار تھا کہ ان مضامین کی بڑی افادیت ہے ان کو کتابی شکل (مجموعہ) میں شائع کیا جائے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ وقت آگیا ہے جب یہ مضامین آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں یہ میرے مضامین کا پہلا حصہ ہے۔

محبِ ملت جناب مقصود علی خان صاحب کا میں بے حد شکر گزار ہوں کہ وہ میرے مضامین کو اپنے پرچہ نورِ ولایت میں شائع کرتے رہے اور اب انہوں نے مضامین کے مجموعہ کی اشاعت کی ذمہ داری اپنے ادارے تنظیم مہدویہ کے سر لی ہے۔

احسان ناشناسی ہوگی اگر میں مفسرِ قرآن سلطان الواعظین حضرت سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب قبلہ کا ذکر نہ کروں جنہوں نے دقتِ نظری سے ان مضامین کا مطالعہ فرمایا اور اپنی گرانقدر تحریر کے ذریعہ مہرِ استحسان ثبت کردی جو اس کتاب کے معنوی حسن کو بڑھا رہی ہے۔

ان مضامین کا مطالعہ حضرت برادرِ محترم سید فضل اللہ صاحب قبلہ حافظ نے بھی فرمایا تھا لیکن آج کل حضرت کی صحت کچھ لکھنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے جس کی بناء ان کی تحریر شاملِ کتاب نہ ہوسکی جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ جلد مکمل صحت یاب ہوجائیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی صحیح محبت اور عقیدت عطاء فرمائے جس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

و آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

زباں پہ بارِ خدا یا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسہ میری زباں کے لئے

حضرت سید علی صاحب برترؔ مدظلہ کی شخصیت میری نظر میں ہمیشہ قابلِ احترام رہی ہے۔ آپ کے اخلاق سے نہ صرف افرادِ قوم متاثر ہیں بلکہ اپنے و پرائے کے امتیاز کے بغیر جو بھی آپ سے ملاقات کرتا ہے آپ کے حسنِ اخلاق کے گن گانے لگتا ہے۔

میری نظر میں مجسم اخلاق کا نام حضرت سید علی برترؔ ہے

حضرت محترم کی کتابِ زندگی کا پہلا ورق سوانحی طرز پر یوں لکھا جاسکتا ہے۔

آپ حضرت سید قاسم علی صاحب کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت ۹/ جولائی ۱۹۲۳ء ہے اور مقام ولادت کالاڈیرہ، چنچل گوڑہ، حیدرآباد ہے۔ آپ نے چادرگھاٹ ہائی اسکول سے ۱۹۴۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۶ء میں شہر حیدرآباد کے نامور کالج نظام کالج سے گریجویشن کیا۔ آپ کا تعلیمی سفر گریجویشن کے بعد بھی جاری رہا ۱۹۵۲ء میں یم۔اے ۱۹۵۴ء میں بی۔ایڈ اور ۱۹۶۱ء میں یم۔ایڈ کے امتحانات میں نمایاں حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔

ملازمت کا آغاز سٹی کالج سے بحیثیت ٹیچر ۱۹۴۷ء میں ہوا۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۷۰ء آپ نے بی۔ایڈ ٹریننگ کالجس ورنگل، حیدرآباد اور ناگرجونا ساگر میں اپنی خدمات سے طلباء کو مستفید کیا اور اس کے بعد ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل آفیسر (D.E.O) کی حیثیت سے ضلع نظام آباد میں اپنی نمایاں خدمات انجام دیں اور ۱۹۷۹ء میں وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوگئے۔ گویا اس طرح آپ نے ۳۲ سال تک محکمہ تعلیمات میں اپنی خدمات کے ذریعہ قومی نوجوانوں کی مستقبل سازی میں گرانقدر حصہ لیا۔

تعلیمی زندگی کا ایک سرسری خاکہ سپرد قلم کیا گیا۔ اب آپ کے علمی وادبی مشاغل کے تعلق سے بھی اپنی معلومات کی حد تک چند سطریں نظر قارئین کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت سید علی صاحب برترؔ کی علمی اور ادبی سرگرمیوں کا آغاز دوران طالب علمی ہی سے ہو چکا تھا۔ آپ نے دنیائے ادب میں ایک مضمون نگار کی حیثیت سے قدم رکھا۔ اس کے بعد آپ کے لئے تقریری میدان بھی سازگار ہو گیا۔ بزم ادب کاچی گوڑہ میں آپ کی تحریری وتقریری صلاحیتوں کے جوہر نکھرے اور علمی میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ مختلف اصناف سخن میں آپ خداداد صلاحیتوں کے جوہر کھلے اور حیدرآباد کے معزز روزناموں سیاست، منصف اور رہنمائے دکن میں آپ کی نگارشات شائع ہوتی رہیں۔ نظام کالج میں جب حضرت سید علی صاحب برترؔ زیر تعلیم تھے تو اُس وقت پروفیسر آغا حیدر حسن نے اُردو ادب میں آپ کے خوش آئند مستقبل کی پیشن گوئی کی تھی جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت محترم کو مطالعہ کا شوق تھا۔ سنجیدہ، مذہبی وعلمی کتب کے ساتھ ساتھ مزاحیہ ادب سے بھی آپ کو دلچسپی تھی لیکن ملت مہدویہ کے دینی گھرانے کے چشم و چراغ نے علم وادب کے میدان میں سنجیدگی اور باوقار طرز تحریر کو اپنایا جو آپ کے دینی مزاج سے ہم آہنگ تھی۔ آپ زمانے طالب علمی ہی سے شاعری کا شغف رکھتے تھے اور برترؔ تخلص رکھ کر شعر کہنا شروع کیا۔ کلام کے تین مجموعہ تیار ہیں جو نعت، منقبت اور غزل پر مشتمل ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو اور کئی ایک علمی، ادبی اور مذہبی رسائل میں آپ کی تخلیقات شریک رہتی اور صاحبان ذوق ان کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے آپ کے روحانی پیشوا اسعد العلماء حضرت ابوسعید سید محمود صاحب تشریف اللّٰہیؔ تھے۔ اور آپ نے ۱۹۹۰ء میں ترک دنیا کا فریضہ انجام دیا۔

یہ جو زیر مطالعہ "مضامین برتر" ہیں اس تصنیف دل پذیر میں حضرت موصوف کے ۹ مضامین شامل ہیں۔ جس میں رسالت، امامت، ولایت (مہدویت) کے موضوعات پر آنے والی نسلوں کے لئے رہنمایانہ خطوط ملتے ہیں۔

ان مضامین کی زبان سلیس، طرز تفہیم انتہائی دلکش اور حسن بیان جاذب نظر ہے ان مضامین کے پڑھتے وقت قاری پر محویت طاری ہو جاتی ہے۔ اور دوران مطالعہ وہ اکتاہٹ محسوس

نہیں کرتا۔ ان مضامین کا طرز استدلال انتہائی قوی ہے۔ کہیں قرآنی آیت کہیں احادیث رسول اللہ ﷺ اور کہیں فرامین امامنا دلیل اور ثبوت کو مستحکم کرتے ہیں تو کہیں قاری کے یقین کو یقین کامل کی منزل پر پہونچاتے ہیں۔

حضرت سید علی صاحب برترؔ کے ان منتخب مضامین کو کتابی شکل دیتے ہوئے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ (۹) مضامین کا پہلا حصہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دوسرا حصہ خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر اور تیسرا حصہ سیرت خاتمین پاک اور دیگر موضوعات پر مشتمل ہے۔

اس حصہ کی افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور نوجوان نسل کے استفادہ کے لئے انگریزی اور ہندی کے ماہر قلم حضرات سے ان مضامین کے ترجمہ کی اپیل کرتے ہیں۔

کارکنان ادارہ تنظیم مہدویہ حضرت سید علی صاحب برترؔ مدظلہ کے ممنون ومشکور ہیں کہ آپ نے اس ادارہ کو ان مضامین کی اشاعت کی اجازت دی یہ آپ کی مشفقانہ اور پرخلوص کرم نوازی کا ایک تسلسل ہے جو ادارہ تنظیم مہدویہ کے قیام کے دوران اور نور ولایت کی اشاعت کے آغاز سے آج تک جاری ہے۔ زیر نظر مضامین نور ولایت اور نور حیات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم حضرت محترم کے دونوں فرزندانِ دلبند جناب ابوالفیض سید احمد صاحب عابدؔ اور ڈاکٹر ابواللطیف سید محمد صاحب سیف (خالد) حال مقیم امریکہ کے بھی ممنون ومشکور ہیں ان دونوں برادران محترم نے مضامین برتر کی ترتیب واشاعت میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور اس تعاون کے نتیجہ کو بصورت "مضامین برتر" ادارہ کی (۳۴) ویں کتاب قوم کے سامنے ہم فخریہ طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

آخر میں ایک بات کو پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ اسلاف کے دینی ومذہبی قلمی کارنامے دراصل قومی امانت ہیں۔ اس امانت کو قومی استفادہ کے لئے شائع کرنا ہر ایک کا فرض ہے جو تبلیغ دین کی ایک مضبوط کڑی بھی بن سکتا ہے۔

۱۰/ اکتوبر ۲۰۰۲ء

مقصود علی خان
سرپرست ادارۂ تنظیم مہدویہ

انتساب

والد محترم، والدہ محترم

محترم باوا جان (تایا) اور محترم اماں جان (تائی)

کے نام

جن کی محبتوں اور شفقتوں نے مجھے کچھ لکھنے کے قابل بنایا

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی کرنیں

چند جھلکیاں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین اور رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ دنیا میں ایک نئی شریعت لے کر تشریف لائے جو آخری شریعت ہے اور جو دنیا کے ختم ہونے تک باقی رہنے والی ہے۔ اس شریعت کے دنیا میں نافذ کرنے والے انسان کو مثالی کردار سے نوازا اور اس کو فرشتوں سے اونچا مقام دیا ایسا مقام جس سے اونچا سوائے اللہ کے مقام کے کوئی مقام نہیں۔

ہر مسلمان کا دل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور یہ محبت قدرت کا ایک عطیۂ عظیم ہے۔ جب تک کسی مسلمان کے دل میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے ماں باپ اور دوسرے افراد خاندان سے زیادہ نہ ہو وہ صحیح معنی میں مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ مسلمانوں نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مراتب اور مقامات بتائے ہیں ان کو صرف عقیدت اور محبت کے سبب سمجھنا ایک غلطی ہوگی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی وہ ہے کہ آج غیر مسلم بھی انکی اہمیت اور اولیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ جناب وحید الدین خاں نے "پیغمبر انقلاب" میں دو تین اہم حوالے دیئے ہیں جن کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ مائیکل ایچ ہارٹ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The 100" یعنی ایک سو۔ اس میں اس نے دنیا کے ایک سو مشہور انسانوں کے کارنامے بیان کیئے ہیں۔ مائیکل ہارٹ نے اس کتاب میں جس ہستی کو انکی کامیابی اور عظمت کے سبب نمبر ایک پر رکھا ہے وہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ اس نے لکھا ہے:

He was The only man in history who was supremely successful on both The religious and secular levels.

ترجمہ : وہ (یعنی محمد ﷺ) تاریخ کی واحد شخصیت ہیں جو مذہبی اور غیر مذہبی دونوں سطحوں پر انتہائی حدوں تک کامیاب رہے۔

۲۔ مشہور انگریز مصنف تھامس کارلائیل نے ''آن ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ'' میں نبی کریم ﷺ کو نبیوں کا ہیرو قرار دیا ہے۔

۳۔ تیسرا حوالہ جناب وحید الدین خاں نے یہ بتلانے کے لئے دیا ہے کہ جہاں دوسرے پیغمبر اور مصلحان قوم ماقبل تاریخ زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے حالات صحیح طور پر ہم کو نہیں ملتے۔ حضور محمد ﷺ کی ہستی تاریخ کے آسمان پر سورج کی طرح جگمگا رہی ہے اور آپ کی زندگی اور آپ کے پیام کی پوری تفصیلات ہم کو ملتی ہیں اس بات کو پیش کرنے کے لئے انھوں نے دو مصنفین کے جملے نقل کیئے ہیں۔ انگریز مفکر رسل کہتا ہے:

Historically it is quite doubtful whether christ ever existed at all.

ترجمہ : تاریخی اعتبار سے یہ امر سخت مشتبہ ہے کہ مسیح کا اس دنیا میں کوئی وجود بھی تھا (اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو اس شبہ سے بالاتر کر دیا)

برخلاف اس کے مشہور مستشرق پروفیسر ہٹی نے لکھا ہے

Mohd. was born within The full light of history .

ترجمہ : محمد (ﷺ) تاریخ کی پوری روشنی میں پیدا ہوئے۔

بہر حال مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی عظمت صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم اقوام بھی تسلیم کرنے لگی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے زندگی کے تمام پہلوؤں پر اپنا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ سیاست، معاشرت، معیشت، جنگ، امن، معاہدات، ہر موڑ پر آپ کے نقش قدم جگمگا رہے ہیں اور دنیا کے لئے رہنمائی کے چراغ بنے ہوئے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں مختلف احادیث کے حوالوں کے ذریعہ

جن کو زیادہ تر علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی سے انتخاب کیا گیا ہے اور کچھ کو ڈاکٹر محمد عبدالحئی کی کتاب اسوۂ رسول اکرم ﷺ سے لیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی کے طرز اور اخلاق قرانی کی کچھ جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ جو اور کتابیں فی الوقت میرے سامنے ہیں وہ ہیں پیغمبر انقلاب مصنفہ وحید الدین خاں اور محسن انسانیت مصنف نعیم صدیقی۔

الف۔ حضور ﷺ کی
غذا لباس اور نجی زندگی کے بعض پہلو

(ا) دنیا سے بے رغبتی ''ترک دنیا'':۔ علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ نصاریٰ کی رہبانیت کے تصور کو ختم کرنے کے لئے حضور نے کبھی کبھی اچھے کھانے اور اچھے کپڑے بھی استعمال فرمائے ہیں لیکن اصلی میلان طبع زخارف دنیا سے اجتناب تھا۔

ترمذی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے انسان کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں، رہنے کو گھر ستر پوشی کے لئے ایک کپڑا اور شکم سیری کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی

مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضور کے سامان کی کوٹھری میں تشریف لے گئے تو دیکھا حضور ﷺ ایک کھری چار پائی پر لیٹے ہوئے ہیں، سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں خرے کی چھال بھری ہوئی ہے ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہوئے ہیں۔ ایک کونے میں پائے مبارک کے پاس کسی جانور کی کھال پڑی ہے۔ کھونٹی سے کچھ مشکیزہ کی کھالیں لٹک رہی ہیں جسم مبارک پر ایک تہ بند ہے اور چار پائی کے بان کے نشانات پشت مبارک پر پڑ گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ رونے لگے۔ حضور ﷺ نے سبب معلوم کرنا چاہا تو کہا کیوں نہ روؤں قیصرو کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ خدا کے برگزیدہ پیغمبر ہو کر اس حالت میں زندگی بسر کریں۔ فرمایا ابن خطاب کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت۔

حضور ﷺ صحابہ سے فرمایا کرتے کہ دنیا میں انسان کے لئے اتنا کافی ہے جتنا ایک

مسافر کوزادراہ کے لئے ۔ترمذی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک دفع بوریہ پر آرام فرمارہے تھے۔اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ جسم مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہم آپ کے آرام کے لئے ایک گدا بنا کر حاضر کریں۔حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض۔مجھ کو دنیا سے صرف اتنا تعلق ہے جتنا اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لئے راہ میں کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جائے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔

کئی حدیثوں کی کتابوں مثلاً بیہقی۔ترمذی ابن ماجہ وغیرہ سے یہ روایت آئی ہے کہ حضور ﷺ اکثر دعاء فرماتے تھے یا اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر فرما۔حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یارسول اللہ ایسا کیوں۔آپ نے ارشاد فرمایا مسکین، دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر فرمایا اے عایشہ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرو گو چوہارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی۔اے عایشہ غریبوں سے محبت رکھو اوران کو اپنے سے نزدیک کرو تو اللہ تعالیٰ بھی تم کو اپنے نزدیک رکھے گا۔

(۲) کھانے پینے کے انداز:۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور کے اہل وعیال کئی کئی رات بھوکے رہ جاتے تھے کیونکہ رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔

بخاری نے ام المومنین بی بی عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا پیہم دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی اس پر عروہ بن زبیرؓ نے دریافت کیا پھر گزارہ کس چیز پر تھا تو بی بی عایشہؓ نے فرمایا پانی اور کھجور پر کبھی کبھی ہمسائے انصاری بکری کا دودہ بھیج دیتے تھے تو پی لیتے تھے

بخاری کی ایک اور روایت میں حضرت عایشہؓ فرماتی ہیں کہ تمام عمر مدینہ کے قیام میں حضورؐ نے کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔

نعیم صدیقی ''محسن انسانیت'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضورؐ کا کھانے پینے کا ذوق بہت نفیس تھا۔آپکی پسندیدہ چیزوں میں گوشت سرید (گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگونا) شہد، سرکہ، خربوزہ، کدو، ککڑی، مکھن دودہ کے ساتھ کھجور تہہ دیگی وغیرہ تھیں۔جو کے ستو بھی استعمال فرمائے لیکن جب بادام کے ستو پیش کئے گئے تو آپ نے انکار کر دیا کہ یہ امراء کی غذا ہے۔

رسول اللہ ﷺ الگ الگ بیٹھ کر کھانے کو ناپسند فرماتے تھے۔ڈاکٹر عبدالحیٔ (اسوہ رسول اکرم ﷺ) لکھتے ہیں کہ آپ کھانے میں کبھی عیب نہیں بتاتے تھے کہ یہ کھانا برا ہے، ترش ہے، نمک زیادہ ہے وغیرہ۔حضور ﷺ کھانے کی ابتداء بسم اللہ پڑھ کر کرتے۔اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا تو آپ اس کا ہاتھ روک لیتے اور بسم اللہ کہلواتے۔بسم اللہ آواز سے پڑھنا اولی ہے کہ اگر ساتھی کو اس کا خیال نہ رہے تو اسے بھی یاد آجائے۔بی بی عایشہؓ فرماتی ہیں اگر کوئی شخص ابتدائے تناول پر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو درمیان میں یا آخر میں بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھے۔

حضور ﷺ میٹھا پانی بہت پسند فرماتے تھے۔پانی پینے کے آداب جو ہم کو حضور ﷺ سے ملے ہیں ان میں ایک بات یہ ہے کہ پانی پیتے وقت پیالہ ہی میں سانس نہ لیں بلکہ منہ کو پیالہ سے ہٹالیں۔حضور بیٹھ کر پانی پیتے تھے۔کھڑے ہو کر پانی پینے اور ایک ہاتھ سے پانی پینے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

(۳) لباس :۔ ڈاکٹر عبدالحیٔ (اسوہء رسول اکرم ﷺ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لباس میں وسعت اور ترک تکلف کا خیال ہوتا تھا یعنی آپ نے لباس کے سلسلہ میں تعین کی تنگی کو اختیار نہیں فرمایا۔جو کچھ میسر ہوتا پہن لیتے تھے اکثر موقعوں پر آپ کا لباس چادر اور تہہ بند ہوتا تھا۔آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوتے تھے۔فرماتے میں بندہ ہوں اور بندوں جیسا لباس پہنتا ہوں۔حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اللہ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ کا محبوب ترین لباس قمیص (کرتا) تھا۔اگرچہ آپ چادر اور تہہ بند بھی بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ترمذی ہی کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے حضور ﷺ نے اونی کپڑے بھی پہنے ہیں۔اصحاب کرام کو اجازت تھی کہ وہ پاجامہ پہنیں خود حضور ﷺ نے بھی ایک پاجامہ خریدا تھا۔حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں عمامہ باندھنا سنت ہے عمامہ کبھی حضور ﷺ شملہ کے ساتھ باندھتے جسکو دونوں شانوں کے درمیان

چھوڑتے اور کبھی بے شملہ چھوڑے عمامہ باندھتے تھے۔ سفید لباس حضور ﷺ کو بہت پسند تھا رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس پسند فرماتے تھے۔

لباس کے معاملے میں کبھی امارت کے تصور کو رسول مقبول ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت عمرؓ کے ساتھ راستہ سے گذر رہے تھے۔ ایک ریشمی کپڑا بک رہا تھا حضرت عمرؓ نے عرض کیا اسے خرید لیں۔ جمعہ میں اور سفراء کی آمد کے وقت زیب تن کیا جاسکتا ہے حضورؐ نے فرمایا اسے وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

ایک مرتبہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کھانے پر مدعو کیا آپ مکان کے دروازہ تک آ کر واپس پلٹ گئے حضرت علیؓ نے سبب دریافت کیا تو فرمایا دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کسی زیب و زینت کے مکان میں داخل ہو (ابوداؤد)

ایک مرتبہ کسی نے کمخواب کی قبا بھیجی۔ آپ نے اسے حضرت عمرؓ کے پاس بھجوادیا۔ وہ روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے کہ جو چیز آپ نے پسند نہ کی مجھے عنایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں نے فروخت کے لئے بھیجی ہے (ابوداؤد)

شبلی کہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے سونے کے زیور کا استعمال مباح ہے۔ لیکن حضورؐ نے اسے اپنے گھر والوں کے لئے خلاف اولیٰ سمجھ کر ترک کروادیا۔ ترمذی کی دو روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہراؓ کے گلے میں سونے کا ہار اور ام المومنین بی بی عائشہؓ کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو ناراضگی اور ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔

حضرت نبی کریم ﷺ اپنے لئے اور اپنے خاندان والوں کے لئے صدقہ و زکواۃ لینے کو سخت ناروا اور موجب ننگ و عار سمجھتے تھے بخاری نے روایت کی ہے حضورؐ فرماتے تھے کبھی میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں جی میں آتا ہے اٹھا کر منہ میں ڈال لوں پھر خیال ہوتا ہے کہیں صدقہ کی کھجور نہ ہو اس لئے ڈال دیتا ہوں۔

بخاری نے ایک اور روایت میں بتایا ہے کہ ایک بار امام حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں اٹھا کر ایک اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ ﷺ نے ڈانٹ کر کہا کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ ہمارا خاندان

صدقہ نہیں کھاتا۔ پھر منہ سے اگلوادیا۔

حضور ﷺ کے سامنے جب کوئی شخص کوئی چیز لاتا تو دریافت فرماتے ہدیہ ہے یا صدقہ اگر ہدیہ کہتا تو قبول فرماتے اور اگر صدقہ کہتا تو ہاتھ روک لیتے اور دوسروں کو عنایت فرماتے (بخاری)

صدقات کے برخلاف ہدایا اور تحفہ جات حضور ﷺ قبول فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عطیہ کا صلہ بھی ضرور عطا فرماتے تھے اور اگر کوئی اس کو لینے میں عذر کرتا تو خفا ہوتے تھے (بخاری)

ب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات

حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ آپ کی عبادات اور عبادتوں کے طریقے ہمارے لئے نور ہدایت ہیں اسی نور کی روشنی میں ہم نے اپنی عبادتوں کو متعین کیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے لیکن جب تک ہم نماز پڑھنے کا طریقہ حضور ﷺ سے نہ معلوم کریں نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ زکواۃ دینے کا قرآن شریف میں حکم ہے لیکن کتنی زکواۃ دینی ہے کس کو دینی ہے کب دینی ہے یہ تمام تفصیلات صرف حضور ﷺ کے حکم اور آپ کے عمل کی روشنی ہی میں ہم کو معلوم ہو سکی ہیں۔ یہی حال دوسری عبادات کا بھی ہے اس مختصر مضمون میں نماز، زکواۃ، انفاق فی سبیل اللہ کے بارے ہی میں کچھ احادیث پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) نماز و ذکر الٰہی:۔ حضرت عبادہ بن الصامتؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع و سجود بھی جیسے کرنا چاہئے ویسے ہی کئے اور خشوع کے ساتھ ادا کیا تو اس شخص کے لئے اللہ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا اور نماز کے بارے میں کوتاہی کی تو اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں چاہے تو اس کو بخش دے چاہے تو سزا دے (ابوداؤد)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا نماز تسبیح وتکبیر وقرات کا نام ہے۔اس میں بات چیت جائز نہیں۔(بخاری)

حضور نبی کریم ﷺ نے نماز میں خشوع وخضوع کو ضروری قرار دیا ہے۔چنانچہ اسلام ایمان احسان کی تشریح سے متعلق حضرت عمرؓ سے روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضور نے احسان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو یہ خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے(بخاری ومسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو حضور نے اس قدر نمازیں پڑھیں کہ پاؤں متورم ہو گئے۔باقی آیتیں ایک سال بعد اتریں تو حضور نے قیام لیل میں آسانی اختیار فرمائی(ابوداؤد)

پھر بھی رمضان کے آخری عشرہ میں آپ رات رات بھر بیدار رہتے تھے۔حضور ﷺ کے ذوق وشوق نماز کے سلسلہ میں حضرت ابوذرؓ سے ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ تعد بھم فانھم عباد ک ، و ان تغفر لھم انت العزیز الحکیم (اگر تو سزا دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر معاف کر دے تو تو غالب حکمت والا ہے)

اس آیت کا یہ اثر ہوا کہ حضور ﷺ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے۔

نسائی نے خبابؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شب حضورؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو صبح تک معروف رہے۔مسلم اور نسائی حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شب حضور ﷺ نے سورہ بقر، سورہ نساء، سورہ آل عمران (یہ سب مل کر تقریباً سوا پانچ پارے ہوتے ہیں) پڑھیں پھر رکوع فرمایا۔حضورؐ نماز میں تاخیر کو ناپسند فرماتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا ان تین باتوں میں تاخیر نہ ہونی چاہیے۔(۱) نماز جب اس کا وقت آ جائے (۲) جنازہ جب تیار ہو کر آ جائے (۳) بے شوہر والی عورت جب اس کے لئے کوئی مناسب جوڑ مل جائے (ترمذی) حضور ﷺ جب امام ہوتے تو ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو مقتدیوں پر بار نہ ہوتی اور جب تنہا پڑھتے تو بہت طویل نماز پڑھتے (نسائی)۔حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ تلاوت

میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علٰحدہ علٰحدہ پڑھتے جیسے الحمد للہ رب العالمین پر ٹھہرتے پھر الرحمٰن الرحیم پر ٹھہرتے پھر مالک یوم الدین پر ٹھہرتے (ترمذی)

حضور رسول مقبول ﷺ کثرت سے عبادت تسبیح تہلیل فرماتے تھے صحابہ نے عرض کی حضور اللہ نے آپ کو بے گناہ اور معصوم بنایا پھر آپ کیوں یہ زحمت اٹھاتے ہیں ارشاد ہوا افلا اکون عبد اشکورا (کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (بخاری)۔ابوداؤد روایت کرتے ہیں حضور ﷺ جب کبھی کوئی خوشی کی خبر سنتے تو فوراً سجدۂ شکر ادا کرتے تھے۔اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت اس طرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہ (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے (ترمذی)۔ایک رات حضور نبی کریم ﷺ بعض صحابہ کے ساتھ باہر نکلے آپ کا گزر ایک نیک بندہ پر ہوا جو گڑگڑا کر اللہ سے دعا مانگ رہا تھا حضور ﷺ کچھ دیر کھڑے ہو کر سنتے رہے پھر صحابہ سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا تو مہر لگا لی اور جو کچھ مانگتا ہے اس کا فیصلہ کرا لیا۔صحابہؓ نے عرض کیا خاتمہ کا اور مہر لگانے کا طریقہ کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (ابوداؤد)۔حضور نبی کریم ﷺ آیت شریف الذین یذکرون اللہ قیاما و قعو دا و علیٰ جنوبھم (وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرتے ہیں) کے تحت ہمیشہ اپنے آپ کو ذکر میں مشغول رکھتے تھے۔مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا نماز فجر پڑھ کر آپ جانماز پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ظاہر ہے کہ یہ ذکر الٰہی کی ہی کیفیت تھی۔ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے حضور ﷺ ہر لحظہ اور ہر لحہ خدا کی یاد میں معروف رہتے تھے۔شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، وضو کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سفر کرتے، واپس آتے، گھر میں داخل ہوتے، مسجد میں قدم رکھتے، غرض ہر حالت میں بہ دل وزبان ذکر الٰہی میں مصروف رہتے (شبلی سیرت النبی ﷺ)

ایک شخص نے ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی چیز ایسی

بتائیں جس کو وہ مضبوطی سے تھام لے اور اس پر حصول ثواب کے لئے کاربند ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی عادت ڈال کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے (ترمذی)۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے حضورؐ سے دریافت کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہوگا تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ مرد اور وہ عورتیں جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ) حضرت سمرہ بن جندب سے مسلم روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام کلموں میں چار کلمہ افضل ہیں سبحان اللہ . الحمدللہ . لاالہ الااللہ . اللہ اکبر . ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے حضور نے فرمایا افضل الذکر لاالہ الا اللہ ہے۔

(۲) زکوٰۃ و انفاق فی سبیل اللہ:۔ شبلی نعمانی سیرۃ النبی جلد دوم میں لکھتے ہیں "آنحضرت ﷺ اسلام سے پہلے بھی بہت کچھ خیرات و مبرات کیا کرتے تھے جیسا کہ آغاز اسلام میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کی شہادت دی ہے۔ اسلام کے بعد آپ کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی چیز نقد اپنے پاس رہنے نہیں دیتے تھے جو کچھ آتا مستحقین میں تقسیم فرما دیتے لیکن بایں ہمہ زکوٰۃ کا ادا کرنا آپ سے ثابت نہیں...... مصطلحہ زکوٰۃ آپ پر کبھی فرض ہی نہیں ہوئی کاشانۂ نبوت میں کوئی قابل زکوٰۃ چیز سال بھر تک تو کیا رہتی یہ بھی پسند خاطر نہ تھا کہ شب گزر جائے اور مال و دولت کا کوئی نشان گھر کے اندر رہ جائے"۔ (شبلی سیرۃ النبی جلد دوم)۔ ایک مرتبہ خراج کی رقم اس قدر آ گئی کہ شام تک ختم نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے رات بھر مسجد میں آرام فرمایا صبح جب تک حضرت بلال نے سب مال تقسیم کر کے آپ کو اطلاع نہ دی آپ نے گھر میں قدم نہ رکھا (ابو داؤد)

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے زکوٰۃ تو کبھی فرض ہی نہیں ہوئی لیکن آپ کی داد و دہش انفاق فی سبیل اللہ صدقات و خیرات کی یہ حالت تھی کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (وصال کے وقت) آنحضرت ﷺ نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ اونٹ نہ بکری (ابو داؤد)۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ تمام لوگوں میں زیادہ سخی تھے خصوصا

رمضان کے مہینے میں اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے (بخاری)۔ تمام عمر حضور ﷺ نے کسی کے سوال پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا (بخاری)۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے دیکھا حضور ﷺ کی بکریوں کا ریوڑ میدان میں پھیلا ہوا ہے۔ اس نے درخواست کی تو آپ نے سب کی سب بکریاں اس کو دے دیں۔ وہ بھاگتا ہوا اپنے قبیلہ میں گیا اور پکار کر کہنے لگا اسلام قبول کرو محمد (ﷺ) ایسے سخی ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پروا نہیں کرتے (بخاری)۔ ایسا بھی ہوتا کہ آپ کسی سے کوئی چیز خریدتے پھر اسی شخص کو وہ چیز للہ دے دیتے (بخاری)

ام المومنین بی بی ام سلمہؓ نے ایک روز دیکھا کہ حضور بے چین ہیں چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ بی بیؓ نے کہا یا رسول اللہ خیر تو ہے فرمایا کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے (مسند ابن حنبل)۔ ابو داؤد کی روایت ہے رئیس فدک نے حضور ﷺ کی خدمت میں چار اونٹ پر غلہ بار کر کے روانہ کیا۔ حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ بازار میں غلہ فروخت کر کے ایک یہودی کا قرض ادا کریں جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے دریافت کیا کچھ بچا تو نہیں بولے کہ کچھ بچ رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک کچھ باقی رہے گا میں نہیں جا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں رات بسر فرمائی۔ دوسرے روز صبح جب سب تقسیم ہو گیا اور حضرت بلالؓ نے آ کر اطلاع دی تو گھر تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کوئی مسلمان اپنے ذمہ قرض رکھ کر مر جائے تو مجھے اطلاع دو میں اس کا قرض ادا کروں گا (بخاری)۔ بحرین سے ایک مرتبہ اتنا خراج اور اتنی کثیر رقم آئی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔ آپ نے وہ سب صحن مسجد میں ڈلوایا نماز سے فارغ ہو کر تقسیم شروع کی۔ جب سب ختم ہو گیا آپ کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہوئے (بخاری)

ج۔ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں

حضرت رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت عالم بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کو معصوم اور کامل ترین انسان بنا دیا اور اخلاق قرآنی سے متصف فرمایا آپ کے بارے میں یہ

آیت اتاری انک لعلیٰ خلق عظیم (اے محمد تم اخلاق کے عظیم درجہ پر فائز ہو) پھر آپ کے ذکر کو بلند کیا و رفعنالک ذکرک ۔ حضور کے اخلاق بیان کرنے کی کس میں طاقت ہے اس مضمون میں حضورﷺ کے اخلاق کے بعض گوشوں پر جو احادیث ہیں ان میں سے کچھ کا انتخاب کیا جارہا ہے چند لوگوں نے آ کرام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے درخواست کی کہ وہ حضرتﷺ کے اخلاق بیان کریں۔ ام المومنین نے پوچھا کیا تم قران نہیں پڑھتے۔ پھر فرمایا ان خلق رسول اللہ کان القرآن آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا (ابوداؤد)

اخلاق نبوی کا جامع بیان :۔ زمانہ آغاز وحی میں حضرت ام المومنین خدیجہؓ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی تھی "خدا آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں غریبوں کی اعانت کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، نے رسول اللہﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا آپ خندہ جبین، نرم خو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج نہ تھے۔ کوئی برا کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے...... اپنے نفس سے تین چیزیں آپ نے بالکل دور کر دی تھیں (۱) بحث مباحثہ (۲) ضرورت سے زیادہ بات کرنا (۳) جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے (۱) کسی کو برا نہیں کہتے تھے (۲) کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے (۳) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ جب کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا چپ سنا کرتے......کوئی باہر کا آدمی بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے ...... نہایت فیاض نہایت راست گو نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے اگر کوئی دفعۃً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا آپ سے محبت کرنے لگتا (شبلی سیرۃ النبی بحوالہ ترمذی)

وحید الدین خاں "پیغمبر انقلاب" میں لکھتے ہیں رسول اللہﷺ نے فرمایا "مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں جو مجھ کو نہ دے میں اس کو دوں جو مجھ پر ظلم

کرے میں اس کو معاف کر دوں" اخلاق کی دو سطحیں ہیں ایک معمولی سطح اور دوسری برتر سطح۔ اخلاق کی معمولی سطح یہ ہے کہ آدمی کا اخلاق جوابی اخلاق ہو جو مجھ سے جیسا کرے گا میں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی کروں گا......اس کے مقابلے میں برتر اخلاق یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے رویہ کی پرواہ کئے بغیر اپنا رویہ متعین کرے۔ اس کا اخلاق اصولی ہو نہ کہ جوابی۔ اعلیٰ اخلاقیات اس کا عام اصول ہو جس کو وہ ہر جگہ برتے خواہ معاملہ موافق کے ساتھ ہو یا مخالف کے ساتھ۔

(وحید الدین خاں۔ پیغمبر انقلاب)

نبی کریمﷺ اسی برتر اخلاق پر فائز تھے اور اسی اعلیٰ کردار کا نمونہ حضورﷺ نے صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں ساری انسانی برادری کے لئے چھوڑا ہے۔ اس برتر اخلاق نے آپ میں وہ قوت تاثیر و تسخیر پیدا کی کہ چند ہی برسوں میں سارا ملک عرب آپ کی عظمت اور پیغمبرانہ شان کا معترف ہو گیا۔

صحیحین کے حوالے سے جناب وحید الدین خاں لکھتے ہیں حضرت انسؓ نے کہا میں نے رسول اللہﷺ کی دس سال خدمت کی حضورﷺ نے میرے کام کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ وہ تمام لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔ (پیغمبر انقلاب)

حضور نبی کریمﷺ کے جامع اخلاق کے بارے میں اتنا عرض کر کے اب آپ کے سامنے اخلاق کے بعض خاص پہلوؤں پر مختصر احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

خشیت الٰہی اور رقت قلبی :۔ خشیت الٰہی کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت رسول اللہﷺ کا ہر لحہ معیت الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ ذکر الٰہی سے آپ کی زبان ہمیشہ تر اور دل بھرا رہتا تھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کوئی چیز آپ کو ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھتی تھی۔ آپ کی [illegible] حمد وثنا، توحید وتمجید، تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل میں ہوتی تھی۔ خاموشی میں بھی اللہ کی یاد آپ کے قلب اطہر میں ہوتی ایک مرتبہ خطبہ میں حضورﷺ نے فرمایا اے معاشر قریش اپنی فکر لو میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ عباس ابن عبد المطلب میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے

صفیہ رسول اللہ کی پھوپی میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا (صحیحین)

ترمذی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی نواسی صاحبہ کا انتقال ہوا تو ایک خاتون چلا کر رونے لگیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا۔ چونکہ آپ کے بھی اشک ٹپک رہے تھے خاتون نے کہا حضور ﷺ بھی تو رو رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایسا رونا ممنوع نہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ بندوں کے دلوں کو نرم کر دیں اور ان میں شفقت اور رحمت کا مادہ عطا فرما دیں۔

ایک اور صحابی نے ایک روز دیکھا کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے (ترمذی)۔ حضرت انس سے روایت ہے ایک روز حضور ﷺ اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے (ترمذی)۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے حضور ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کو توڑ دینے والی موت کو یاد کرو جو تمہیں غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے گی (ترمذی) حضور فرمایا کرتے جو کچھ میں جانتا ہوں تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا (بخاری و مسلم)

توکل علی اللہ:۔ ایک دفعہ کفار نے حرم میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ جب محمد (ﷺ) ادھر آئیں تو انکی بوٹی بوٹی اڑا دیں گے۔ بی بی فاطمہؓ کو یہ معلوم ہوا تو روتی ہوئی حضور کے پاس گئیں اور واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے انھیں تسلی دی پھر وضو کیا اور صحن حرم میں تشریف لے گئے۔ کفار کی نظریں خود بخود نیچے جھک گئیں (مسند احمد)۔ ایک دفعہ ایک شخص کو لوگ پکڑ کر لائے کہ یہ حضور پر حملہ کی گھات میں تھا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اگر یہ چاہتا بھی تو مجھے قتل نہیں کر سکتا تھا۔ (مسند ابن حنبل) خیبر میں ایک یہودی نے آپ کو زہر دیا تھا اس کو پکڑا گیا آپ نے دریافت فرمایا تم نے ایسی حرکت کیوں کی اس نے کہا آپ کو قتل کرنے کے لئے۔ آپ نے فرمایا خدا تم کو اس پر مسلط نہ کرتا (مسلم)

صبر وشکر:۔ جیسا پہلے بتایا گیا ہے حضور محمد ﷺ خوشی کی بات سنتے ہی سجدۂ شکر بجا لاتے اسی طرح دوگانۂ شکرانہ بھی ادا فرماتے تھے۔ دنیا میں سب سے زیادہ مصیبتیں پیغمبروں پر آئی ہیں اور سب پیغمبروں میں شدائد و مصائب کا عظیم ترین بار حضور نبی کریم ﷺ پر پڑا۔ حضورؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے کچھ مہینے پہلے ہی والد محترم کا انتقال ہوا۔ چھ آٹھ سال کی عمر تک ماں اور شفیق دادا بھی چل بسے۔ اولاد میں حضورؐ کو تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔ ان میں سوائے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساری اولادیں حضورؐ کے سامنے بچپن یا جوانی میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ کفار مکہ نے آپ کو اتنا تنگ کیا کہ اللہ کے حکم سے آپ کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔ مدینہ میں بھی مختلف معرکہ آرائیوں اور غزوات سے سابقہ پڑا۔ طائف میں آپ کو پتھروں سے زخمی کیا گیا۔ ان تمام مصائب پر حضورؐ نے جس صبر کا مظاہر فرمایا وہ اولوالعزم پیغمبروں کے لئے ہی مخصوص تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی والصبر اولوالعزم من الرسل (اے پیغمبر جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو)

حسن اخلاق:۔ عتبان بن مالکؓ اصحاب بدر میں سے تھے ان کی بینائی میں فرق آ گیا تھا۔ وہ ایک روز حضور ﷺ کے پاس آئے عرض کیا میں محلہ کی قریب کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں۔ بارش ہو تو مسجد نہیں جا سکتا اس لئے اگر آپ میرے گھر تشریف لائیں اور ایک جگہ نماز پڑھیں تو میں اس مقام کو سجدہ گاہ بنا کر نماز پڑھوں گا۔ حضور ﷺ دوسرے روز صبح ان کے پاس گئے اور تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز پڑھی (بخاری)

کسی شخص کی کوئی بات ناپسند ہوتی تو سامنے اس کا تذکرہ کرنے کی بجائے کسی کے ذریعہ معلوم کروا دیتے۔ ایک صاحب ایک روز زعفران لگا کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے فرمایا ان سے کہدیں یہ رنگ دھو لیں۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ ایک شخص آپ سے ملنے آیا۔ وہ اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے ملاطفت سے گفتگو فرمائی۔ بعد میں بی بی عائشہؓ نے تعجب ظاہر کیا تو فرمایا خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں (بخاری۔ ابوداؤد)

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آپکی رضاعی والدتشریف لائے آپ نے تعظیم دی اور ان کے لئے اپنی چادر کا گوشہ بچھادیا پھر رضاعی والدہ آئیں آپ نے چادر کا دوسرا گوشہ انکے لئے بچھادیا۔ پھر رضاعی بھائی آئے تو آپ خود کھڑے ہوگئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھالیا (ابوداؤد)

ایک دفعہ آپ ایک راستہ سے گذر رہے تھے۔ ایک جگہ کچھ مسلمان منافق اور کافر سب مل کر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سب کو سلام فرمایا (بخاری)

حسن معاملہ:۔ ایک مرتبہ ایک بدو خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کا کچھ قرض حضور ﷺ پر تھا۔ اس نے سختی سے گفتگو کرنی شروع کی۔ صحابہ نے ڈانٹا آنحضور ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہیے کہ اس کا اسے حق ہے۔ پھر صحابہ سے کہہ کر اس کا قرض ادا کروادیا اور زیادہ دلوایا (ابن ماجہ)

عدل وانصاف:۔ حضورؐ اللہ تعالٰی کے مقرر کئے ہوئے امام عادل تھے۔ آپ کے عدل وانصاف کی مدینہ میں دھوم تھی۔ یہودی بھی آپ کے پاس مقدمے فیصلے کے لئے لاتے تھے اور حضور ﷺ شریعت موسوی کے مطابق ان کے فیصلے دیتے تھے (ابوداؤد)

خاندان مخزوم کی ایک عورت نے ایک مرتبہ چوری کی۔ لوگ چاہتے تھے کہ وہ کسی طرح سے سزا سے بچ جائے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جنھیں حضورؐ محبوب رکھتے تھے سفارش کیلئے راضی کرلیا۔ حضرت رسول مقبول ﷺ سفارش سن کر خفا ہوئے اور فرمایا بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے تھے اور امراء سے درگزر کرتے تھے (بخاری)

جود و سخاء :۔ اس سلسلہ میں کچھ روایات پہلے لکھ دی گئی ہیں یہاں ایک دو روایات اور لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک شب حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے ساتھ راستے سے گزر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر اگر اُحد کا پہاڑ بھی میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی یہ پسند نہ کروں کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے لیکن ہاں وہ دینار جو ادائے قرض کے لئے چھوڑ دوں (بخاری)

ایک دفعہ ایک عورت نے آپ ﷺ کو چادر لاکر دی۔ اس وقت حضور ﷺ کو ضرورت بھی

تھی۔ اسی وقت ایک صاحب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کیا اچھی چادر ہے۔ آپ ﷺ نے فوراً وہ چادر ان کو دیدی۔ بعد میں لوگوں نے کہا تم کو معلوم تھا حضور ﷺ کو اس کی ضرورت تھی پھر بھی تم نے ایسا کیا۔ کہا میں نے برکت کیلئے لی ہے مجھے اس میں کفنایا جائے (بخاری)

کسی قبیلہ کے ایک شخص نے مرتے وقت اپنے سات باغ رسول اللہ ﷺ کے لئے وصیت کردیئے آپ نے ان سب کو خدا کی راہ میں وقف فرمادیا۔ جو کچھ ان میں پیدا ہوتا تھا اس کو فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کو سوال کرنا پسند نہیں تھا چاہتے تھے کہ لوگ صبر کریں۔ ایک مرتبہ چند انصاری آپ ﷺ کے پاس آئے اور کچھ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی ضرورت پوری کی پھر آئے پھر دیا، پھر آئے، پھر دیا۔ اسی طرح بار بار آتے رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک میرے پاس ہے میں تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ لیکن جو شخص اللہ سے اپنے کو سوال سے اور گداگری سے بچانے کی دعا مانگتا ہے تو وہ اس سے بچادیتا ہے جو شخص غنیٰ کا طالب ہوتا ہے اللہ اسے غنی بنادیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کو صابر بنادیتا ہے اور صبر سے بہتر اور وسیع تر دولت کسی کو نہیں دی گئی (بخاری)

ایک صاحب کوئی حاجت لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے وعدہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا سوال صرف تین لوگوں کے لئے روا ہے ایک وہ شخص جو قرض سے زیادہ زیر بار ہے لیکن جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو اسے رکنا چاہیئے دوسرے اس شخص کو جس پر کوئی ناگہانی مصیبت آجائے اور اسکا سارا سرمایہ تباہ ہو جائے اس کی حالت کس قدر بہتر ہو تو وہ سوال سے رک جائے۔ تیسرے اس شخص کو جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلّہ کے تین معتبر آدمی اس کی گواہی دیں۔ اس کے علاوہ جو کوئی مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

(ابوداؤد)

تواضع و انکساری :۔ حضرت رسول مقبول ﷺ گھر کا کام کاج خود کرتے کپڑوں میں پیوند لگاتے دودھ دوھ لیتے بازار سے سودا خود لا لیتے غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے۔ ایک مرتبہ گھر سے باہر تشریف لائے تو لوگ تعظیماً اٹھ

کھڑے ہوئے۔ فرمایا اہل عجم کی طرح تعظیم کو نہ اٹھا کرو (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے ہم میں سے بہتر اور سب سے بہتر کے فرزند آپ نے فرمایا میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں مجھے خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ یہ مجھے پسند نہیں (مسند ابن حنبل) ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی صحابی نے اسکے منہ پر ایک تھپڑ رسید کیا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس فریاد لے کر آیا حضور ﷺ نے انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔ (بخاری)

عزم استقلال ۔ شجاعت :۔ ایک مرتبہ مکہ میں صحابہ نے کفار کی حد سے زیادہ ایذا رسانی سے تنگ آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو آرے سے چیرا گیا لوہے کی کنگیاں ان کے بدن پر چلائیں گئیں۔ لیکن یہ آزمائش بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کر سکیں۔ خدا کی قسم مذہب اسلام کمال کو پہنچ کر رہے گا (بخاری)

غزوہ حنین میں دشمنوں کے تیروں کے سخت حملے سے صحابہ کے قدم اکھڑ گئے لیکن آپ نہایت سکون سے چند صحابہ کے ساتھ میدان میں جمے رہے اس وقت زبان مبارک پر یہ رجز تھا۔

انا النبی لا کذب . انا بن عبد المطلب

میں پیغمبر صادق ہوں۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں (بخاری)

غزوۂ بدر کی گھمسان لڑائی میں مسلمان تین سو تیرہ اور کفار ایک ہزار تھے۔ کبھی کبھی مسلمانوں کے قدم ڈگمگا جاتے تو حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لیتے۔ حضرت علیؓ راوی ہیں جیسا بدر میں زور کا رن پڑا تو ہم لوگوں نے آپ ﷺ کی آڑ میں پناہ لی۔ مشرکین کی صف سے آپ ہی اس دن زیادہ قریب تھے (مسند ابن حنبل)

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ مدینہ میں افواہ پھیلی کہ دشمن آ گئے۔ لوگ مقابلہ کو تیار ہونے لگے لیکن سب سے پہلے آگے نکلنے والے حضور ﷺ تھے۔ آپ گھوڑے کی پیٹھ پر بغیر زین

ہی کے چڑھ گئے۔ تمام خطروں کے مقامات پر گشت لگا کر واپس آئے اور لوگوں کو تسلی دی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے (بخاری)

تبلیغ مذہب میں سہولت اور دلجوئی کا خیال :۔ علامہ شبلی نے یہ روایت پیش کر کے اس کو اسلامی تبلیغ کا اصول قرار دیا ہے۔ روایت یہ ہے کہ یمن میں معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو روانہ کرتے وقت حضور ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی، سہولت سے کام لینا، سخت گیری نہ کرنا لوگوں کو خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہیں۔ جب ان کے پاس پہنچنا ہے تو پہلے ان کو توحید اور رسالت کی دعوت دینا۔ جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو کہنا کہ خدا نے تم پر روز و شب میں پانچ وقت کی نماز بھی فرض کی ہے۔ جب یہ بھی مان لیں تو ان کو سمجھانا کہ تم پر زکوٰۃ بھی واجب ہے تم میں جو امیر ہیں ان سے لے کر جو غریب ہیں ان کو دی جائے گی۔ دیکھو جب زکوٰۃ دینا منظور کر لیں تو چن کر اچھی اچھی چیزیں نہ لینا مظلوموں کی بددعاء سے ڈرتے رہنا کہ ان کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ (سیرۃ النبی بحوالہ بخاری)

زھد و قناعت :۔ حضور ﷺ کی زندگی شروع سے آخر تک زہد و توکل پر ہی قائم رہی۔ پہلے عرض کیا گیا ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ نے گواہی دی کہ وصال کے وقت حضور ﷺ نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ اونٹ نہ بکری۔ جس وقت حضور ﷺ کا وصال ہوا آپ کی زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس گروی تھی، تین ساع جو پر وصال کے وقت جب کہ عرب شام عدن آپ کے زیر نگیں تھے لیکن جن کپڑوں میں آپ کی وفات ہوئی وہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

عفو و کرم :۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ قریش نے آپ کو کیا کچھ تکلیفیں نہیں دیں۔ گالیاں دیں راستے میں کانٹے بچھائے جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا آپ کو نعوذ باللہ پاگل اور جادوگر کہا آپ کو شہید کر دینے کے منصوبے باندھے لیکن حضورؐ نے ان پر کبھی برہمی ظاہر نہ فرمائی۔ طائف میں حضور ﷺ کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی وہ اظہر من الشمس ہے آپ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا گیا لیکن جب طائف کا وفد مدینہ آیا

تو حضور نے ان کو صحن مسجد میں اتارا اور ان کے ساتھ عزت سے پیش آئے۔ (ابوداؤد)۔ مدینہ میں آپ کے سب سے بڑے دشمن منافقین تھے اور ان میں بھی انکا سردار عبد اللہ بن ابی جو ہمیشہ آپ کے خلاف خفیہ سازشوں میں ملوث تھا۔ علانیہ بھی حضور کی اہانت کیا کرتا تھا۔ غزوہ احد میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمانوں کی فوج سے الگ ہو گیا۔ واقعۂ افک میں ام المومنین بی بی عائشہؓ پر الزام لگانے والوں میں پیش پیش تھا بلکہ اسکے بھکادے سے بعض جاں نثاران رسول ﷺ جیسے حسان بن ثابتؓ وغیرہ بھی الزام لگانے والوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس سخت ترین اذیت دہی کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات سے ام المومنین کی برات ظاہر فرما کر ختم فرمایا۔ ایسے دشمن کو بھی رحمت عالم ﷺ نے معاف کر دیا جب وہ مرا تو حضور ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں جس نے یہ کہا اور یہ کہا۔ آپ متبسم ہوئے اور فرمایا ہٹو عمر اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ ستر دفعہ میں نماز پڑھوں تو اس کی مغفرت ہو گی تو میں اس سے زیادہ پڑھتا (بخاری)

مختصر یہ کہ یہ اس رحمت کے نظارے تھے جس سے متصف فرما کر اللہ تعالیٰ نے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (محمد ہم نے تم کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا)

ایک مرتبہ کسی نے حضور ﷺ سے کسی اور شخص کیلئے بددعاء کرنے کی درخواست کی جس پر حضور ﷺ نے فرمایا میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں آیا ہوں۔ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (زرخانی) -

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اے غفور رحیم تو نے اپنے کرم سے جس نبیء رحمت کی امت میں ہم کو پیدا فرمایا ہے انھیں کی شفاعت کے قابل ہمارے اعمال بنا دے اور ہم سب کو اپنی مغفرت سے سرفراز فرما۔ آمین

مقامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(چند قرآنی آیات میں)

یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں اس رسول کی امت میں پیدا کیا جو خاتم النبین اور رحمت اللعالمین ہیں۔ مسلمانوں کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ فطرتاً انھیں اپنے رسول سے بے انتہا محبت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جتنا لکھا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن کی تعریف فرمائی ہے اور اعلیٰ ترین مقامات سے نوازا ہے ان کی تعریف ہم بندوں سے کہاں تک ہو سکتی ہے۔ اس مختصر مضمون میں قرآنی آیات شریفہ سے حضور کے چند مقامات کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے یہ واضح ہو جائے کہ انا بشر مثلکم سے یہ مراد لینا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ہم جیسے ہی ایک انسان تھے اور ہم میں اور ان میں سوائے وحی کے کوئی فرق نہیں صحیح نہیں ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۱۔ **محمد رسول اللہ ہیں:** کئی آیات قرآنی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ہر شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ رسول ہونا خود ایک عظیم ترین عطا ہے جس سے حضور متصف ہیں اور تمام مسلمان آپ کی امت میں ہونے پر ہی فخر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان آیات پر غور فرمایئے رسالت ایک وہبی عطیہ ہے وہ خدا کی طرف ہی سے کسی کو مل سکتا ہے۔ انسان اپنی کوشش اور محنت سے اسے حاصل نہیں کر سکتا۔

(۱) محمد رسول اللہ۔ (الفتح رکوع ۵) محمد اللہ کے رسول ہیں

(۲) لقد جاء کم رسول من انفسکم (توبہ) تمہارے پاس رسول آیا جو تم ہی میں سے ہے۔

(۳) النبی الامی (الاعراف رکوع ۹) وہ نبی امی ہیں

(۴) ولا لکن رسول اللہ و خاتم النبین (الاحزاب رکوع ۵)
لیکن (محمد) اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں

(۵) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعان الذی لہ ملک السموات والارض (الاعراف آیت ۱۵۸) آپ کہہ دیجئے اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین پر ہے

(۶) یسن والقران الحکیم ۔ انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم (یسن آیت ۱) یسن قسم ہے قراں حکیم کی بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں اور سیدھے راستہ پر ہیں۔

۲۔ محمد کو علم سکھایا گیا ہے: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم بظاہر تو امی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم عطا فرمایا جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر قرآن نازل ہوا جو اعلیٰ ترین علوم کا ایسا خزانہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں اور ایسی فصیح زبان و بیان میں بھیجا گیا ہے جس کی چھوٹی سی ایک سورۃ کے آگے فصحائے عرب نے گھٹنے ٹیک دیئے اور سر تسلیم خم کر دیا۔ حضور محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی احادیث سے اسلام، ایمان، احسان، دین، دنیا، قیامت، کائنات، سزا و جزا، جنت و دوزخ، غرض ہر ہر بات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس علم صحیح کے مقابل فلسفہ اور سائنس سے ہونے والی معلومات علم کے ابجد سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ اس لے کہ فلسفہ کی انتہا شک اور قیاس ہے اور سائنس آج ایک بات کہتی ہے تو کل اس کے غیر صحیح ہونے کا اعلان کرتی رہتی ہے۔

حضور کو علم دیا گیا اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا دیا گیا کہ آپ اس علم کے ذریعہ انسانوں کو صحیح علم سے نوازتے ہیں۔ قرآنی آیات پڑھتے ہیں اور انسانوں کو تزکیہ اور پاکی

سکھاتے ہیں۔ حسب ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) علمک مالم تکن تعلم (النساء رکوع ۱۷) تجھے علم سکھایا ان چیزوں کا جن کا تجھے علم نہ تھا

(۲) الم نشرح لک صدرک (انشراح رکوع ۱) کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھول دیا

(۳) یتلوا علیہم ایاتہ (ال عمران رکوع ۸) نبی لوگوں پر اللہ کی آیات کو پڑھ پڑھ کر سناتا ہے

(۴) و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون (بقرہ رکوع ۱۸) نبی تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے

(۵) یعلمھم الکتاب والحکمتہ (جمعہ رکوع ۱) ہمارا نبی لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت کیا ہے اس کی توضیح ذیل کی آیت مبارکہ میں درج ہے

ومن یوت الحکمتہ فقداوتی خیرا کثیرا ۔ (البقرہ) یعنی جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی

(۶) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسہم یتلو علیہم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ (ال عمران آیت ۱۶۴)
حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انھیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کی اصلاح کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں بتاتے رہتے ہیں ن

۳۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی شان و مقام اعلیٰ: حدیث

قدسی ہے **لو لاک لما خلقت الا فلاک** یعنی (اے محمد) تم نہ ہوتے تو یہ زمین یہ آسمان یہ کائنات تخلیق نہیں کی جاتی۔ یہ ہے مقام اعلیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے اخلاق کی تعریف کی آپ پر درود و سلام بھیجا۔ آپ کے خاتم النبین اور رحمتہ للعالمین ہونے کا اعلان فرمایا آپ کے ذکر کو اس طرح بلند فرمایا کہ اپنے ساتھ اپنے رسول کو بھی یاد رکھنے کے مواقع عنایت فرمائے۔ آپ کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز کیا اور اتنا کچھ دینے کا وعدہ فرمایا کہ آپ خوش ہو جائیں۔ آپ کے اسوہ حسنہ کو سارے انسانوں کے لئے ایک نمونہ قرار دیا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائیں

(۱) ومایننطق عن الھویٰ۔ ان ھوالا وحی یوحی (النجم آیت ۴)

وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں نہیں بناتے ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

اس عظیم ارشاد باری تعالیٰ کے تحت یہ بات ثابت ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اس کو اللہ ہی کی طرف سے بھیجی ہوئی وحی سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے ایسی کوئی حدیث جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہو وحی کا درجہ رکھتی ہے اور اس کا انکار کسی صورت میں بھی درست نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس آیت شریفہ میں وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے کہ ان کے قول کو اپنی وحی سے تعبیر فرما رہا ہے۔

(۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب آیت ۲۱)

تم لوگوں کے لئے رسول کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہم تمام مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی اپنی حیثیت سے (اپنی کوتاہیوں کے باوجود) حضورؐ کے احکام پر کاربند ہو جائے اور آپ کی

زندگی کے نمونے کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے اور نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو۔

(۳) و ما اتکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنہ فانتھو (الحشر آیت ۷)

اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لئے یا کرنے) سے روک دیں رک جایا کرو۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول کے احکام کی تعمیل کا حکم دیا ہے اور حضور جن چیزوں سے منع فرمائیں ان سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اصل میں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال غنیمت تقسیم کے متعلق ہے ویسے عام احکام رسول کی تعمیل بھی مسلمانوں پر فرض ہے

(۴) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء آیت ۸)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (یہ اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی باتوں کا حکم دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم فرمایا ہے)

(۵) قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی (یوسف آیت ۱۰۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعوت احسان بصیرۃ (دیدار خدا) کی طرف اشارہ کیا ہے اور اشارۃ رسول کے تابع تام حضرت میراں سید محمد مہدی موعود امر اللہ خلیفتہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اسلام، ایمان، احسان کا منتہا ذات باری تعالیٰ کا دیدار ہے اور اس کی دعوت کے لئے اللہ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مہدی موعود علیہ السلام مقرر فرمائے گئے ہیں

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم

ذنوبکم. والله غفور رحیم (آل عمران ۳۱)

(اے محمد) آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدائے تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

اس آیت شریف میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کی محبت کا اظہار صرف رسول اللہؐ کی صحیح اطاعت کے ذریعہ ممکن ہے۔اور رسول اللہؐ کی صحیح اتباع کے صلہ میں اللہ تعالیٰ مومنین کو اپنی محبت سے نوازیں گے ان کے گناہ معاف کردیں گے۔ صحیح اتباع اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی ہر چیز سے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت کریں۔ایسی محبت سے ایمان میں پختگی اور اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے

اس آیت میں رسول اللہؐ سے کہا جارہا ہے کہ کفار و مشرکین سے کہدیں کہ صرف اللہ کو مان لینا کافی نہیں ہے۔رسول اللہؐ پر ایمان لانا اور آپ کا اتباع کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کردے اور اپنی رحمت و مغفرت سے انہیں نوازیں

(۷) یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا (الاحزاب آیت ۴۵)

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا کہ آپ امت کے لئے گواہ ہونگے اور آپ (مومنوں کو) بشارت دینے والے اور (کفار کو) ڈرانے والے ہیں سب کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ اس آیت شریفہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مقام کا علم ہورہا ہے اور آخر میں حضور کو روشن چراغ فرماکر اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولایت خاص آپ کے فیض آپ کی رحمت برائے خاص و عام کی تعریف فرمائی ہے۔

(۸) وما ارسلنک الا رحمته للعالمین

آپ کو تمام لوگوں اور عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جامع تعریف فرمائی ہے اور آپ کا مقام بلند بتایا ہے اس کے صلہ میں اور اس نعمت خاص کے حاصل ہونے کے شکرانے میں اگر مسلمان اپنی زندگی ایک سجدہ میں گزار دے تو بھی کم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کے لئے اور ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔آپ کو رحمتہ للمسلمین نہیں کہا گیا جس سے حضور کی ذات صرف مسلمانوں کے لئے رحمت بن جاتی اور دوسرے اس رحمت سے محروم رہتے۔آپ رحمت عالم ہیں۔تمام انسانوں اور پوری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔ حدیث قدسی ہے **لولاک لما خلقت الافلاک** یعنی آپ نہ ہوتے تو یہ زمین و آسمان یہ کائنات پیدا نہ کی جاتی۔یہ ہے شان ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی

(۹) ان الله و ملائکته، یصلون علی النبی. یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما

(الاحزاب آیت ۵٦)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے، نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر صلواۃ و سلام بھیجتے رہو۔

شان رسول اکرمؐ ملاحظہ فرمایئے کہ خود اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ پھر تمام فرشتے بھی حضورؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو حکم فرمارہے ہیں کہ اپنے پیارے رسولؐ پر صلواۃ و سلام بھیجتے رہیں یہ شان و مقام اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولؐ کے لئے مختص فرمایا ہے۔

(۱۰) ورفعنا لک ذکرک (انشراح رکوع ۱)

ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا

اللہ تعالیٰ کی حضور نبی کریم پر یہ خاص مہربانی ہے کہ رسولؐ کے نام اور ان کے ذکر کا خوب چرچا ہو۔ چنانچہ اذاں میں اللہ کے ساتھ محمدؐ کا نام درود میں محمدؐ کا نام التحیات میں محمدؐ کا اسم مبارک برابر پڑھا جاتا ہے۔ اللہ سے کوئی دعاء کرنے سے پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے گویا حضورؐ کے اسم مبارک کے وسیلے سے دعاء دربار باری تعالیٰ میں جاتی اور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

(۱۱) ولسوف یعطیک ربک فترضی (والضحیٰ رکوع ۱)

تیرا رب اتنا کچھ دیگا کہ تو راضی اور خوش ہو جائے گا

سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ خاص ہے کہ آپ کو اتنا کچھ دیا جائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ آپ کی نبوت کی مختصر مدت ہی میں کفار مکہ آپ کے زیر ہو گئے۔ یہودی اور عیسائی قبائل پر آپ کی طاقت کا سکہ بیٹھ گیا۔ سارا ملک عرب مسلمان ہو گیا۔ ایسی شاندار کامیابی کسی کو نصیب نہیں ہوئی آج ساری دنیا میں مسلمان کثیر تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مومنین اور مسلمین کو یہ یقین ہے کہ جس طرح یہ وعدہ حضور کی یہاں کی زندگی میں پورا ہوا اور حضور خوش کر دیئے گئے ویسے ہی حضور کی شفاعت کو قبول فرما کر اور مسلمانوں کے گناہوں کو معاف کر کے آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ حضور کو راضی اور خوش فرما دیں گے۔

(۱۲) انا اعطینک الکوثر (کوثر۔ رکوع ۱)

ہم نے تجھے کوثر عطا کیا

کوثر بہشت کی ایک نہر اور حوض ہے جس کا پانی نہایت شیریں ہے۔ مفسرین نے اس کے علاوہ کوثر کے معنی جملہ نیکیاں بھی بتلائی ہیں۔ اس طرح اس چھوٹی سی بلیغ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع نیکیاں عطا فرمانے کا

ذکر کیا ہے جس سے حضورؐ کی علوشان ظاہر ہے۔

۴۔ رسول اللہؐ کا عمل اللہ کا عمل ہے:

مقام رسولؐ کی بلندی کا ایک یہ بھی مظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل کو اپنا عمل قرار دے چنانچہ حسب ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (انفال)

جب تم نے پھینکا تھا تب تو نے نہیں اللہ نے پھینکا تھا۔

یہ واقعہ جنگ بدر کا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ریت اپنی مٹھی میں لے کر کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی اور اس کی برکت سے کم تعداد معمولی اور کم ہتھیار رکھنے والے مسلمان کفار کی بڑی تعداد والی اچھی مسلح فوج پر غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم کے ریت پھینکنے کے عمل کو اپنا عمل فرما رہا ہے۔

(۲) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ (سورہ الفتح آیت ۱۰)

یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے متعلق ہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنھیں کفار کے پاس صلح کے لئے بھیجا گیا تھا واپس آنے میں دیر ہو گئی تو مسلمان بے چین ہو گئے اور رسول اللہؐ کے ہاتھ پر کفار سے جنگ کرنے کے لئے بیعت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بیعت رسول اللہؐ نے نہیں اللہ نے لی گویا رسولؐ کا عمل اللہ کا عمل قرار پایا۔

اسی طرح اس آیت میں وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم) (یہ آیت پہلے پیش کر دی گئی ہے) اللہ تعالیٰ رسول کے قول کو اپنی وحی ہونا بتا رہے ہیں۔

اور من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء آیت ۸) جس شخص

نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے علاوہ **و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما (الاحزاب آیت ۷۱)** جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے عظیم نیکی پر ہے۔

سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ اور رسول اللہؐ کے احکام ایک ہی ہیں اور ان میں کوئی تفاوت نہیں۔

۵۔ رسولؐ کے احکام سے اعراض کرنے والوں کے لئے وعیدیں: اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے ہٹ کر چلنے والوں کے لئے دردناک سزا اور عذاب کی وعیدیں سنائی ہیں۔ اس سے بھی حضور کی دعوت کی عظمت و اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) و من یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ متولیٰ و نصلہ جھنم. و ساء ت مصرا (النساء آیت ۱۱۵)

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسروں کا راستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

(۲) و من یعص اللہ و رسولہ ، و یتعد حدودہ یدخلہ ، ناراً خالداً فیہا و لہ عذاب مھین (النساء آیت ۱۴)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔

۶۔ رسولؐ مسلمانوں کے لئے اور جمیع مخلوقات کے لئے "رحمت"

ہیں: اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں ہی کے لئے نہیں سارے عالمین ساری مخلوقات کے لئے "رحمت" بنا کر بھیجا ہے۔ حضور نے کفار مکہ سے کیا کیا مصیبتیں نہ برداشت فرمائیں لیکن جب وہ زیر ہوئے تو ان کو ایسا معاف فرمایا جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

طائف کے لوگوں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا پھر بھی حضور نے ان کے لئے بد دعا نہیں کی۔ فتح مکہ کے موقع پر اپنے سخت ترین دشمنوں کو معاف فرما دیا ذیل کی آیتیں اپنی بات کو ثابت کرتی ہیں۔

(۱) عزیز علیہم ما عنتم (توبہ آیت ۱۲۸)

تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے۔

(۲) حریص علیکم (توبہ آیت ۱۲۸)

(ہمارا نبی) تم لوگوں کی نفع رسانی کا کمال درجہ طالب و شائق ہے

(۳) و ما ارسلنک کافتہ للناس (سبار کوع ۳)

ہم نے تمہیں جملہ انواع انسانی کے لئے بھیجا ہے

(۴) و ما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (الانبیاء۔ آیت ۱۰۷)

آپ کو تمام لوگوں اور عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

۷۔ اختتام: اس مختصر مضمون کو ختم کرتے ہوئے اس روایت کو پیش کرنا نہایت ضروری ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بجائے کسی بیان کے اس سے دریافت فرمایا کیا تم نے قرآن مجید کی تلاوت نہیں کی؟ مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ السلام کے اخلاق قرآنی اخلاق ہیں اور اس مشہور قول کی تصدیق خود قرآن پاک فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ معیار پر ہیں

اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (احزاب آیت ۲۱)

تم لوگوں کے لئے رسول اللہؐ کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ تھا (اور ہے)

صلی اللہ علیہ و سلم

نعت شریف

دیکھا تھا خواب میں رخِ زیبا رسولؐ کا
دل ہوگیا ہے جب سے دِوانہ رسولؐ کا

رو مت عمرؓ کہ اس پہ ہیں قربان سطوتیں
بستر چٹائی ہاتھ ہے تکیہ رسولؐ کا

تمثیل نور کی تو فقط نور ہی سے ہو
تنویرِ کبریا ہے سراپا رسولؐ کا

دیکھا نہیں ہے پھر بھی برابر نظر میں ہے
صورت رسولِ پاک کی نقشہ رسولؐ کا

منکر نکیر کی بھی زبانوں پہ آ گیا
برتر سے سن کے قبر میں کلمہ رسولؐ کا

مہدیؑ حضرت رسول اللہؐ کی نظروں میں

محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے مقتدا اور امام ہیں۔ آپ خاتم النبین اور رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ وہ ہیں جن کے نور کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے خلق فرمایا اول ما خلق اللہ نوری اور آپ کو خاتم النبین فرمایا ہے اور آپ کو انبیاء میں عظیم ترین شرف حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کی شب اپنے عرش پر مدعو فرمایا اور اپنے دیدار سے مشرف کیا۔ آپ کے بارے میں قرآن حکیم میں کہا گیا ہے کہ محمد (دین میں) اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو سارے اسرار و رموز سے واقف فرمایا۔ قرآن بے شک ہمارا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں انسان کی ہر طرح رہبری کے عظیم اشارے ملتے ہیں لیکن ان اشاروں کی تفصیل ہم کو حضرت رسول مقبول ﷺ سے معلوم ہوتی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اقیمو الصلواۃ و اتو الزکواۃ لیکن یہ تفصیل نہیں ہے کہ نماز کس طرح ادا کی جائے۔ زکواۃ کی مقدار کیا ہے۔ کن لوگوں پر اس کی ادائی فرض ہے۔ کس کو دینا ہے اور کتنی دینا ہے۔ یہ تمام تفصیلات ہم کو حضور نبی کریم ﷺ ہی سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس طرح دوسرے تمام فرائض کا مجملاً قرآن میں ذکر ہے اور ان کے بارے میں تمام احکام و تفصیلات حضرت محمد ﷺ کے بعد کے دور میں واقع ہونے والے واقعات کا بھی ذکر ہے لیکن ان کی تفصیل حضرت نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک ہی سے معلوم ہوئی ہے۔ اسی طرح مامور من اللہ خلیفتہ اللہ حضرت امامنا میراں سید محمد (جونپوری) مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر مبارک بھی قرآن میں (بغیر لفظ ''مہدی'') کے موجود ہے۔ جیسے حضرت رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک آپ سے پہلے کی الٰہی کتابوں اور صحیفوں میں (بغیر لفظ ''محمد'' کے) موجود ہے۔ اس کی ساری تفصیلات ہم کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے معلوم ہوئی ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کون ہیں کیا ہیں آپ کس کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی صورت وشکل کیسی ہے آپ کے اخلاق کس قسم کے ہیں آپ کا مقام ومرتبہ اور آپ کا منصب کیا ہے آپ کا دین اسلام سے کیا کام ہے آپ کی بعثت کی دنیا میں کس قدر ضرورت ہے۔ آپ کی تصدیق و بیعت سے کیوں مشرف ہونا چاہیئے آپ سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچنے والا ہے یہ ساری باتیں حضور ختمی مرتبت محمد مصطفی ﷺ سے ہم کو معلوم ہوتی ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق حضرت رسول اللہ ﷺ کی بے شمار احادیث جو ہم تک پہنچتی ہیں۔ ان کو علمائے حدیث نے مختلف قسموں میں تقسیم کیا ہے جیسے۔ صحیح، حسن، غریب، احد، متواتر وغیرہ۔ ان میں بعض احادیث ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا مطلب ایک دوسرے کے خلاف پڑتا ہے۔ اس لئے ایسی احادیث کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے جو صحاح ستہ میں موجود ہیں یا جو ان کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ایسی احادیث بھی مہدی علیہ السلام کے بارے میں کئی ہیں انھیں متواتر المعنی کہا گیا ہے اور وہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کا مقام حضور محمد مصطفی ﷺ کی نظر مبارک میں کیا تھا بتلانے میں کافی مدد معاون ہیں۔ علمائے اہل سنت نے ان احادیث کو جو حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق ہیں احادیث متواتر المعنی میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے:

ترجمہ:۔ مہدی علیہ السلام کے بارے میں متواتر المعنی کثیر احادیث وارد ہیں۔

(بحوالہ ٔ توضیحات نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ مولفہ حضرت پیرومرشد ابوسعید سید محمود مرشد میاں صاحبؒ)

بحر العلوم عبدالعلی ملک العلماء نے اشراط الساعۃ میں لکھا ہے:

ترجمہ: "مہدی کی بعثت پر دلالت کرنے والی حدیثیں اتنی کثیر ہیں کہ تواتر معنی کی حد کو پہنچ گئی ہیں۔ (ایضا)

مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث متواتر ہونے کے سبب تمام مسلمانوں کا چاہے وہ کسی فرقے سے ہوں بعثت مہدی پر اتفاق ہے البتہ آثار وعلامات میں اختلاف ہے۔

متواتر المعنی احادیث کو تسلیم کر لینے پر جمہور مسلمین کا اتفاق ہے بلکہ ایسی احادیث کے انکار کو کفر پر موقوف کیا گیا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ کی ایک معتبر کتاب اصول الشاشی میں لکھا ہے:

"حدیث متواتر سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے اور اس کا رد کرنا کفر ہے (بحوالہ توضیحات بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

افسوس ہے کہ جمہور علمائے اہل سنت کے بعثت مہدی کی حقیقت کو صحیح سمجھنے کے باوجود بعض کم علم افراد بعض اخبارات میں اس کے متعلق سوال کرتے ہیں تو ان کو ایسا جواب دیا جاتا ہے کہ بعثت مہدی کی ضرورت ہی نہیں ہے اصل میں یہ لعنت مورخ ابن خلدوں سے شروع ہوتی ہے جس کا خیال تھا کہ بعثت مہدی کا عقیدہ سرے سے غلط ہے۔ اس کا جواب کئی علمائے اہل سنت نے دیا ہے۔ چنانچہ ملک شام سے ایک کتاب ابن خلدوں کے رد میں لکھی گئی ہے۔ علامہ سید اشرف شمسیؒ نے بھی ابن خلدوں کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے مناظر حسن گیلانی سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ نے مکاتیب امام غزالی کے مقدمہ میں بعثت مہدی سے ابن خلدون کے خیالات کی معقول تردید کی ہے اور یہ لکھا ہے:

"مہدی کے متعلق حدیث کی کتابوں میں جو روایتیں ہیں ان پر ابن خلدون نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ ان کی بھی محدثانہ حیثیت سے کوئی وقعت نہیں ہے اور بعثت مہدی کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا مسلمہ عقیدہ ہے۔"

یہ ثابت کرنے کے بعد کہ عقیدۂ مہدی مسلمانوں کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ مستند احادیث کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ہم کو کون کونسی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف چند ہی احادیث شریفہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

(۱) بعثت مہدی ضروریات دین سے ہے :۔

ضروریات دین سے مراد ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے بغیر دین مکمل نہیں ہوسکتا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے تشریف لانے کے سلسلے میں اتنی اہمیت کا ذکر فرمایا ہے کہ اندازہ ہوتا ہے کہ جب تک مہدی علیہ اسلام کی بعثت نہ ہو قیامت آ نہیں سکتی۔ چونکہ قیامت کا

واقع ہونا بھی ضروریات دین سے ہے اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت بھی ہونا لازمی طور پر ضروریات دین سے ہوگی۔ اس سلسلہ میں محدثین نے کئی صحابہ سے کئی احادیث جمع کی ہیں مثلاً ۔ ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم اور حاکم نے اپنی کتابوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت رسول مقبول ﷺ نے کہ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو مبعوث نہ کرے گا جس کا نام میرے نام کے جیسا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔ اور وہ زمین کو قسط و عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے۔

ایسے ہی مفہوم کی حدیث سنن ابوداؤد میں بھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ موجود ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اگر قیامت قائم ہونے ایک دن بھی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کرے گا کہ اس میں وہ ہستی مبعوث ہو جائے گی۔

ابوداؤد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور مسند حافظ ابونعیم میں بھی اسی مضمون کی روایت ذکر کی گئی ہے۔

ان تمام متحد المعنی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مہدی علیہ السلام کی بعثت کو قیامت سے پہلے بے حد ضروری قرار دیا ہے اتنا ضروری کہ جب تک آپ کی بعثت نہ ہو قیامت قائم نہ ہوگی۔

اوپر بیان کی ہوئی احادیث میں ایک شخص کا ذکر ہے لیکن لفظ مہدی موجود نہیں۔ کچھ اور احادیث ایسی ہیں کہ ان میں لفظ مہدی کے ساتھ وہی صفات والی شخصیت کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی احادیث میں جس ہستی کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت مہدی علیہ السلام ہی کی ہستی ہے۔ چنانچہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے صرف دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ ابوسعید خدریؓ نے کہا فرمایا حضرت محمد ﷺ نے مہدی روشن پیشانی والا اونچی ناک والا ہوگا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہے۔ سات سال مالک رہے گا۔

امام احمد ابوداؤد اور ابونعیم نے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تم کو مہدی

کی خوشخبری دیتا ہوں جو لوگوں میں اختلاف اور تزلزل واقع ہونے کے وقت میری امت میں مبعوث ہونگے۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔

پہلے بیان کی ہوئی احادیث میں جو خصوصیت شخص منتظر کی بتائی گئی ہے وہی خصوصیت بعد کی حدیثوں میں لفظ مہدی کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں کہ یہ خصوصیت حضرت مہدی علیہ السلام ہی کی ہے۔

ان احادیث میں الارض کے معنی ساری دنیا لینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لفظ زمین کے ایک خطہ کے لئے بھی قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ اگر اس کا مفہوم ساری دنیا کا بھی لیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی مثال ایک صاف شفاف پانی کے چشمہ کی ہے۔ جو لوگ اس سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں وہ تو اس سے مستفید ہوتے ہی ہیں۔ لیکن چشمہ میں سب لوگوں کی پیاس بجھانے کی صلاحیت موجود ہے۔ اسی طرح حضرت رسول مقبول ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں۔ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے بھی صفت رحمت میں کوئی کمی نہیں۔ صاحب مخزن الدلائل نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ آپ رحمت ہیں اس کے لئے جس نے آپ کی اطاعت کی اسی طرح قسط و عدل کی صفت حضور مہدی علیہ السلام کی عام ہے لیکن مستفید وہی ہونگے جنھوں نے آپ کی اطاعت کی۔ رہی یہ بات کہ ساری زمین یعنی پوری دنیا قسط و عدل سے بھر جائے گی سب لوگ مومن ہو جائیں گے یہ ایسا مفروضہ ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی پورا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ قرآنی آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت تک دو فریق موجود رہیں گے ایک اللہ کو ماننے والا اور ایک مخالف۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا قسط و عدل سے کیسے بھر جائے گی۔ اوپر کی احادیث سے ثابت ہوا کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت ضروریات دین سے ہے۔

(۲) مہدی اولاد فاطمہ سے ہونگے:- مہدی علیہ السلام کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی آل یعنی اولاد فاطمہ سے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم کو کئی احادیث ملتی ہیں۔ چند احادیث کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے

ا۔ابوداؤد نے روایت کی ہیکہ ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ مہدی میری عترت یعنی اولادفاطمہ سے ہے۔

۲۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں میں حمزہ علی حسن حسین اور مہدی (حضرت مہدی علیہ السلام امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے ہیں جو حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں)

۳۔ابن ماجہ ہی کی ایک اور حدیث میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ہم اہل بیت سے ہیں۔اللہ تعالی ان میں ایک ہی رات میں صلاحیت پیدا کردے گا۔

(۳) مہدی رسول اللہؐ کے مشابہ ہونگے :۔

ابو داؤد نے ایک حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی روشن پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہوگا۔زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

اس حدیث میں چہرے کا جو حلیہ پیش کیا گیا ہے قومی کتب میں حضرت مہدی علیہ السلام کا ایسا ہی حلیہ دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے حلیہ سے مشابہ ہے چنانچہ ایک روایت ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور وہ خود اگر ایک زمانے میں ہوتے تو لوگ ان تینوں میں کوئی فرق نہیں کر سکتے تھے۔

(۴) مہدیؑ کے اخلاق رسول اللہؐ کے اخلاق ہونگے :۔

فتوحات کلیہ میں یہ مشہور روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطانہ کرے گا۔اس حدیث کو تمام اہل سنت حتیٰ کہ مخالفین حضرت سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے یعنی اولاد فاطمہ سے ہونگے اور رسول اللہ ﷺ کے پورے پورے تابع ہونگے ۔تابع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کی پوری پوری موافقت کریں گے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بحکم قرآن حضرت

ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کا اتباع کیا ہے۔اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پورا پورا اتباع کرنے کے سبب رسول اللہ ﷺ کی طرح مہدی بھی معصوم ہونگے ۔رسول اللہ ﷺ کے جو اخلاق ہیں (خلق عظیم) ان سے مہدی بھی متصف ہونگے۔

صاحب مقدمۂ سراج الابصار نے حدیث کے الفاظ یشبہ فی الخلق (اخلاق میں مشابہ ہونگے) اور خلقه خلقی (اس کے اخلاق میرے اخلاق ہونگے) ان دو کتابوں اشعتہ المعات جلد رابع اور عقد الدرر الباب ثانی کے حوالے سے بھی لکھے ہیں۔اس طرح حضور رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں مہدی کے اخلاق آپ ہی کے اخلاق کے جیسے تھے۔

(۵) مہدیؑ خلیفتہ اللہ ہیں:۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین مبارک میں مہدی کے لئے خلیفتہ اللہ کے لفظ کا بھی استعمال فرمایا ہے۔اس سلسلے میں یہ دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ابن ماجہ نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے کنز کے پاس تین آدمی کارزار کریں گے۔تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے۔پس وہ کنز کسی کو نہ ملے گا۔پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی جانب سے طلوع ہونگے وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے دوسری قوم کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر کچھ ذکر کیا جو مجھے یاد نہیں ہے۔پس جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کرو اگرچہ کہ تمہیں برف پر رینگنا ہو۔پس تحقیق وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے

اس حدیث شریف میں ثوبانؓ نے جس حصہ کی روایت کے یاد نہ رہنے کی بات کہی ہے وہ حاکم اور ابونعیم کی روایت سے واضح ہو جاتی ہے وہ بات یہ ہے پھر خلیفتہ اللہ مہدی آئے گا جب تم اس کی خبر سنو۔

اس طرح ان روایات میں امام مہدی کے آنے کی اطلاع دی گئی ہے کہ جب آپ ظاہر ہوں تو ان سے بیعت کی جائے چاہے ان تک پہنچنے میں برف کے پہاڑ بیچ میں ہوں اور ان پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے۔

حدیث ثوبانؓ میں جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تشریح میں ہماری قومی کتابوں

میں کافی تفصیلی بحث کی گئی ہے اس مختصر مضمون میں ان کا صرف خلاصہ دیا جاتا ہے۔

کنز سے مراد خزانہ اور یہاں اس کا اشارہ خلافت سے ہے۔ خلیفہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں جن کے تین صاحبزادوں کو خلافت نہ مل سکی۔ حضرت حسنؓ، حضرت معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور حضرت حنیفہ جن کو مختار مہدی سمجھ کر لڑ رہا تھا۔ ان کو بھی خلافت نہیں مل سکی۔ سیاہ جھنڈوں سے مراد قوم تاتار ہے۔ اس نے لڑائی میں خون کی ندیاں بہادیں اور عباسی خلافت ختم ہوگئی۔ ان واقعات کے بعد حضور مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اسی طرح یہ حدیث صحیح حضرت سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام پر بالکل صحیح ثابت ہوگئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور رسول اللہ مقبول ﷺ نے مسلمانوں کو مہدی کے خلیفۃ اللہ ہونے کی اطلاع دی ہے چونکہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے آپ سے ہر حالت میں بیعت کرنے اور آپ کی تصدیق کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک خلیفۃ اللہ کی آمد ہوگی جو اسلام کو پھر سے زندہ کرے گا۔ مہدی چونکہ خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے وہ تمام مسلمانوں حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے مقام و مرتبہ میں بڑے ہونگے۔

مہدی علیہ السلام کے خلیفۃ اللہ ہونے کی اطلاع ایک اور حدیث سے بھی ہم کو ملتی ہے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے بھی ایک روایت ابن ابی شیبہ نے اس طرح بیان کی ہے:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مہدی اس حالت میں نکلیں گے کہ ایک فرشتہ اوپر سے ندا کرے گا یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں تم ان کا اتباع کرو۔

(۶) مہدی معصوم عن الخطا ہیں:۔ اس سے پہلے حضرت رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارک پیش کی گئی ہے کہ فرمایا حضورؐ نے مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔

اس حدیث شریف میں مہدی کو خطا نہ کرنے کی صفت سے متصف بتلایا گیا ہے۔

انسانوں سے خطا اور گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور خلفاء کو خطا اور گناہ سے پاک رکھتے ہیں۔ چونکہ حضرت مہدی علیہ السلام بھی خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے آپ صاحب عصمت ہیں یعنی معصوم ہیں جیسا رسول اللہ ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء معصوم ہیں۔ اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے مہدی کے بارے میں یہ بشارت دی ہے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اس لئے آپ کے نقش قدم پر چلنے والے اور خطا نہ کرنے والے مہدی بھی معصوم ہونگے۔ دوسری احادیث میں حضرت نبی کریم ﷺ نے مہدی کے [illegible] اپنے اخلاق جیسے فرمایا ہے۔ ان احادیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مہدیؑ معصوم ہونے اور رسول اللہ ﷺ کا پورا پورا اتباع کرنے اور رسول اللہ کے اخلاق عالیہ سے [illegible] ہونے کے سبب رسول اللہ ﷺ کے مقام عالیہ کے حامل ہو جاتے ہیں اسی کو مہدوی عقائد [illegible] یعنی مساوی ہونا کہا جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سوائے مہدیؑ کے کوئی اور ہستی نہیں [illegible] کہ صحابۂ رسول یا خلفائے راشدین یا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] سنت میں بعض نے اس مقام کی اس طرح وضاحت کی ہے:

حضرت پیر و مرشد ابوسعید سید محمود مرشد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توضیحات، [illegible] کی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ میں حسب ذیل دو روایتیں پیش فرمائی ہیں۔

۱۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات کلیہ کے باب (۲۶۶) میں تحریر فرمایا ہے:

ترجمہ:۔ رسول اللہ نے کسی امام کی نسبت نہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد وارث ہوگا اور [illegible] قدم پر چلے گا۔ خاص مہدی کے بارے میں فرمایا ہے پس آنحضرت نے مہدی اور [illegible] کی عصمت کے بارے میں اسی طرح شہادت دی ہے جس طرح خود آنحضرت کی [illegible] عقلی شاہد ہے۔

۲۔ علامہ طحطاوی نے حاشیۂ در المختار میں تحریر فرمایا ہے کہ ترجمہ۔ مہدی سے ہرگز خطا [illegible] کیونکہ وہ اپنے احکام میں معصوم ہے جس کی شہادت اس امر پر مبنی ہے کہ انبیاء اور [illegible] کے لئے اجتہاد جائز نہیں (توضیحات نظایات بندگی میاں عبدالرشیدؓ)

حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے اور خطا نہ کرنے کے سبب مہدی اسی دین اسلام کو پیش فرمائیں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ حدیث شریف ہے جس کو حافظ ابو نعیم اصفہانی نے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مہدی آخر زمانہ میں اس طرح دین کو قائم کریں گے جس طرح میں نے اس کو اول اسلام میں قائم کیا ہے

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی رسول اللہ ﷺ کی طرح معصوم اور آپ کی طرح دین اسلام کے قائم کرنے میں کامل ہیں۔

(۷) مہدی ء دافع ہلاکت امت محمدیہ ہیں:۔

ایک بہت اہم حدیث مسند امام احمد حنبل میں عبداللہ بن عباسؓ سے اور کنز العمال میں حضرت علیؓ سے اور مشکواۃ میں بہ اختلاف الفاظ مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی (کیونکہ) میں اس کے شروع میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر میں ہیں اور مہدی درمیان میں ہیں۔ اس حدیث کے اسناد اس قدر قوی ہیں کہ اسے سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) کہا جاتا ہے۔

اس اہم حدیث سے کچھ بہت اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ دافع ہلاکت امت محمدیہ کی حیثیت سے اس حدیث میں تین ہستیوں کا ذکر کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کا عیسیٰ علیہ السلام کا اور مہدی علیہ السلام کا۔ چونکہ دافع ہلاکت امت میں دو نبیوں کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ مہدی علیہ السلام بھی خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ ہیں ورنہ ان کو دو نبیوں کے ساتھ نہیں لکھا جاتا۔

دوم یہ کہ مہدی دافع ہلاکت امت کی حیثیت سے صاحب دعوت ہیں کیوں کہ اگر وہ دعوت نہ کریں تو نجات کی راہ نہیں کھلے گی اور امت گمراہی اور ہلاکت سے بچ نہ سکے گی۔ جب آپ کی دعوت اور اقتداء کے بغیر ہلاکت و گمراہی سے بچنا ممکن نہیں ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کی تصدیق فرض ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امت آپ کی دعوت کے بغیر بھی گمراہی سے بچ سکتی ہے تو آنحضرت رسول اللہ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ آپ دافع ہلاکت ہیں نعوذ باللہ بے سود ثابت ہو

جائے گا۔

تیسری اہم بات جو اس حدیث سے واضح ہوتی ہے وہ حضرت مہدیؑ کی بعثت کا زمانہ ہے۔ چنانچہ حدیث سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ حضرت مہدیؑ کی بعثت کا زمانہ ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ کے اعتبار سے حضرت رسول اللہ ﷺ اول زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اور حضرت مہدی علیہ السلام زمانۂ وسط میں دافع ہلاکت ہوں گے۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک زمانے میں موجود نہ ہونگے۔ جیسا کہ یہ غلط خیال بہت زیادہ عام ہو گیا ہے لیکن اکابر اہل سنت نے اس حدیث کی بناء پر ایسے خیال کی تردید کی ہے۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں تحریر فرمایا ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدیؑ عیسیٰ کی اقتدا کریں گے یہ ایک ایسی بے اصل بات ہے جس پر بھروسہ نہ کیا جانا چاہیئے

اسی طرح علامہ قاضی منتجب الدین نے تحریر کیا ہے: پس ثابت ہے کہ وہ دونوں (عیسیٰ و مہدی) ایک زمانہ میں جمع نہ ہونگے اسکے متعلق تمام باتوں کو جاننے کے بعد جس کسی نے مہدی اور عیسیٰ کے ایک زمانہ میں ہونے پر اصرار کیا تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ صرف بے اصل باتیں کرتے ہیں (توضیحات نقلیات بندگی میاں عبدالرشید صفحہ ۱۶)

(۸) مہدیؑ خاتم دین ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا دین شروع سے ہی دین اسلام ہے اس کی ابتداء حضرت آدم و حضرت نوح سے ہوئی۔ جیسے جیسے انبیاء آتے گئے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی شریعتیں بدلیں۔ چنانچہ دین تو اسلام ہی رہا لیکن شریعتیں بدلتی رہیں۔ اس طرح حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے لیکن ان کی شریعتیں علحدہ علحدہ تھیں۔ اس دین کی آخری شریعت حضرت محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہوئی۔ تنزیل کے اعتبار سے یہ شریعت قرآن پاک کی شکل میں حضرت رسول اللہ ﷺ پر پوری نازل ہوئی۔ اس کے ایک حصہ کی تعلیم تو حضور نبی کریم ﷺ نے تمام کو دی البتہ ایک اور حصہ کی تعلیم کو صرف چند مخصوص صحابہ تک محدود رکھا اور فرمایا کہ اس حصہ کی تعلیم آپ کے

بعد خلیفۃ اللہ مہدی علیہ السلام کے زمانے میں تمام کو دی جائے گی ۔ چنانچہ آپ کی اس حدیث مبارک پر غور فرمایئے جس کی تخریج حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اپنی کتابوں میں کی ہے۔ ان میں ابو القاسم طبرانی ابو نعیم اصفہانی عبد الرحمن ابن حاتم اور ابو عبد اللہ نعیم بن حماد وغیرھم ہیں حدیث یہ ہے:

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مہدی ہم میں سے ہونگے یا اوروں میں سے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہمیں میں سے ہونگے ۔ اللہ تعالیٰ انھیں پر دین کو ختم فرمائے گا جیسا کہ شروع کیا ہے اس کو ہم سے۔

اس حدیث میں جس دین کا ذکر کیا گیا ہے وہ شرع محمدی ہے اور اس کی بفرمان رسول مقبول ﷺ حضرت مہدی علیہ السلام اپنی دعوت اور تعلیم سے ختم فرمائیں گے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام بیان قرآن اور فرائض ولایت کی تعلیم کے ذریعہ دین محمدی کی تکمیل فرمائیں گے ۔ اس طرح ختمیت کی صفت جیسا رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے ویسے ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے بھی ہے۔

اوپر بیان کی ہوئی احادیث سے اندازہ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر میں مہدی کیا ہیں اور ان کے کیا مقامات ہیں ۔ ان احادیث کے علاوہ اور بہت ساری دوسری احادیث بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی مال کی برابر تقسیم کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو پھر سے قائم فرمائیں گے ۔ عقد الدرر میں ابو نعیم نے خصرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر دفعہ کئے اور کسی سنت کو بغیر قائم کیئے نہ چھوڑیں گے ۔ عوفؓ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اے عوف جس وقت میرے اہل بیت سے دعویٰ مہدیت کے ساتھ کوئی مرد ظاہر ہو اور تم نے اس کو پالیا تو ان کی اتباع کرو اور ہدایت پانے والوں میں ہو جاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی کی اتباع ہی سے ہدایت ملے گی۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے جس تاکید سے مہدی کی صفات اور مقام کا ذکر فرمایا ہے اس سے صحابہ اور تابعین بہت متاثر تھے ۔ اس سے پہلے بیان کی ہوئی احادیث اس بات کو واضح

کرتی ہیں ان کے علاوہ حسب ذیل تین روایات سے بھی مہدی سے متعلق صحابہ اور تابعین کے تاثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ کعب بن احبارؓ نے کہا ہے کہ مہدی کا ذکر قدیم کتابوں میں دیکھا ہوں ۔ مہدی کا حکم عیب اور ظلم سے پاک ہوگا۔ (عقیدہ الدرر بحوالہ المہدی الموعود مولفہ حضرت علامہ سید حسین محمودی)

۲۔ حضرت حسینؓ بن علیؓ سے پوچھا گیا کہ آیا مہدی پیدا ہو گئے آپ نے جواب دیا نہیں ۔ اگر میں مہدی کو پاتا تو تمام عمران کی خدمت کرتا (ایضا)

۳۔ محمد بن سیرینؒ (ایک مشہور تابعی) سے مروی ہے کہ جب ان سے سوال کیا گیا مہدی افضل ہیں یا ابو بکرؓ و عمرؓ تو انھوں نے جواب دیا کہ مہدی ان دونوں سے افضل ہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے برابر ہیں (ایضا)

الغرض حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث شریفہ سے آپ کے بعد ایک خلیفۃ اللہ مہدی کے آنے کی تاکید بخبر موجود ہے اور مسلمانوں کو ان سے رجوع ہونے ان سے بیعت کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے ۔ الحمد للہ ہم تمام مہدوی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت امامنا سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود علیہ السلام ہیں ۔ آپ کی تشریف آوری ہو چکی ہے ۔ آپ نے ۹۰۱، ۹۰۳ اور ۹۰۵ ہجری میں دعویٰ مہدیت فرمایا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کی طرح سلاطین کو خطوط کے ذریعے اپنے مہدی موعود ہونے کی اطلاع دی ہے اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تحقیق کریں اور آپ کی مہدیت کی تصدیق کریں۔ چنانچہ ایک خط کی فارسی نقل کو مختصر کر کے حضرت مولانا سید ولی صاحب سکندر آبادیؒ نے اپنی اردو تالیف سوانح مہدی موعود میں شائع کیا ہے جس کو یہاں پیش کر کے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

"بندہ سید محمد خدائے تعالیٰ کے حکم سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ خدا کے حکم سے کہتا ہوں کہ بندہ کی ذات مہدی موعود آخر الزماں ہے اس دعویٰ پر اتباع کلام اللہ اور پیروی محمد رسول اللہ ﷺ دونوں گواہ رکھتا ہوں ۔ بادشاہ وزیر امیر فقیر عالم زاہد غرض ہر قسم کی خلائق کو لازم ہے کہ اس بات کی تحقیق کریں ۔ اگر ثابت ہو جائے کہ بندہ جھوٹا ہے اور مفتری ہے تو بندہ

کو قتل کرو کیونکہ اس صورت میں بندہ جس جا جائے گا اور اپنے مدعٰی کی خلائق پر دعوت کرے گا ضرور خلق گمراہ ہوگی اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بندہ مہدی موعود ہے تو تصدیق کرو اور حق کی مدد کرو۔ ان دونوں کام (حق و باطل کے دریافت کرنے) کی فکر نہ کروگے تو اس کا وبال حاکم وقت کی گردن پر رہے گا۔ دونوں جہاں میں سیہ روئی نصیب ہوگی۔

والسلام علیٰ من التبع الهدیٰ.

(سوانح مہدی موعودؑ)

نعت شریف

مرے مہدیؑ نے مجھ کو جو دیا ہے
انوکھا اس کا سب سے ذائقہ ہے
دیا، مہدیؑ نے سُلگایا تھا جس کو
ہواؤں میں برابر جل رہا ہے
کہا مہدیؑ نے کر ذکر الٰہی
یہی امراضِ دل کی اک دوا ہے
عمل کے ساتھ کر تصدیق مہدیؑ
فقط اقرار سے کم فائدہ ہے
خدا واحد حقیقت ہے جہاں میں
خدا سے ہٹ کے ہر ہر چیز لا ہے

حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خلیفتہ الٰھی شان کی چند جھلکیاں

حضرت امامنا سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امر اللہ خلیفتہ اللہ، خاتم دین محمدیہ، خاتم ولایت (مقیدہ) محمدیہ ہیں آپ کا ذکر قرآن مجید میں اشارات و کنایات میں موجود ہے اور حضرت علیہ السلام نے ایسی اٹھارہ واضح آیات بتلائی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا اور آپ کی قوم کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ کی بعثت اور ضرورت کے سلسلہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ سے بیشمار احادیث مروی ہیں۔ ان متواتر احادیث کا انکار اہل سنت کے عقیدہ کے لحاظ سے کفر ہے تعجب ہے کہ اہل سنت کے اس متفقہ فیصلہ کے خلاف جناب وحید الدین خاں مدیر ''الرسالہ'' نے اپنے مضمون ''نبوت اور ختم نبوت'' (رہنمائے دکن ۳/ستمبر ۱۹۹۰ء میں یہ کیسے لکھ دیا کہ ''حدیث میں ایک مہدی کا ذکر ہے جس کو سنی مسلمان سادہ معنوں میں اور شیعہ حضرات مبالغہ آمیز معنی میں لیتے ہیں۔'' غالباً وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مہدی کا عقیدہ رکھنا داخل ایمانیات نہیں ہے۔ لیکن جب احادیث متواترہ میں مہدی کی بعثت کی خبر دی گئی ہے اور ان سے بیعت کرنے کا نبی کریم ﷺ حکم دے رہے ہیں تو یہ عقیدہ اہل سنت کے اعتقاد سے داخل ایمانیات ہے اور وحید الدین خاں کا اسکو اتنی آسانی سے ختم کرنے کی کوشش کرنا اپنے ہی معتقدات سے انکار کرنے کے مماثل ہے۔

ہم مہدوی حضرت سید محمد جونپوری کو مہدی موعود علیہ السلام مانتے ہیں۔ اہل سنت کے بہت سارے تذکرہ نگار مورخ اور دانشور جو حضرت کے زمانہ میں یا اس کے کچھ بعد گزرے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام اپنے دور کے ایک ولی کامل گزرے ہیں۔ آج کل کے علماء دانشور اور تذکرہ نگار بھی ایسا ہی تصور رکھتے ہیں لیکن مہدی اور ایک ولی کے مراتب میں بہت بڑا فرق ہے۔ حدیث ثوبان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مہدی

کے لئے "خلیفۃ اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ خلیفۃ اللہ کا لفظ عام طور پر نبی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں یہ لفظ حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہونے کے سبب انبیاء کے مقام میں ہیں۔ آپ رسول مقبول محمد ﷺ کے تابع تام اور معصوم عن الخطا ہیں۔ اس کے ثبوت میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث شریف ہے۔ المھدی منی یقفو اثری و لا یخطی یعنی مہدی مجھ سے ہے، میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث ثوبان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کو مہدی کے مبعوث ہونے کی اطلاع ملے تو جاؤ اور ان سے بیعت کرو اگر چہ بیچ میں برف کے پہاڑ کیوں نہ ہوں۔

حضور مہدی علیہ السلام کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے خلیفۃ اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ اس مختصر مضمون میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس خلیفۃ اللہی شان کی چند جھلکیاں پیش کی جائیں۔

(۱) **دعوت:۔** حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کا اظہار داناپور کے مقام پر ہو چکا تھا جہاں حضرت ام المصدقین بی بی الہدادی رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب حضرت علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا اور حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر بی بی رضی اللہ عنہا حضرت بندگی میراں سید محمود ثانیء مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے آپ کی مہدیت کی تصدیق کی پھر حضرت مہدی علیہ السلام نے ۹۰۱ ہجری میں کعبۃ اللہ میں اور ۹۰۳ ہجری میں احمد آباد میں اپنی مہدیت کا دعویٰ فرمایا۔ ۹۰۵ ہجری میں حضور علیہ السلام نے بڑلی کے مقام پر موکد دعویٰ مہدیت فرمایا۔ اس دعوت موکد کا اظہار حضرت مہدی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا اس سے آپ کی خلیفۃ الٰہی شان عیاں ہے دعوئی کے الفاظ جن کا ترجمہ کر کے حضرت سید ولی سکندر آبادیؒ نے اپنی کتاب "سوانح مہدی موعود" میں مختلف کتب سیر سے استفادہ کے بعد لکھے ہیں وہ یہ ہیں "بندہ کو خدائے تعالیٰ کا فرمان بہ تاکید ہوتا ہے کہ تو مہدئ موعود خاتم ولایت محمدی ہے۔ اس دعوئی کا اظہار کر دے۔ اگر نہ کرے گا تو ظالم ہوگا پس بندہ خدا کے حکم سے اس دعوئی کا اظہار کرتا ہے کہ میں مہدی موعود خدائے تعالیٰ کا خلیفہ اور جناب مصطفیٰ ﷺ کا تابع ہوں جس نے میری

اتباع کی وہ مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔ کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ میرے اس دعوئی کے دونوں گواہ اور مددگار ہیں۔ یہ حکم میرے خواب یا معاملہ یا الہام یا کشف کے طور پر نہیں ہوا بلکہ بلا واسطہ صرف خدائے تعالیٰ کی ذات سے ہوا ہے۔ اس وقت مجھ کو پوری صحت ہے بیمار نہیں ہوں پوری عقل رکھتا ہوں مجنون نہیں ہوں۔ ہوشیار ہوں، نیند اور نشہ میں نہیں ہوں۔"

حضور مہدیؑ کے دعویٰ موکد پر غور کرنے سے بہت سی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) اس دعویٰ موکد سے پہلے حضورؑ نے مہدیت کے اظہار کے وقت صرف من اتبعی فھو مومن (یعنی جس نے میری اتباع کی وہ مومن ہے) کے الفاظ استعمال فرمائے تھے لیکن دعویٰ موکد میں ان الفاظ کے ساتھ ومن انکر بذاتی فقد کفر (یعنی جس نے میری ذات کا انکار کیا وہ کافر ہے) کے الفاظ بھی استعمال فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوے کا تاکیدی حکم ملا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۹۰۵ ہجری میں دعویٰ موکد کے بعد جو شخص بھی آپ کی مہدیت کا انکار کرے گا کافر ہوگا۔ حضور مہدی علیہ السلام نے اپنے دعویٰ موکد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم ملنے تک (یعنی ۹۰۵ ہجری) اس لئے روکے رکھا کہ جو لوگ اس تاریخ سے پہلے آپ کی مہدیت کا انکار کر رہے تھے وہ حکم کفر کی زد میں نہ آئیں۔ چونکہ ۹۰۵ میں آپ کو اللہ کا تاکیدی حکم ہو گیا اس لئے آپ نے صاف الفاظ میں دعوت کلی پیش فرمادی۔

(۲) دعویٰ موکد کے وقت آپ نے یہ بات واضح فرمادی کہ آپ نے اللہ کے حکم سے دعویٰ مہدیت فرمایا ہے۔ آپ نے اظہار فرمایا کہ آپ اللہ کے خلیفہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہیں۔ آپ نے کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے دعوے کا گواہ اور مددگار ہونا فرمایا ہے

(۳) دعویٰ موکدہ میں ایک اور بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ دعویٰ مہدیت پیش فرمانے کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام پورے ہوش وحواس میں تھے اور کسی قسم کی بیماری یا نشہ یا نیند میں نہیں تھے اس کا مطلب یہ ہوا کہ دعوئی میں جو جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ اپنے معنی میں بالکل مطلق ہیں

حضرت مہدی علیہ السلام نے دعویٰ موکد کے بعد مختلف مسلمان سلاطین کو خطوط روانہ فرمائے کہ وہ آپ کی مہدیت کی تصدیق کریں۔ ان خطوط سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ

اپنی دعوت میں کس قدر مستحکم اور بے خوف تھے۔ایک خط کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

"بندہ سید محمد خدائے تعالیٰ کے حکم سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ عقل کامل ہے صحت ہے نشہ یا زہریلی یا بے ہوش کرنے والی چیز کا استعمال نہیں کیا ہے نہ کسی قسم کی زحمت کا اثر ہے۔ جو کچھ روزی ہے برابر خدا تعالیٰ پہونچاتا ہے۔اہل وعیال رکھتا ہے کچھ فقر وزوجیت کا اضطرار بھی نہیں ہے۔ تمام طرح سے صحت حاصل ہے اس حالت میں خدا کے حکم سے کہتا ہوں کہ بندہ کی ذات مہدی موعود آخرزماں ہے۔اس دعویٰ پر اتباع کلام اللہ اور پیروی محمد رسول اللہ ﷺ دونوں کو گواہ رکھتا ہوں۔بادشاہ،وزیر،امیر فقیر،عالم،زاہد غرض ہر قسم کی خلائق کو لازم ہے کہ اس بات کی تحقیق کریں۔اگر ثابت ہو جائے کہ بندہ جھوٹا ہے اور مفتری ہے تو بندہ کو قتل کرو کیونکہ اس صورت میں بندہ جس جا جائے گا اور اپنے مدعا کی خلائق پر دعوت کرے گا ضرور خلق گمراہ ہوگی۔اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بندہ مہدی موعود ہے تو تصدیق کرو اور حق کی مدد کرو۔ان دونوں کام (حق و باطل کے دریافت کرنے) کی فکر نہ کرو گے تو اس کا وبال حاکم وقت کی گردن پر رہے گا۔ دونوں جہاں میں سیہ روئی نصیب ہوگی والسلام علیٰ من التبع الهدیٰ".

(سوانح مہدی موعود مولفہ حضرت سید ولی" سکندرآبادی)

خط کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہ تحریر کسی غیر خلیفۃ اللہ کے قلم سے نکل ہی نہیں سکتی۔ یہ ایک چیالنج ہے ایک تنبیہ ہے سلاطین کے لئے کہ حضور مہدی علیہ السلام کی صداقت کو جانچیں اور پھر جانچ کر خاموش نہ ہو جائیں۔اگر آپ کو سچا سمجھتے ہیں تو آپ کی تصدیق کریں اور اگر آپ کے دعوے میں صداقت نہیں دیکھتے تو قتل کردیں تا کہ ان کے حساب سے یہ فتنہ (نعوذ باللہ) آگے بڑھنے نہ پائے۔ایسا چیالنج دینے والا صرف اور صرف خلیفۃ اللہ ہی ہوسکتا ہے جس کا دعویٰ اپنی طرف سے اپنی ہمت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیش ہوا ہے۔جن سلاطین نے

آپ کو جانچا اور آپ کی مہدیت کی تصدیق کی وہ تو بچ گئے لیکن جنھوں نے آپ کی تنبیہ پر التفات نہیں کیا نہ آپ کی تصدیق کی اور نہ آپ کی دعوت سے (چونکہ انکے نزدیک وہ گمراہی تھی) دوسروں کو بچانے کی کوشش کی وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ماخوذ ہونگے۔

اس خط میں جو استقامت ثابت قدمی اور بے خوفی کا اظہار ہے وہ نبیوں اور خلفاء اللہ کی خاص صفت ہے۔اس صفت کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی کی تیاری کے وقت،مختلف انبیاء کے قتل کردیئے جانے کے وقت رسول مقبول ﷺ کے شعب ابی طالب میں محصور رہنے طائف کے پتھر کھانے، احد وحنین میں مسلمانوں کی ظاہری شکست کے وقت ہوا ہے اور اس استقامت میں اللہ پر بے پایاں یقین کامل اور اسکی بارگاہ میں مکمل عبودیت کا جذبہ شامل ہے۔چنانچہ حضور مہدی علیہ السلام نے بھی اس استقامت کا اظہار اپنے خط ہی کے ذریعہ نہیں کیا بلکہ مختلف موقعوں پر اپنی بے مثال عملی زندگی سے بھی اس کا ثبوت دیا ہے اور قارئین کرام کو وہ واقعہ یاد ہے جب میر ذوالنون نے فراہ میں آپ کی صداقت جانچنی چاہی اور آپ پر وار کرنا چاہا تو مہدی علیہ السلام نے اپنی تلوار اس کو وار کرنے دے دی۔

حضور مہدی علیہ السلام کی دعوت کے سلسلہ میں مجھے ایک آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اپنے دعوے کو جانچنے کا معیار بھی حضور نے پیش فرمادیا تھا چنانچہ مختلف کتب سیر ونقلیات میں یہ مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا" اگر کوئی ہمارے دعوے کی صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ کلام اللہ اور اتباع رسول اللہ کے معیار پر ہمارے احوال واقوال اور افعال میں جستجو کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل هذه سبيلى ادعو الى الله علىٰ بصيرة انا و من اتبعنى و سبحان الله و ما انا من المشركين (کہدوا ے محمد یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں اور وہ (یعنی مہدی) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے سبحان اللہ میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ (سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۸)

جیسا آپ جانتے ہیں مسلمانوں کیلئے اللہ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے

بڑھ کر اور کوئی چیز دین پر قائم رکھنے والی نہیں اور انھیں کو حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کو جانچنے کا معیار بنایا ہے۔ یہ بھی خلیفتہ اللٰہی شان کی ایک جھلک ہے۔

مختصر یہ کہ حضور مہدی علیہ السلام نے جس طرح صاف اور واضح الفاظ میں دعوت دی اپنی تصدیق کرنے والوں کو ایمان کی بشارت دی اور انکار کرنے والوں کو کفر سے خبردار کیا پھر اپنی جانچ کی اہمیت ضرورت اور اس کے نتائج سے واقف کیا اور اپنی صداقت کو جانچنے کا اعلیٰ ترین معیار پیش فرمایا۔ ان سب باتوں سے آپ کی استقامت اور خلیفتہ اللٰہی شان ظاہر ہوتی ہے پھر اپنے قائم کئے ہوئے اعلیٰ ترین معیار کو تادمِ وصال استقامت کے ساتھ برقرار رکھنا اور کسی کا آپ پر غالب نہ آسکنا بھی حضور مہدی علیہ السلام کی خلیفتہ اللٰہی شان کا مظہر ہونے کا ایک صاف کھلا اور ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

(۲) طریق دعوت و تفیهم :- حضرت مہدی علیہ السلام کا طریق دعوت و تفہیم بھی ایک عجیب شان کا تھا۔ اس میں اتنی جاذبیت ہوتی تھی کہ بڑے بڑے علماء (جو تلاش حق میں صادق تھے) آپ سے گفتگو کرنے کے بعد آپ کی تصدیق کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے آپ کے دلائل اتنے ٹھوس اور ثبوت اتنے واضح ہوتے تھے کہ سننے والے کے لئے ردوانکار کے لئے کچھ باقی نہیں رہ جاتا تھا۔ آپ کا دعوت پیش کرنے کا طریقہ وہی تھا جس کی قرآن نے تعلیم دی تھی اور جس طریقہ کو حضرت رسول مقبول ﷺ نے اپنایا تھا۔

قرآن حکیم میں سورۃ نحل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اُدع الیٰ سبیل ربک بالحکمته و المو عظته الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن ؕ

ترجمہ :- آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث (گفتگو) کیجئے۔

اس قرانی حکم کی اتباع حضرت رسول مقبول ﷺ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے پوری پوری فرمائی چنانچہ عہد نبوت کا ایک واقعہ مختصر طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے ایک وقت حضرت معاذ بن جبلؓ کو کسی مقام پر حاکم

مقرر فرمایا اور انکے رخصت ہوتے وقت ان کے ساتھ چلتے رہے۔ اور ہدایت کرتے رہے کہ جس مقام پر وہ جارہے ہیں وہاں اسلام پیش کرتے وقت حکمت کا خیال رکھیں۔ تمام فرائض ان پر ایک ساتھ نافذ نہ کردیں بلکہ پہلے نماز کی پابندی کروائیں اور جب نماز کے پوری طرح پابند ہوجائیں تو کوئی دوسرا فرض اس کی پابندی پر اور ایک فرض اس طرح اسلام کے تمام فرائض کی انھیں تعلیم دیں یہ حکمت اس لئے ضروری تھی کہ جو نومسلم ہوتے تھے وہ تمام اسلام کے فرائض کی تکمیل اپنے لئے مشکل محسوس کرتے اور دین اسلام سے برگشتہ ہوجاتے۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے دین کے پیش کرنے میں احکام خداوندی کے تحت کس طرح حکمت اور نرمی اختیار فرمائی تھے۔

بالکل اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی زندگی میں کئی واقعات ملیں گے کہ آپ نے قرآنی حکم حکمت اور موعظتہ حسنہ کا کتنا خیال رکھا۔ مثلاً یک مرتبہ آپ آیت شریفہ لن تنالو البر حتیٰ تنفقو مما تحبون کے معنی سمجھا رہے تھے یعنی تم اس وقت تک نیکی (یعنی خدا) کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کی راہ میں اپنی عزیز ترین چیز خرچ نہ کردو۔ یہ بیان اتنا اثر انگیز تھا کہ میاں ملک برہان الدین رضی اللہ عنہ، جو اس مجلس میں موجود تھے فوراً آگے بڑھے اور عرض کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی دو عزیز ترین چیزیں تلوار اور گھوڑا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حضور مہدی علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ میاں برہان الدین یہ چیزیں آپ کو کیوں عزیز ہیں۔ انھوں نے کہا تلوار دشمنوں کے مقابل ان کی جان کی حفاظت کرتی ہے اور گھوڑا انھیں دشمنوں سے بچ نکلنے میں مدد دیتا ہے۔ حضور مہدی علیہ السلام نے انھیں کی بات سے نتیجہ نکالتے ہوئے انھیں سمجھایا کہ ان کی عزیز ترین چیز جان ہے جس کی حفاظت یہ دونوں کرتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی راہ میں جان کی پیشکش چاہتا ہے۔

اسی طرح جب گورنر فرہ میر ذوالنون نے ہر طرح حضرت مہدیؑ کو آزمالینے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بعد عرض کیا کہ آج سے میری تلوار مہدیت کی تبلیغ وحمایت میں کام کرے گی حضور مہدی علیہ السلام نے برجستہ جواب میں فرمایا میاں ذوالنون تلوار اپنے نفس پر چلاؤ۔ اللہ

اپنے دین کا خود ناصر ہے۔

مانڈو میں جب حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک کروڑ محمودی موتیوں کی تسبیح جو سلطان غیاث الدین خلجی حاکم مالوہ نے آپ کو بھیجی تھی ایک معمولی گداگر دف نواز کو دے دی تو میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میراں جی یہ بہت قیمتی تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فوراً جواب دیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قل متاع الدنیا قلیل (کہو کہ دنیا کی تمام متاع قلیل ہے) فرمایا اور تم ایک ادنیٰ سی شئے کو بہت قیمتی کہہ رہے ہو۔

طریق تفہیم کے بیان کو ختم کرنے سے پہلے آپ کے ملاحظہ کے لئے ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے جو دو قدیم مستند ماخذوں نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؓ اور انصاف نامہ میں موجود ہے۔ یہ واقعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام حکمت اور موعظتہ حسنہ کی آخری سے آخری منزل تک اپنے مخاطب کو سمجھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ اس واقعہ کو نقلیات بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا جا رہا ہے۔

ترجمہ : روایت ہے کہ شہر نہر والہ سے ایک عہدیدار جو کچھ علم شریعت سے واقف تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام آیت " من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا " الیٰ آخرہ پر بیان فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ آیت تو کافروں کے حق میں ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں جس شخص میں یہ صفات (یعنی حیات دنیا کا مرید ہو جانا) ہوں وہ بلا شبہ کافر ہے اس نے کہا یہ صفات بادشاہ و قاضی و علماء میں موجود ہیں حضرت نے فرمایا خدا تعالیٰ نے من کان فرمایا ہے ہم بھی من کان کہتے ہیں کسی کے نام کو مخصوص نہیں کرتے۔ اس نے عرض کیا یہ صفت مجھ میں موجود ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ مسلمان میں یہ صفت نہیں ہوتی ہے اور نہیں ہونی چاہئے اس نے دوبارہ عرض کیا کہ مجھ میں یہ صفت موجود ہے حضرت نے فرمایا تم رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہو یہ صفت تم میں کیسے ہو سکتی ہے۔ اس نے تیسری بار بھی وہی کہا جو دو بار کہہ چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا اگر تم میں یہ صفت ہے اور تم کو اس کا اقرار بھی ہے تو خدائے تعالیٰ تم پر کفر کا حکم عائد فرماتا ہے اور تم کافر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زین للذین کفرو الحیوٰۃ الدنیا (یعنی

دنیا کی زندگی کافروں کے لئے زینت دی گئی) اور ازدواج مطہرات کو رسول اللہ کی طرف سے یہ کہا گیا آیت شریفہ ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلا (یعنی اگر تم حیاۃ دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں متاع دوں گا اور تمہیں بہتر طریقہ پر رہا کردوں گا) اور صحابہ رسول کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی منکم من یرید الحیوٰۃ الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم و لقد عفا عنکم و اللہ ذو فضل علی المومنین (یعنی تم میں سے جو حیات دنیا کا مرید ہے اور جو آخرۃ کا مرید ہے پھر اللہ نے باز رکھا تم کو (ان کافروں سے) تا کہ تمہیں آزمالے اور البتہ تحقیق کہ تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر فضل فرمانے والا ہے) اور تمام امت کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ان الذین لا یر جون لقاء نا ورضو بالحیوٰۃ الدنیاواطمانوا بھا و الذین ھم عن ایا تناغافلون . اولئک ما واھم النار بما کانو یکسبون (یعنی جو لوگ ہماری بقاء کی آرزو نہیں رکھتے اور حیات دنیا سے خوش اور مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں وہ سب ایسے لوگ ہیں جنکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جو کچھ انھوں نے کیا یہ اس کی سزا ہے۔" (نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؓ مع توضیحات)

اس نقل شریف سے حضرت مہدی علیہ السلام کا طریقہ تفہیم نہایت واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے۔ حضور مہدی علیہ السلام کی تفہیم اور آیات قرآنی کی توضیح سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں دنیا کی محبت کو جگہ نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا دار کا لفظ مسلمان کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے معنی کافر کے ہوتے ہیں

اوپر کی چند مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا طریقہ تفہیم قرآن و حدیث کی مطابقت میں تھا اور آپ کی خلیفتہ الٰہی شان کا مظہر تھا۔

(۳) علمائے ہرات سے مباحثہ :- جب حضرت مہدی علیہ السلام دین کی تبلیغ فرماتے ہوئے فراہ پہنچے تو شیخ الاسلام ہروی نے اپنے چار شاگردوں کو جو جید عالم تھے حضور علیہ السلام سے گفتگو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس واقعہ کو مہدویہ کتب سیر نے

بیان کیا ہے۔ان کے علاوہ ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی کتاب نجات الرشید میں اس کا ذکر کیا ہے۔صاحب مقدمہ سراج الابصار نے بحوالہ قدیم مہدوی ماخذ مطلع الولایت سوالات اور ان کے جوابات کچھ تفصیل سے تحریر فرمائے ہیں۔ان سوالات کو ہرات کے علماء نے کافی وقت لے کر بڑی جانفشانی سے تیار کیا تھا۔وہ اصل میں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کیا حضرت علیہ السلام کی ذات با برکات ہی مہدئ موعود ہے یا نہیں۔سوالات میں کھرے کھوٹے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کا عنصر بڑی خوبی سے پوشیدہ رکھا گیا تھا حضور مہدی علیہ السلام کے جوابات سے ان علماء کی ایسی تشفی ہوئی کہ اسی وقت وہ چاروں تصدیق سے مشرف ہوئے اور شیخ الاسلام کو اس واقعہ سے واقف کرایا۔جو جوابات مہدی علیہ السلام نے ان سوالوں پر دیئے ہیں وہ آپکی خلیفۃ اللہی شان کو معجزہ کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

ہراتی علماء نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ خود کو مہدی کس بناء پر کہتے ہیں۔

حضور مہدی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا بندہ نہیں کہتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ سید محمد تم مہدی آخرزماں ہو۔

اگر کوئی دوسرا مدعی مہدیت (جھوٹا) ہوتا تو اس سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ کہے چونکہ اس میں علامات مہدی پائے جاتے ہیں اس لئے وہ اپنے آپ کو مہدی موعود کہتا ہے لیکن یہ صحیح جواب نہ ہوتا اس لئے کہ انبیاء اور خلیفۃ اللہ محض علامات پر اپنے نبی یا خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ان کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنی نبوت کا اعلان کریں تب کہیں وہ اپنے دعویٰ کا اعلان کرتے ہیں۔ان کو دعوت پر قائم کرنا اللہ کا کام ہوتا ہے خود ان کا اپنا یا اور لوگوں کا نہیں ہوتا۔ یہ منصب الہٰی ہے اس لئے اس پر اللہ تعالیٰ انھیں فائز کرتا ہے۔چنانچہ مہدی علیہ السلام کا جواب ایک معمولی جواب نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے اس لئے حضور علیہ السلام کا جواب کہ آپ اللہ کے حکم سے دعویٰ فرمارہے ہیں ایک ناقابل تردید سچا جواب ہے۔

علماء کا دوسرا سوال تھا کہ آپ کونسے مذہب کے پیرو ہیں۔حضرت مہدی علیہ السلام نے جواب دیا ہم رسول اللہ ﷺ کا مذہب رکھتے ہیں اور کسی مذہب کی تقلید کے پابند نہیں ہیں۔

اصل میں علماء یہ جاننا چاہتے تھے کہ آپ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ میں کس کے پیرو ہیں کیونکہ ان چاروں مجتہدین میں سارے مسلمان تقسیم تھے۔حضور مہدی علیہ السلام کے جواب سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ اوپر بیان کئے ہوئے چاروں مذاہب میں کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں اگر کوئی دوسرا مدعی مہدیت (جھوٹا) ہوتا تو اپنے آپ کو کسی ایک امام کا پیرو بتادیتا اور سمجھتا کہ اماموں سے برات اسکی مہدیت کو خطرہ میں ڈال دے گی۔لیکن حضرت مہدی موعودؑ نے ایسا نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نبی تھے معصوم تھے اور آپکی ذات مفترض الطاعت تھی لیکن آپ کے بعد کوئی مجتہد یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ دین کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں جو کچھ کہہ رہا ہے وہ حرف آخر ہے۔اجتہاد قیاس کی بناء پر کیا جاتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان بھی ہے۔لیکن مہدی موعود خلیفۃ اللہ امر اللہ اور رسول اللہ کی طرح معصوم ہیں۔وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ سے حاصل کردہ علم سے کہتے ہیں اس لئے ان کی بات قطعی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح مفترض الطاعت ہیں۔کوئی شخص امام ابوحنیفہ کا پیرو نہیں ہے بلکہ امام شافعی کا پیرو ہے تو اختلاف مسائل کے سبب اس پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں کیا جاسکتا۔برخلاف اس کے حضرت مہدی علیہ السلام کے احکام نہ ماننا اور ان کی اطاعت نہ کرنا انسانوں کو کفر کے گڑھے تک پہنچادیتا ہے۔اگر صحابۂ رسول بھی حضور مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں تو ان پر بھی آپ کی اطاعت فرض ہوگی جیسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض تھی۔اس لئے مہدیؑ کا مقام ایک مجتہد کے مقام سے یا ایک عام ولی کے مقابل بہت بلند ہے اور مہدی صرف رسول اللہ ﷺ کے تابع تام ہیں ایسی صورت میں مہدی علیہ السلام کا کسی ایک مجتہد کی پیروی کرنا روا نہیں ہوسکتا۔اس لئے آپ نے اپنے متبعین کو بھی حکم دیا ہے کہ شرعی مسائل کے بارے میں چاروں ائمہ کے فیصلوں میں جو فیصلہ عالیت پر ہو اسے قبول کریں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چاروں ائمہ نے مسائل کے استخراج کے بارے میں سخت جانفشانی کی ہے اور ان سب کا احترام ہم پر لازم ہے

تیسرا سوال علماء نے یہ پیش کیا کہ آپ کس تفسیر سے بیان قرآن فرماتے ہیں۔حضرت مہدی علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں اللہ کی مراد بیان کرتا ہوں۔ہر تفسیر جو بندہ کے بیان کے

موافق ہو وہ صحیح ہے۔ بہت ممکن ہے کوئی جھوٹا مدعیٔ مہدیت جواب میں یہ کہہ دیتا کہ میں فلاں فلاں تفاسیر پڑھنے کے بعد بیان کرتا ہوں اور یہ جواب بالکل غلط ہوتا۔ مہدیؑ جو ایک خلیفۃ اللہ ہیں اور جن کی شان میں قرآن شریف نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ وہی ہیں جن کو اللہ نے بیان کا علم دے کر پیدا فرمایا ہے (سورہ الرحمٰن) اور جن کے ذریعہ بیان قرآن کروانا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے (سورہ القیامتہ) بھلا وہ غیر معصوم مفسرین کی تفسیروں سے استفادہ کرنے کے بعد کیسے بیان قرآن کریں گے۔ مہدی علیہ السلام کی شان تو وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تھی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ محمد جو کچھ کہتے ہیں اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وحی کی بناء پر کہتے ہیں (النجم) حضرت مہدی علیہ اسلام اللہ کی طرف سے مبین قرآن کریم مقرر ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم یعنی اللہ کی طرف سے مجھے روزانہ بلا واسطہ تعلیم ہوتی ہے بھلا ایسی ہستی تفاسیر سے کیا لے سکتی ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو ساری تفاسیر تفاسیر بالرائے کی تعریف میں آئیں گی کیونکہ اگر تفاسیر کے لکھنے میں انسانی رائے کو دخل نہ ہوتا تو ایک قران کی ایک ہی تفسیر ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن ایک ہے اس کی ہزاروں تفاسیر لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ اس لئے حضورؑ کے جواب میں یہ بامعنی جملہ ہدایت کا مینار ہے کہ ہر تفسیر جو بندہ کے بیان کے موافق ہو صرف وہی صحیح ہے۔ کیا اس جواب سے آپ کی شان خلیفۃ اللہی کا اظہار نہیں ہو رہا ہے؟!!

چوتھا سوال جو علماء کا تھا وہ یوں تھا۔ آپ رویت باری کا دعویٰ کرتے ہیں اور تمام مخلوق کو اسکی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مہدی علیہ السلام نے جو فرمایا اس کا ذکر مختلف ماخذوں جیسے مولود میاں عبد الرحمٰنؓ مطلع الولایت شواہد الولایت وغیرہ میں کچھ اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔ ان کا خلاصہ بہر حال یہ ہے کہ آپ نے دیدار باری تعالیٰ کے سلسلہ میں قرآن شریف کی آیات پیش فرمائیں پھر بعد دریافت کیا قاضی کتنے گواہ سے راضی ہوتا ہے۔ علماء نے کہا دو سے تو حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ ابراہیم علیہ السلام ان سے پوچھ لو بندہ بھی ایک شاہد ہے۔

چوتھا سوال آسان نہ تھا کوئی جھوٹا مدعی مہدیت نہ اس کو پیش کرتا اور نہ اس پر قائم رہ سکتا لیکن حضرت مہدی علیہ السلام نے قرآن حکیم کی آیات مبارکہ سے نہ صرف دیدار خدا کا دنیا میں ممکن ہونا ثابت فرمایا بلکہ چونکہ مسئلہ رویت کا تھا بطور گواہ حضرت رسول مقبول ﷺ اور حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کی موجودگی کا ذکر فرمایا جو واقعتہً ایک معجزہ تھا اور جس کا ذکر حضرت مہدی علیہ السلام نے اللہ کے حکم ہی سے کیا ہوگا اور کچھ عجب نہیں اگر علماء ان دونوں پیغمبروں کو دیکھنے کی خواہش کرتے تو اللہ تعالیٰ ضرور انھیں دکھا دیتا۔

بہر حال ان چار سوالوں پر غور کرنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہیکہ وہ کچھ مشکل نہیں تھے لیکن اصل میں وہ جانچ کا بڑا زبردست معیار تھے اور حضور مہدیؑ کے خلیفۃ اللہی شان کے جوابات نے ان علماء کو نہ صرف مطمئن کر دیا بلکہ ان چاروں نے اسی وقت حضرت مہدیؑ کی تصدیق کر لی۔

صاحب مقدمہ سراج الابصار نے سچ کہا ہے کہ ان جوابات میں مراتب مہدیت بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں ۱۔ مہدی کی دعوت بامر اللہ ہوگی ۲۔ مہدی مجتہدین کا مقلد نہیں ہے ۳۔ مہدی کا بیان قرآن مفسرین کے تابع نہیں ہے۔ ۴۔ مہدی سے آیات الٰہی (معجزات) بھی ظاہر ہونگے

اس مختصر مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ حضور مہدی علیہ السلام کی خلیفۃ اللہی شان کو تفصیل سے پیش کیا جائے۔ اس میں صرف چند باتیں ہی بیان کی گئی ہیں۔ رسولؐ اور مہدیؑ کی پاک زندگیاں ایسی ہیں کہ ان کو بار بار پڑھنے کی ضرورت ہے اور ہر بار ان سے ایک نئی روشنی حاصل ہوتی ہے لیکن افسوس کہ کسی نہ کسی سبب سے یہ حق ہم سے پوری طرح ادا نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خاتمینؑ کی سیرت ہائے مبارکہ کو غور سے پڑھنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک رشتے میں ہیچ و ارفع ہیں
یہ زباں اور نام مہدیؑ کا

مقامات مہدی موعود علیہ السلام

۱۔ احادیث شریفہ اور بعثت مہدی ع: حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے لئے رحمت بنا کر خاتم النبین کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ آپ نے دین اسلام کی تعلیم دی درس اخلاق سے سرفراز فرمایا اور قیامت تک پیش ہونے والے اہم دینی معاملات اور واقعات کے متعلق اخبار مغیب دیئے اور پیش گوئیاں فرمائیں۔ قرآن شریف شاہد ہے کہ آپ نے ان باتوں کے بیان میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہا بلکہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ خدا کی طرف سے وحی ملنے پر فرمایا۔ وحی کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ وحی متلو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم کئے جانے والے الفاظ کی بھی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کو کلام اللہ یا آیات قرآنی کہا جاتا ہے۔ وحی غیر متلو میں الفاظ کی حفاظت تو نہیں ہوتی لیکن منشاء الہیٰ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اپنے الفاظ میں تشریح فرماتے ہیں۔ گویا وحی متلو ۔ ے قران اور وحی غیر متلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی صحیح احادیث ہوتی ہیں۔ اس طرح آیت قرآنی **و ما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ (النجم)** ترجمہ: وہ (رسول مقبولؐ) جو بولتے ہیں اپنی طرف سے نہیں بولتے بلکہ وہی کہتے ہیں جس کی ان کو وحی کی جاتی ہے۔

سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا ہر قول وحی ہے چاہے آیات قرانی ہوں یا ایسی احادیث شریفہ جن کی سند حضرت رسول اللہؐ کی طرف صحیح ہے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میں جیسے پہلے عرض کیا گیا بہت سے واقعات کے متعلق اخبار مغیب موجود ہیں۔ ان میں مہدی علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں احادیث تواتر کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں یعنی اس قدر زیادہ احادیث ہیں کہ

بعثت مہدی کی صحت کے بارے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور یہ احادیث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے مشہور صحابہ کرام سے منقول ہیں اور ان کو جمع کرنے والے محدثین میں ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد نسائی کے علاوہ (جنکی بیان کی ہوئی احادیث زیادہ معتبر ہیں) اور دوسرے کئی محدثین شامل ہیں بلکہ بعض محدثین اور علمائے اسلام نے احادیث بعثت مہدی کا بالکل الگ باب قائم کیا ہے۔ احادیث کی یہ کثرت اور تواتر ثابت کرتا ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام کا کس قدر اعلیٰ مقام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے معزز صحابہ کرام کے ذریعہ تواتر کے ساتھ ہم تک بعثت مہدی کی خبر پہنچائی ہے۔

ان احادیث شریفہ سے مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) مہدی اولاد فاطمہ اور آل رسول صلی اللہ علیہ و سلم سے ہیں۔ (۲) مہدی کا نام رسول اللہ کا نام اور مہدی کے والد کا نام رسول اللہ کے والد کا نام ہوگا۔ (۳) مہدی کے اخلاق رسول اللہ کے اخلاق ہونگے اور وہ خطا نہیں کریں گے اور رسول اللہؐ کے نقش قدم پر چلیں گے (۴) مہدی دافع ہلاکت امت محمدیہ ہونگے۔ (۵) مہدی پر اللہ تعالیٰ دین کو ختم فرمائے گا۔ (۶) مہدی خلیفتہ اللہ ہونگے اور ان کی بیعت تمام پر فرض ہوگی۔ (۷) امہدی دنیا میں عدل و انصاف قائم فرمائیں گے اور مال کو علی السویۃ تقسیم کریں گے۔

۲۔ مہدی مامور من اللہ اور خلیفتہ اللہ ہیں: مہدی کے بارے میں ابن ماجہ نے حضرت ثوبانؓ صحابی رسولؐ سے ایک روایت بیان کی ہے جس کی تائید و تصدیق امام احمد اور ابو نعیم وغیرہ محدثین سے بھی ہوتی ہے اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

ترجمہ: پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا پس جب تم اس کی خبر سنو تو اس کے پاس جاؤ اور اس کی بیعت کرو اگر چہ کہ تمہیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔

اس حدیث شریف سے جو باتیں ثابت ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مہدی اللہ کا خلیفہ ہے اور اس کی بیعت فرض ہے

(۲) مہدی سے بیعت کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہو رہی ہے کہ اگر بیچ میں برف کے پہاڑ بھی ہوں تو ان پر سے رینگتے ہوئے گزر کر جانے کا حکم ہو رہا ہے۔

حدیث شریف میں خلیفتہ اللہ کے الفاظ آئے ہیں اور مہدی کو ان سے متصف کہا گیا ہے۔ خلیفتہ اللہ کا منصب انبیاء علیہم السلام کا منصب ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے خلیفتہ اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ خلیفتہ اللہ اور خلیفہ رسول اللہ میں فرق ہے۔ خلفائے راشدین خلیفہ رسول ہیں اسی لئے انھیں خلیفتہ اللہ نہیں کہا جاتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفتہ اللہ کہا تو آپ نے اس کی تصحیح کی اور فرمایا میں خلیفتہ اللہ نہیں خلیفۂ رسول ہوں۔ خلیفتہ اللہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ تعلیم دے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو اور حضرت داؤد علیہ السلام کو جبرئیلؑ کے ذریعہ وحی آتی تھی۔ لیکن وحی کی دو قسمیں ہیں ایک بلا واسطہ راست اور ایک بالواسطہ۔ جبرئیل سے جو وحی آتی تھی وہ بالواسطہ کہلاتی ہے۔ راست وحی میں اللہ تعالیٰ خود بغیر کسی واسطہ کے اس ہستی سے مخاطب ہوتے ہیں جس پر وحی بھیجنا ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کی وحی آتی تھی بالواسطہ تو جبرئیل کے ذریعہ لیکن راست وحی بھی آپ کو حاصل تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی مرسل** ترجمہ: اللہ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی حاصل ہے کہ اس میں فرشتہ مقرب یا نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام چونکہ خلیفتہ اللہ ہیں اس لئے آپ کے پاس بھی وحی آتی تھی لیکن یہ راست وحی تھی۔ اللہ تعالیٰ خود آپ پر بغیر کسی واسطے کے وحی فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت مہدیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اینجا هم جبرئیل است و لیکن مامور نیست یعنی یہاں بھی جبرئیل ہیں لیکن دعویٰ نہیں ہے (وحی لانے کے منصب پر مامور نہیں ہیں)۔

ان فرامین کی روشنی میں مہدوی حضرت مہدی علیہ السلام کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں خلیفتہ اللہ مانتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ آپ کو بلا واسطہ یعنی راست وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے علم ہوتا تھا۔

اس سے پہلے کہ ہم اس بات کو ختم کریں ضروری ہے کہ وحی میں اور الہام مکاشفہ وغیرہ میں جو فرق ہے وہ معلوم کریں۔ حضرت پیر و مرشد ابو سعید سید محمود مرشد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے توضیحات نقلیات بندگی میاں عبد الرشیدؒ میں تحریر فرمایا ہے:-

"وحی ایک قطعی اور یقینی امر ہے اس لئے وحی کو جس طرح موحیٰ الیہ (نبی یا خلیفتہ اللہ) کے لئے قطعی اور یقینی قرار دیا گیا ہے اسی طرح دوسروں کے لئے بھی یقینی اور قطعی اور قابل حجت قرار دیا گیا ہے اس کے برخلاف الہام و کشف صرف اسی کے لئے حجت ہے جس پر وہ ظاہر ہو اور دوسروں کے لئے ظنی قرار دیا گیا ہے"۔ (نقلیات بندگی میاں عبد الرشیدؒ توضیحات)۔ اس لئے مہدی علیہ السلام چونکہ خلیفتہ اللہ ہیں اور آپ راست (بلا واسطہ) وحی سے علم حاصل کرتے ہیں آپ کا علم نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام انسانوں کے لئے قطعی اور یقینی ہے۔

اوپر بیان کی ہوئی حدیث شریف اصل میں وضاحت ہے ایک آیت قرآن مجید کی جو سورہ ہود میں واقع ہے اور جس کو پیش فرما کر حضرت مہدیؑ نے اپنی مہدیت کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ وہ آیت شریفہ یہ ہے۔

افمن کان علی بینة من ربه و یتلوه شاهد منه و من قبله کتاب

موسیٰ اماما و رحمة اولئیک یومنون به و من یکفربه من الاحزاب فالنار موعدہ فلاتک فی مریة منه انه الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون (ہود. رکوع ۲)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے بینیہ پر ہو اور اس کے پیچھے اس کے رب کی طرف سے گواہ (قرآن) ہو اور اس کے پہلے کتاب موسیٰ (توریت) جو امام و رحمت ہے (وہ بھی اس کی) گواہ ہو (کیا وہ اور طالب حیات دنیا دونوں برابر ہو جائیں گے وہ لوگ جو مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہونگے) اس پر ایمان لائیں گے اور ان جماعتوں میں کا جو شخص اس سے کفر کرے گا پس اس کی وعدہ گاہ جہنم ہے پس تو اس کے متعلق شبہ میں نہ رہ۔ بلاشبہ وہ تو تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان نہ لائیں گے۔

اس آیت کا بیان فرماتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ سن رہا ہوں کہ یہ آیت میرے حق میں ہے اور افمن کان میں من جو مذکور ہے اس سے مراد میری ذات ہے اور بینیہ سے مراد حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی اتباع ہے قولاً فعلاً حالاً اور ولایت سے مراد وہی خاص ولایت ہے جو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص ہے اور شاہد سے مراد قرآن اور تورات ہے اور اولئک کا مشار الیہ اتباع کرنے والی امتیں ہیں اور پہلی ضمیر بہ سے مراد مہدی کی ذات ہے اور دوسری ضمیر بہ سے بھی مہدی کی ذات ہی مراد ہے۔ (نقلیات بندگی میاں عبدالرشید باب اول نقل ۳)

بندگی میاں ولی یوسف مولف انصاف نامہ نے فی النار موعدہ کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔ ترجمہ: "چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے جو کوئی اس کا (مہدی کا) منکر ہو فرقوں میں سے تو دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے کیونکہ اس پر (مہدی پر) ولایت محمدیہ ختم ہوئی اور جو شخص آپ کی (نبی کی) نبوت پر ایمان لائے اور آپ کی ولایت پر ایمان نہ لائے تو ایسا

ہی کافر ہوگا جیسا کہ یہود و نصاریٰ آپ کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہوئے کیونکہ نبوت نبی کا ظاہر ہے اور ولایت نبی کا باطن ہے۔ محمد کا انکار خواہ آپ کے کسی بھی مظہر میں ہو یا مظہر ولایت میں ہو یا مظہر نبوت میں اس کے لئے دوزخ ہی کا وعدہ ہے۔" (انصاف نامہ)

پس اس آیت شریفہ سے اور اس کی تشریح سے یہ واضح ہوا کہ مہدی کی بعثت کا وعدہ قرآن مجید میں اشارتاً کیا گیا ہے اور ان کے انکار کرنے پر وعید دی گئی ہے اس لئے یہ کہنا غلط نہیں کہ مہدیؑ مامور من اللہ ہیں اور آپ کی تصدیق کرنا فرض ہے حدیث ثوبان سے جس میں مہدیؑ کو خلیفتہ اللہ کہا گیا ہے اس آیت کی موافقت ظاہر ہو رہی ہے پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ خلیفتہ اللہ ہیں اور مامور من اللہ ہیں اور اور یہی ہے شان مقام مہدیؑ۔

۳۔ آپ تابع (تام) محمد رسول اللہ ہیں:

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے **انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ**۔ یعنی میں اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ کا تابع ہوں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا **مذہب ما کتاب اللہ و اتباع محمد رسول اللہ** یعنی ہمارا مذہب اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کی اتباع ہے

حضرت مہدی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع حاصل تھی وہ کسی دوسرے تابع کی طرح نہیں تھے یعنی آپ ہر حیثیت سے رسول کی مکمل تبعیت پر فائز تھے اس لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے بارے میں فرمایا: **المہدی منی یقفو اثری و لا یخطی**۔ یعنی مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔ یہ مشہور حدیث ہے اور علمائے اہل سنت اس کے صحیح ہونے کے قائل ہیں۔ اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں ایک یہ کہ مہدی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے

دوسری بات یہ کہ وہ خطا نہیں کریں گے۔ ان دونوں باتوں کو ملا کر مطلب نکالیئے تو یہی مطلب نکلے گا کہ مہدی رسولؐ کے کامل تابع ہیں اور خطا نہ کرنے کے سبب رسول ہی کی طرح معصوم عن الخطاء ہیں۔ جب مہدی رسول کی کامل اتباع کرتے ہیں اور خطا نہیں کرتے تو یہ وہی مقام ہے جو خود رسول کا مقام ہے اس لئے آپ کو ہم رتبہ رسول ہم مقام رسول کہنا حدیث کے معنی کے عین مطابق ہے۔ اکثر لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ تابع کبھی متبوع کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات شائد ناقص تابع کے لئے صحیح ہوگی کامل تابع کے لئے نہیں۔ اس لئے اتباع سے درجہ کے کم ہو جانے کا تصور ایک جاہلانہ تصور ہے کیونکہ قرآن حکیم میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھئے آیت شریفہ:

ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراہیم حنیفا ترجمہ: پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلیئے (النحل)

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے دوسرے نبیوں کے دین کی اتباع و اقتداء کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو حکم دیا ہے۔ آیت شریفہ ہے۔

اولئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی پس ان کی ہدایت کی اقتداء کرو (الانعام)۔

ہدایت وہی ہے جو مختلف نبیوں کے ذریعہ بھیجی گئی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کو بھی اسی ہدایت کی تبلیغ و اتباع کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک بہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (الشوریٰ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے

نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم کرنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

ان آیات شریفہ سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنے اور نوحؑ، ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے دین اور ہدایت کی اقتداء کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خاکم بدہن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم ان انبیاء علیہم السلام سے درجہ میں کم تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ان انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے اتباع اور اقتداء سے کمی کا مفہوم نکالنا غلط ہے۔ اس کا مطلب موافقت ہے۔ بالکل اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی مہدی علیہ السلام اتباع کامل کرتے ہیں تو ان کا رتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے کم نہیں ہوتا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام تابع کامل ہونے کی حیثیت سے دوسرے تمام افراد امت رسول سے آگے ہیں اور ہم رتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام تابع (تام) رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم ہیں اور آپ کے اخلاق کے بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی ایک حدیث ملتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں خلقہ، خلقی یعنی اس کے (مہدی کے) اخلاق میرے اخلاق ہوں گے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اخلاق کی کئی مقامات پر تعریف فرمائی ہے۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (الانبیاء)

ترجمہ: آپ کو تمام لوگوں اور عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاہدا ومبشرا و نذیرا و داعیا

الی اللہ باذنہ وسراجامنیرا (الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بناکر بھیجا کہ آپ امت کے لئے گواہ ہونگے اور آپ (مومنوں کو) بشارت دینے والے اور (کفار کو) ڈرانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب)

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے رسول کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم (القلم)

ترجمہ: بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں

ایسے عظیم اخلاق کے حامل رسول کے اخلاق سے حضرت مہدی علیہ السلام بھی حدیث کے مطابق متصف ہیں۔

غرض بہ اعتبار اخلاق و بہ اعتبار عمل حضرت مہدی علیہ السلام حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع (تابع تام) ہیں اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا واگر کسے خواہد کہ صدق مارا معلوم کند باید کہ از کلام خدا و اتباع رسول اللہ در احوال و اعمال مابجوندو کہ فہم کند (شرح عقیدہ شریف)

ترجمہ: اگر کوئی شخص ہمارا صدق معلوم کرنا چاہے تو وہ قرآن کریم اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان دو کو ہمارے حال اور عمل سے مطابق کر کے دیکھے اور غور کرے۔

۴۔ آپ دافع ہلاکت امت محمدیہ ہیں: ایک مشہور حدیث ہے جس کو رزین نے بیان کیا ہے کہ

ترجمہ: وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں میں ہوں اور مہدی وسط میں اور

مسیح اس کے آخر میں ہیں لیکن اس کے درمیان غیر مستقیم لوگ ہونگے جو نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔

اس حدیث شریف کی جیسی سند کو سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) کہا جاتا ہے۔ صاحب مقدمہ سراج الابصار نے بیان کیا ہے کہ یہی حدیث عقد الدرر میں سنن نسائی کے حوالے سے درج ہے اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح ثابت ہوئی۔

اس حدیث شریف میں امت کے تین حصے بیان کئے گئے ہیں حصہ اول، حصہ وسط اور حصہ آخر۔ حصہ اول میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حصہ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور وسط میں مہدی علیہ السلام ہیں۔ امت کو بچانے والی ان ہستیوں میں مہدی علیہ السلام کا بھی ذکر مبارک ہے اس لحاظ سے مہدی علیہ السلام امت محمدیہ کو وسط زمانے میں ہلاکت سے بچائیں گے۔ اس طرح دافع ہلاکت امت محمدیہ کی حیثیت سے حضرت مہدی علیہ السلام کو جو مقام حاصل ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں۔ ثانیہ اس حدیث شریف میں دو اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مہدی علیہ السلام کا ذکر یہ واضح کرتا ہے کہ مقام مہدی نبیوں کے مقام کے مساوی ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعثت مہدی وسط زمانہ میں ہوگی نہ کہ آخر زمانہ میں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس طرح مہدی اور عیسیٰ کے ایک زمانہ میں ہونے کے غلط خیال کی بھی نفی ہو رہی ہے۔ چنانچہ توضیحات الآیات بندگی میاں عبدالرشیدؓ میں پیر و مرشد حضرت ابو سعید سید محمود مرشد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو حوالے اس بات کو ثابت کرنے کے سلسلہ میں دیئے ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ ایک زمانہ میں نہیں ہونگے ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں تصریح کی ہے کہ

ترجمہ: "امام مہدی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے ہونے کے بارے میں کوئی

حدیث صحیح روایت نہیں کی گئی اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ امام مہدی کی اقتداء کریں گے یا امام مہدی عیسیٰ کی اقتداء کریں گے یہ ایک ایسی بے اصل بات ہے جس پر بھروسہ نہ کیا جانا چاہیئے"۔

(۲) علامہ قاضی منتخب الدین نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ

ترجمہ: "پس ثابت ہے کہ وہ دونوں (عیسیٰ اور مہدی) ایک زمانہ میں جمع نہ ہونگے۔ اس کے متعلق تمام باتوں کو جاننے کے بعد جس کسی نے عیسیٰ و مہدی کے ایک زمانہ میں ہونے پر اصرار کیا تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ صرف بے اصل باتیں کرتے ہیں (دیکھو توضیحات نقلیات بندگی میاں عبدالرشید صفحہ ۱۶)

(۵) آپ خاتم دین اور خاتم ولایت محمدیہ ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام کا خاتم دین ہونا اور آپ کی بعثت کا ضروریات دین سے ہونا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ بہت ساری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے سے پہلے مہدی کی بعثت لازا قرار دی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کے ایام سے ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خدائے تعالی اس دن کو بڑھا دے گا تا آنکہ ایک شخص میری اہل بیت سے حاکم (خلیفہ) ہوجائے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دین کی وہ کونسی خاص ضرورت تھی جو حضرت مہدی علیہ السلام سے پوری ہونے والی تھی۔ اس کا جواب ہے احکام و فرائض ولایت کا بیان جو امام مہدی کے زمانہ میں علی سبیل الدعوت پورا ہوگا۔

محققین اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام نبوت کو شرح و بسط کے ساتھ پوری طرح بیان فرمایا اور احکام ولایت کو صرف مخصوص حضرات تک محدود رکھا جن میں ان کو سمجھنے کی اہلیت و صلاحیت تھی اور یہ آپ نے بہ حکم خدا کیا چنانچہ عبدالرحمن جامیؒ شرح فصوص الحکم میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ولایت کی طرح حقائق و اسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپ کو مقام تشریع میں اسرار ولایت کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ (بحوالہ بعثت مہدی مولفہ مولانا سید نجم الدینؒ)

حضور مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سرتاپا ولایت تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام ولایت کے بیان پر مامور نہیں تھے بندہ مامور ہے (بعثت مہدی)

مولانا نجم الدین صاحب "بعثت مہدی" میں اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اس تعلیم خصوصی کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ اولیاء کرام کے مشہور خانوادے مثلاً قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہ وغیرہ سب کسی نہ کسی صحابی مکرم کے واسطے سے ذات اقدس رسالت مآب تک پہنچتے ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت نے عام طور پر ان اسرار و حقائق کو (احکام ولایت) کو بیان نہیں فرمایا بلکہ احکام ولایت کی عام دعوت و تبلیغ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس پر موقوف فرمایا اور مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ "حق تعالیٰ که مارا فرستاده است مخصوص برائے ایں است که آں احکام و بیان که تعلق به ولایت محمدی دارد بواسطه مهدی ظاهر شود" (بعثت مہدی مولفہ حضرت سید نجم الدین صاحبؒ)

معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن شریف علم شریعت اور علم حقیقت دونوں کی تعلیم پر مشتمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شریعت کی تبلیغ کی اور احکام

حقیقت کے بیان کو علیٰ سبیل الدعوۃ مہدی علیہ السلام پر موقوف رکھا۔اسی لئے بعثت مہدی ضروریات دین سے قرار دی گئی کہ بغیر اس کے قیامت نہ آئے گی۔اس لئے مہدی علیہ السلام کو حدیث شریف میں خاتم دین فرمایا گیا ہے۔وہ حدیث یوں ہے۔

"امیر المومنین علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مہدی ہم میں سے ہونگے یا اوروں میں سے پس رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ ہمیں میں سے ہونگے۔اللہ تعالیٰ انھیں پر دین کو ختم فرمائے گا جیسا کہ شروع کیا ہے اس کو ہم سے"۔

اس حدیث کو حفاظ کی ایک جماعت نے جن میں طبرانی حاکم ابو عبداللہ نعیم وغیرہ ہیں اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام خاتم دین محمدی ہیں۔چنانچہ علامہ سید نصرتؒ نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے۔

"دین کا مفہوم اسلام، ایمان، احسان کے احکام کو جامع ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل سے متبادر ہے اور محققین صوفیائے کرام کا بھی مسلمہ و متفقہ مسئلہ یہی ہے پس دین کے وہ احکام جو نبوت و رسالت کا لازمہ اور متعلقات سے ہیں حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ان کا کمال ظہور یا حقیقی تکمیل بطریق دعوت ہوئی اور احسان کے احکام و مسائل جو ولایت خاصہ محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کامل ظہور علیٰ سبیل الدعوۃ حضرت خاتم الاولیاء امام مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس سے مخصوص ہے۔یہ مسئلہ محققین صوفیاء کا بھی مسلمہ ہے"۔(کحل الجواہر جلد دوم صفحہ ۳۹۹)

حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اپنی بعثت کا یہی سبب بتلایا ہے۔چنانچہ حضور علیہ السلام کا فرمان مبارک ملاحظہ ہو۔

"و نیز فرمودہ است حق تعالیٰ کہ مارا فرستادہ است

مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام و بیان کہ تعلق با ولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی ظاہر شود"۔(شرح عقیدہ شریفہ)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو محض اسی غرض سے بھیجا ہے کہ جو احکام و بیان کہ ولایت محمدی سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہوں۔

ایک اور موقع پر حضور نے اپنی بعثت کا مقصد اس طرح واضح فرمایا ہے

"مارا برائے دیدن یار آفریدہ اند ورنہ بہ چہ کار آفریدہ اند یعنی ہم کو (مہدیؑ کو) دیدار یار کے لئے مبعوث کیا گیا ہے ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت ہے۔(نقلیات بندگی میاں عبد الرشیدؒ)

اس پوری گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ حضرت مہدی علیہ السلام جس ولایت کے مظہر ہیں وہ ایک مخصوص ولایت ہے اسے ولایت مقیدہ محمدیہ کہا جاتا ہے۔ دوسرے اولیاء کی ولایت ان کی اپنی ولایت ہے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کی ولایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت ہے اور یہ وہ مقام خاص ہے جس کے فیض سے تمام انبیاء تمام اولیاء مستفید ہوتے ہیں۔

۶۔آپ مبین قرآن مجید ہیں: قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت سے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔حضور نے صحابہ کرام کے سامنے اسے پڑھا اور اس کی تعلیم دی اور اس کے معنی میں صحابہ کرام کو کوئی مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ یہ انھیں کی زبان عربی میں تھا۔بعد کے دور میں جب اسلام دوسرے ممالک میں پھیلا تو عجمی لوگوں کو قرآن کے معنی سمجھانے کے لئے اس کی تفاسیر لکھی گئیں۔اگر چہ کہ تفاسیر لکھنے والوں نے نہایت احتیاط سے قرآنی آیات کے معنی متعین کئے لیکن پھر بھی ان میں اختلافات آگئے۔یہ لازمی تھا کیونکہ جو لوگ قرآن کی تفسیر لکھ رہے تھے وہ معصوم نہیں تھے۔وہ اپنے علم اور اپنی سوچ سے قرآن کی آیات کے معنی متعین کر کے

تفسیر لکھ رہے تھے ۔ اگر چہ کہ تفسیر بالرائے کی ممانعت ہے پھر بھی ایک شخص کی لکھی ہوئی تفسیر دوسرے مفسر کی لکھی ہوئی تفسیر سے الگ ہو جاتی تھی اور ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو قرآن کے معنیٰ میں اپنی مراد (یعنی مطلب) بیان کروانا تھا ۔ اسی لئے حضور مہدی علیہ السلام کو مبین قرآن بناکر مبعوث فرمایا ۔ اس کا وعدہ بھی اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم سے قرآن مجید ہی کے سورہ القیامۃ میں کیا ہے چنانچہ آیت شریفہ ہے ۔

ثم ان علینا بیانه پھر اس کا بیان کرادینا (بھی) ہمارا ذمہ ہے ۔

یہ وعدہ بعثت مہدی سے پورا ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الرحمن میں بھی یہ ارشاد فرمایا ہے ۔ **خلق الانسان علمه البیان** (اللہ تعالیٰ نے) انسان کو پیدا کیا اور بیان کا علم دیا ۔ اس طرح حضور مہدی علیہ السلام کو اللہ نے اپنی مراد بیان کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ۔ اس سے پہلے ہم نے حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان مبارک پیش کیا ہے ۔

علمت من الله بلا واسطه جدید الیوم (مجھے اللہ تعالیٰ سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے) ۔ حضور کے بیان قرآن کی کیفیت قوم ہی میں نہیں قوم سے الگ دوسرے علماء اور تذکرہ نویسوں نے بھی بیان کی ہے ۔ اگر چہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام اس زمانہ کے علماء میں اپنے تبحر علم کے سبب مشہور تھے اور تمام علمائے جونپور نے مل کر انھیں اسد العلماء کا خطاب دیا تھا لیکن بیان قرآن میں حضور نے اس علم سے اکتساب نہیں فرمایا بلکہ جو مراد اور مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات مبارکہ کا معلوم ہوتا تھا وہی آپ بیان فرماتے تھے ۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں ۔

ترجمہ : اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچ کر باہر آتا ہے اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور اللہ پر بہتان لینے والا ہوگا ۔ بندہ جو کچھ کہتا کرتا اور پڑھتا ہے

خدا کے حکم اور اس کی اجازت ہی سے کہتا کرتا اور پڑھتا ہے ۔ جو آیت بھی بندہ کو دکھائیں بندہ پڑھتا ہے اور جیسے بیان کی تعلیم (اللہ تعالیٰ) بندہ کو دے بیان کرتا ہے ۔ (نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ نقل ۹)

حضور نے یہ بھی فرمایا ہے ۔

حکم ہو رہا ہے کہ **ثم ان علینا بیانه** تمہارے حق میں ہے اور میں نے تم کو خاص ولایت محمدیہ کا وارث بنایا اور تمہیں اتباع تام عطا کیا ہے ۔ جس نے تمہیں پہچانا مجھے پہچانا جس نے تمہیں نہ جانا مجھے نہ جانا ۔ (نقلیات ۔ نقل ۴)

قرآن مجید کے رموز و اسرار جیسے حضور مہدی علیہ السلام کو معلوم تھے ویسے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کے امت محمدیہ میں کسی کو ایسا علم نہ تھا ۔

اس خاص شان بیان قرآن کا نتیجہ تھا کہ ہزاروں لوگ بیان قرآن سننے کے بعد ان پر ایسا جذبہ طاری ہوتا کہ کچھ وقت تک ان کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں یا ان کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے ۔ بیان قرآن کے معجزہ نے ہزاروں لوگوں کو حضور مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف کر دیا ۔

۷ ۔ مہدی دعائے ابراہیمی کی قبولیت ہیں ۔ امام عادل ہیں :

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائی تھی ۔

ترجمہ الآیۃ : اے ہمارے رب اور بھیج ان میں پیغمبر انھیں میں سے جو تلاوت کرے ان کے لئے تیری آیتیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے (البقرہ)

اس دعاء کی قبولیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت مبارکہ ہوئی چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے کہ آپ دعائے ابراہیم ہیں ۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور دعا فرمائی اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے ۔

قال انی جاعلک للناس اماماً. قال و من ذریتی (البقرہ ۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ابراہیمؑ سے) تحقیق میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام بنانے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد سے (بنا)

میاں عبدالغفور سجاوندی نے من ذریتی کے ذیل میں لکھا ہے

"مہدی موعود سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا وہ امام مسلم جس کے لئے ابراہیم نے دعا کی وہ انھیں کی اولاد سے ہو وہ فقط میری ذات ہے نہ کہ کوئی اور (رسالہ ہژدہ آیات)

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "امامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف دو کے لئے ممکن ہے اور وہ مہدی اور عیسیٰ ہیں۔ (بعض الآیات)

اس سے ثابت ہوا کہ مہدی کی امامت امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے اماموں کی طرح نہیں جو امام مجتہد ہیں۔ وہ خاص امامت ہے۔ مہدی کی امامت ایسی ہی امامت ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی امامت ہے۔ یہ خلیفتہ اللہی امامت ہے یہ وہ امامت ہے جس سے مہدی کی اقتداء کرنے والوں کو نجات ملے گی جیسے انبیاء کی امامت کو تسلیم کرنے والوں کو نجات ملتی ہے۔

مختلف محدثین نے مختلف صحابہ سے کم و بیش الفاظ کے ساتھ حضرت مہدیؑ کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا کے ایام سے ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن میں میری اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے۔ انھیں احادیث میں بعض میں یہ صراحت بھی ہے کہ اس شخص کا نام رسول اللہؐ کے نام کے جیسا اور اس کے باپ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے نام کے

جیسا ہوگا۔

مہدی کے نام اور ان کے باپ کے نام کے بارے میں دوسرے قبیل کی احادیث میں بھی ذکر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا حدیث میں جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے وہ سوائے مہدی موعود کے اور کوئی دوسرا شخص نہیں پھر ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے وہ زمین (الارض) کو قسط و عدل سے بھر دیں گے اس لئے ہم مہدی موعود علیہ السلام کو امام عادل کہتے ہیں۔ بعض معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مہدی جونپوری علیہ السلام کو نہ تو کوئی سلطنت ملی اور نہ ان کے زمانہ میں پوری دنیا میں عدل قائم ہوا۔ یہ اعتراض بالکل سطحی ہے زمین پر عدل قائم کرنے کے لئے سلطنت و طاقت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ الارض سے مراد پوری دنیا لینا بھی غلط ہے کیونکہ یہ لفظ زمین کے کسی ایک حصہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً۔

آیت شریفہ ہے ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور صبر کرو یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہے (ان الارض للہ) وہ اپنے بندوں سے جس کو چاہے وارث بنا سکتا ہے۔

یہاں "ارض" سے مراد خاص ارض فرعون یعنی مصر ہے نہ کہ تمام روئے زمین۔ اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی دعوت جن جن مقامات پر دی اور لوگ مشرف بہ تصدیق ہوئے اس حصہ زمین پر عدل ضرور پھیل گیا۔

"الارض" کے معنی تمام روئے زمین لینے میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ قرآن اور احادیث کی روشنی میں قیامت تک کسی بھی زمانہ میں پوری زمین پر عدل و انصاف یا اسلام نہیں پھیل سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں "ہم نے ان میں قیامت تک باہم دشمنی اور بغض کا مادہ ڈال دیا ہے۔ (۶ رکوع ۷)

یہ آیت عیسائیوں کے لئے ہے۔ اسی طرح یہودیوں کے لئے بھی ایسی ہی آیت واقع ہوئی ہے۔ (۶۔ رکوع ۱۳)

اس سے ظاہر ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے بارے میں ایک کلیہ نص صریح سے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ قیامت تک آپس میں لڑتے رہیں گے اور ان میں بغض و عناد کا مادہ باقی رہے گا۔ اب اگر یہ تصور کیا جائے کہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ساری دنیا میں عدل قائم ہو جائے گا تو پھر ان قوموں سے بھی بغض اور لڑائی کا مادہ ختم ہو جائے گا حالانکہ قرآن کی آیات سے اس کے خلاف نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اگر مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ساری زمین پر عدل قائم ہو جائے تو پھر صرف ملت واحدہ قائم ہوگی اور اس کے مقابل اور مخالف کوئی نہیں رہے گا۔ لیکن یہ تصور بھی آیات قرآنی کے خلاف پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سورہ ہود میں ارشاد ہوتا ہے:

"اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ ان لوگوں کے سوا جن پر آپ کے پروردگار نے رحم کیا ہے ہمیشہ وہ اختلاف ہی کیا کریں گے۔" (ہود ۱۰) ۔اسی طرح اس آیت پر غور فرمائیں۔ "اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو جو لوگ زمین میں ہیں وہ سب کے سب ایمان لاتے" (یونس ۱۵)

ان آیات مبارکہ سے واضح ہے کہ تمام انسانوں کے ایمان لانے اور امت واحدہ بن جانے کے لئے مشیت الہیٰ جاری نہیں ہوئی اور قیامت تک یہی صورت باقی رہے گی

احادیث شریف سے بھی ایسا ہی مفہوم نکل آتا ہے۔ ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت ثوبان سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں جب تلوار چل جائے گی تو پھر قیامت کے دن تک نہ رکے گی۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے انس نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں اصولی ایمان ہیں جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس سے ہاتھ روک لینا کہ اس کے کسی گناہ کی بناء پر تکفیر نہ کرے اور کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ سمجھے

میری بعثت سے لے کر اس وقت تک جہاد جاری رہے گا کہ میری امت کا آخری شخص دجال سے لڑے۔ اس کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل باطل و معطل نہ کر سکے گا

ایسی ہی اور احادیث بھی ہیں جن سے ثابت ہے کہ قیامت تک کفر و عدوان باقی رہے گا اور حق و صداقت کے علمبردار اس سے لڑتے رہیں گے۔

ایسی صورت میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ساری دنیا پر عدل قائم فرمائیں گے اور ایک امت واحدہ کا وجود ہوگا۔

اصل میں اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ مہدی اپنے زمانہ میں اپنی جامع تعلیمات اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے جیسی دعوت دے کر مومنین کے قلوب کو عدل و ایمان سے منور فرمائیں گے۔

ہر رسول و خلیفتہ اللہ کی بعثت عدل و ایمان کے احکام کی تبلیغ اور اصلاح ارض کے لئے ہی ہوتی ہے۔ اس کے لئے ظاہری حکومت اور بادشاہت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں کمی نہ کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا:

ولا تفسدو فی الارض بعد اصلاحہا یعنی زمین کی اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں فساد نہ برپا کرو۔

جیسا کہ ہم عرض کرتے ہیں یہاں الارض سے مراد پوری زمین نہیں بلکہ شعیب علیہ السلام کی امت مدین کا خطہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو بھیجا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کو اصلاح زمین قرار دیا ہے۔ تمام پیغمبروں اور خلفاء اللہ کی بعثت قوم کے لئے عدل اور زمین کے لئے اصلاح کا حکم رکھتی ہے۔ جو لوگ اس سے فیض یاب ہوتے ہیں وہ اس عدل و اصلاح کو حاصل کرنے والے ہوتے ہیں اور جو لوگ اس سے فیض یاب نہیں ہوتے وہ

بد قسمت ہیں کہ عدل و اصلاح کی موجودگی کے باوجود وہ کفر و طغیان میں مبتلا ہوتے ہیں اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔ حضورؐ سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی رحمت ایک صاف شفاف دریا کے مانند ہے۔ مسلمان اس سے فیض حاصل کر سکے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے لئے بھی دریا تو موجود ہے پھر بھی وہ اس سے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ دریا کی فیض رسانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہی حال مہدی علیہ السلام کے عدل پھیلانے کا ہے۔ جن لوگوں نے آپ کی تصدیق کی وہ آپ کے عدل سے فیض یاب ہوئے دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہ عدل موجود ہے جو چاہیں اس سے فیض پا سکتے ہیں۔ اس طرح امام مہدی علیہ السلام امام عادل ہیں۔

۸۔ مہدی مجدد۔ مجتہد اور مفسر نہیں۔ مہدی کا مقام ان سے بہت اعلیٰ ہے:

مہدی اور مجدد دین: مجدد دین کے سلسلہ میں ابو داؤد نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ہر سو سال پر امت مسلمہ میں ایک مجدد پیدا ہوگا جو احیائے اسلام کا کام کرے گا۔ کہیں اور دوسری جگہ مجدد دین کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ اس لئے اس حدیث کو حدیث واحد تصور کیا جائے گا۔ اور محدثین کے طریقہ کے مطابق اس کو اخبار احاد میں شمار کرنا ہوگا۔ اور اس کی صحت اور ضعف سے بحث کرنی پڑے گی۔

اس خبر واحد کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس کے تحت مختلف ادوار میں مختلف مجدد دین کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے لیکن ان میں کہیں بھی حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مہدی موعود کی بعثت کے سلسلہ میں احادیث متواترہ وارد ہیں جن میں حضرت کے نام اور مقام کی خبر دی گئی ہے اور احادیث متواترہ سے جو علم حاصل

ہوتا ہے وہ خبر واحد کے مقابل ہر حیثیت سے بہتر اور قابل قبول ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ کون کس صدی میں مجدد ہے اس کا قطعی علم کسی کو حاصل نہیں بعض لوگ ہر صدی میں کسی ایک بزرگ کو مجدد مانتے ہیں اور بعض کسی دوسرے بزرگ کو لیکن مہدی موعود وہ ہستی ہے جو صرف ایک ہی ہے اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں ہستی مہدی موعود ہے تو اس کو تسلیم کرنا سب کے لئے ضروری ہے۔

مہدی اور مجدد دین میں جو مابہ الامتیاز فرق ہیں ان پر غور کیجئے۔

۱۔ امام مہدی معصوم ہیں۔ یہ تمام فرقہ ہائے اسلام مانتے ہیں لیکن کسی مجدد کے معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

۲۔ مہدی خلیفۃ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہیں لیکن کسی مجدد کے بارے میں کسی حدیث سے خلیفۃ اللہ ہونے کی صراحت نہیں ملتی۔

۳۔ اہل سنت کے نزدیک مہدی خاتم دین اور خاتم ولایت محمدیہ ہیں۔ کوئی مجدد یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

۴۔ مہدی کا ظہور ضروریات دین سے ہے کہ بغیر آپ کی بعثت کے قیامت قائم نہیں ہو سکتی لیکن کسی مجدد کے ظہور کے لئے ایسی شرط نہیں بتلائی گئی۔

۵۔ امام مہدی پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر۔ کسی مجدد کو ماننا ایمان کے لئے ضروری نہیں اور نہ ان کا انکار کفر ہوتا ہے۔

۶۔ مجدد کے لئے کوئی معیار و قابلیت یا خصوصیت بیان نہیں کی گئی اس لئے ہر عالم اور ہر مصلح اپنے زمانہ کا مجدد ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ایک ہی مقام اور ایک ہی زمانہ میں ایک سے زیادہ اشخاص کو مجدد قرار دیا جا سکتا ہے۔ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا شرط نہیں کہ وہ مجدد ہے لوگ اس کو مجدد سمجھ لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے مہدی وہ ہستی موعود ہیں جن کے بارے میں متعدد تفاصیل احادیث متواترہ میں دی گئی ان کا مقام کسبی نہیں وہبی ہے یعنی وہ اپنی ریاضت و عبادت سے یہ مقام حاصل نہیں کریں گے بلکہ

اللہ کی طرف سے مقام مہدیت پر فائز ہونگے۔ان کے لئے بحکم خدا دعوی مہدیت کرنا ضروری ہوگا۔لوگوں کے قیاس و گمان پر وہ مہدی نہیں بن سکتے (دیکھو کحل الجواہر جلد دوم)

ان امتیازات کو سامنے رکھتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار نہیں کہ مجدد دین مہدی موعود کے مقام اور درجہ پر نہیں پہنچ سکتے وہ مصلح قوم ضرور ہوسکتے ہیں لیکن اللہ کی طرف سے مہدی کو جو مقام دیا گیا ہے وہ مجدد کے مقام سے بہت اعلیٰ ہے اور ان کی بعثت ضروریات دین سے ہے۔

مہدی اور مجتہدین: مجتہد اس شخص کو کہتے ہیں جو قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل کا حل ڈھونڈتا ہے۔وہ عالم جو درجہ اجتہاد تک نہ پہنچا ہو اس کا شمار بھی عوام میں ہوتا ہے اور اسے اجتہاد کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر کسی مجتہد کی تقلید ہی جائز ہے۔اہل سنت کے پاس چار آئمہ مجتہدین یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام ابو حنیفہ امام اعظمؒ (۲) حضرت امام مالکؒ (۳) حضرت امام شافعیؒ (۴) حضرت امام احمد حنبلؒ

اہل سنت ان چاروں اماموں کو مانتے ضرور ہیں لیکن ان میں کسی ایک کی کامل پیروی کرتے ہیں۔مسلمانوں کے پاس مجتہدین کا مقام کافی بلند ہے کیونکہ وہ عام علمائے مذہب سے اونچے درجہ پر فائز ہیں اور مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا مان کر ان کی پیروی کرتے ہیں۔البتہ یہ بات ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی مجتہد بھی معصوم نہیں ہے اس کے فقہی مسائل میں دیئے ہوئے فیصلے صحیح بھی ہوسکتے ہیں اور غلط بھی۔برخلاف کسی بھی مجتہد کے امام مہدی کی ذات معصوم ہے اور ایک معصوم ایک غیر معصوم کی اتباع نہیں کرسکتا۔اس کے علاوہ جہاں ایک مجتہد غور و فکر سے مسائل کا حل تلاش کرتا ہے وہاں امام مہدی کے لئے غور و فکر اور اجتہاد حرام ہے۔ان کا علم اللہ کی طرف سے قطعی

ہے اور وہ اپنے فیصلوں میں غلطی نہیں کرسکتے۔چنانچہ ملا علی قاری نے المشرب الوردی فی مذہب المہدی میں لکھا ہے:

ترجمہ: اور اس طرح یہ بات بھی بے اصل بلکہ افتراء ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ابو حنیفہ کی تقلید کریں گے کیونکہ وہ مجتہد مطلق ہیں جن کے لئے مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے۔(بحوالہ کحل الجواہر جلد اول صفحہ ۵۵)

حضرت سید نصرت رحمتہ اللہ علیہ نے ملا علی کے اس قول کو نقل کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس میں بھی مہدی کو مجتہد مطلق جو کہا گیا صحیح نہیں ہے۔اس کی سند انہوں نے مختلف حوالوں سے دی ہے جن میں ایک علامہ طحطاوی کا ہے جنہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ایک قول نقل کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

"پس اس سے ظاہر ہے کہ مہدی مجتہد نہیں ہیں کیونکہ مجتہد قیاس سے حکم کرتا ہے اور مہدی پر قیاس حرام ہے اس لئے بھی کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدی کبھی خطا نہیں کریں گے۔آپ اپنے احکام میں نبی صلعم کی گواہی سے خطا سے معصوم ہیں" (کحل الجواہر صفحہ ۵۷-۵۸)

مختصر یہ کہ مجتہد اپنے مسائل کے استخراج حل میں کبھی صواب پر رہتا ہے اور کبھی خطا پر اس لئے اس کا مقام حضرت مہدی علیہ السلام کے برابر قطعی نہیں ہوسکتا۔اس لئے مہدوی کسی ایک امام کی پیروی نہیں کرتے بلکہ چاروں آئمہ فقہ کے مسائل پر نظر رکھتے ہیں اور جو مسئلہ عالیت اور عزیمت پر رہتا ہے بہ اتباع حکم امام مہدی علیہ السلام اس پر عمل کرتے ہیں۔

مہدی اور مفسرین: علمائے ہرات نے جو سوالات حضور مہدی علیہ السلام سے کئے تھے ان میں ایک سوال یہ تھا کہ آپ بیان قرآن کس تفسیر کے تحت فرماتے ہیں تو حضورؑ نے اس کے جواب میں فرمایا بندہ بیان قرآن میں اللہ کی مراد بیان کرتا ہے اور کسی

کا پابند نہیں اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو تفسیر بندہ کے بیان کے موافق ہے وہ صحیح ہوگی اس فرمان ذی شان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام عالیہ کا پتہ چلتا ہے اور آپ میں اور مفسرین کی تفسروں میں جو فرق ہونا چاہئے وہ واضح ہوتا ہے۔ مہدی علیہ السلام خلیفتہ اللہ ہیں۔آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کے بیان کا علم دے کر پیدا فرمایا ہے۔(سورہ الرحمن) اور آپ کے ذریعہ بیان قرآن کروانے کا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم سے وعدہ فرمایا ہے (سورہ القیامہ)۔آپ معصوم ہیں بہ فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔برخلاف اس کے کوئی مفسر معصوم نہیں ہے۔ کسی بھی مفسر کی تفسیر قیاس پر مبنی ہونے کے سبب صحیح بھی ہوسکتی ہے اور غلط بھی اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تفسیر آپ کے بیان کے موافق ہوگی اس کو صحیح سمجھا جانا چاہیئے۔ مہدی علیہ السلام کی شان معصومیت ایسی ہی ہے جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معصومیت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ اپنے دل سے نہیں کہتے بلکہ وحی کی بناء پر کہتے ہیں۔(النجم)۔اسی شان معصومیت سے حضرت مہدی علیہ السلام بیان قرآن فرماتے ہیں اور ہر روز آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حاصل ہوتا ہے۔آپ اپنے بیان قرآن میں اس علم کا بھی استعمال نہیں کرتے جو ظاہری طور پر آپ نے حاصل کیا اور جس پر آپ کو اس زمانہ کے علماء نے اسد العلماء کا خطاب دیا تھا۔چنانچہ فرماتے ہیں اگر بندہ خلوت میں بیٹھ کر قرآن کی آیات پر غور وفکر کر کے باہر آکر بیان قرآن کرتا ہے تو ظالم ہے۔ بندہ کسی آیت کا وہی بیان کرتا ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ اس علم کا مقام کیا ہے اور مفسرین کے علم کا مقام کیا۔اس سے مہدی علیہ السلام کے علو مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

مہدی اور محدثین: محدثین وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات جمع کئے ہیں۔چونکہ یہ کام حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے وصال کے کوئی دو ڈھائی سو سال بعد شروع ہوا۔اس لئے ہر حدیث میں بیچ میں دو تین بلکہ زیادہ واسطے آگئے ہیں۔ پھر بھی محدثین نے بڑی عرق ریزی سے یہ کام تکمیل کو پہنچایا احادیث کی جمع کا کام دیر سے شروع ہوا اور پھر احادیث کا کافی ذخیرہ جمع ہوگیا۔ محدثین کو اس سلسلہ میں بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔یہ جاننے کے لئے کہ کونسی حدیث صحیح ہے اور کونسی نہیں۔اس سلسلہ میں چھ بزرگوں کی حدیثوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے یہ ہیں۔بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد اور نسائی رحمتہ اللہ علیہم۔پھر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان بزرگوں کی جمع کی ہوئی تمام احادیث صحت کے معیار پر پوری اترتی ہیں اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دوسرے محدثین نے جو حدیثیں بیان کی ہیں ان میں بالکل صحت نہیں۔ یہ اس لئے کہ تمام محدثین معصوم نہیں ہیں اور ان میں ہر ایک سے غلطی کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔برخلاف اس کے حضور مہدی علیہ السلام خلیفتہ اللہ معصوم عن الخطاء اور تابع تام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضورؑ نے احادیث کی صحت کا ایک نیا معیار دیا ہے وہ یہ کہ جو حدیث حضرت مہدی علیہ السلام کے قول فعل حال کے مطابق ہوگی وہ صحیح ہوگی اور اگر خلاف ہوگی تو وہ صحیح نہیں ہوگی یہ اس لئے کہ مامور من اللہ ہونے کے سبب حضرت مہدی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کرتے ہیں اور یہ اتباع وحی کے ذریعہ ہوتی ہے اس لئے اگر کسی مسئلہ میں حضور کا قول فعل حال ایک قسم کا ہے اور کسی کی جمع کی ہوئی حدیث اس کے موافق نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حدیث صحت کے اعتبار سے درست نہ ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بندہ کے قول فعل اور حال کو قرآن اور اتباع رسول سے مطابق کر کے دیکھا جائے جس میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ محدثین غیر معصوم ہونے کے سبب حضور مہدی علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے اور یہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے صحیح اور متواتر المعنی احادیث

ایسی ہوتی ہیں جن سے ہم کو علم قطعی حاصل ہوتا ہے۔برخلاف ان کے ایسی احادیث بھی ہیں جن کو احادیث احاد کہا جاتا ہے یعنی اس مضمون کی ایک ہی حدیث ہوتی ہے۔ علمائے اہل سنت کا اصول ہے کہ جب دو احادیث میں ایک دوسرے کے خلاف مضمون ہو تو ظاہر ہے ان میں ایک حدیث واجب القبول ہوگی اور دوسری کو چھوڑ دینا پڑے گا۔ ایسی صورت میں اقوال صحابہ یا قیاس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔اب غور کرنا چاہیئے کہ جب کسی صحابی یا کسی مجتہد کا بیان کسی حدیث کے قبول اور ترک کے سلسلہ میں لیا جاسکتا ہے (حالانکہ کوئی صحابی یا مجتہد معصوم نہیں ہیں) تو مہدی علیہ السلام کے قول و فعل کا معیار صد فی صد قابل قبول ہونا چاہیئے کیونکہ آپ معصوم عن الخطاء ہیں اور آپ کے قول و فعل میں یہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خطا کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

مہدی اور خلفائے راشدین: عالم اسلام میں یہ عقیدہ مسلم ہے کہ انسانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ان کے بعد صحابہ کا مرتبہ ہے۔صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین پھر اولیاء کرام کا مرتبہ جانا گیا ہے۔یہ بات اصول کے طور پر صحیح ہے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کا مقام صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی بلند ہے۔حضرت علامہ سید اشرف شمسیؒ نے کحل الجواہر کے ایک حاشیہ میں مہدی کی خلفائے راشدین پر فضیلت کے یہ تین اسباب بتائے ہیں۔

(۱) مہدی خلیفتہ اللہ ہیں اور خلفائے راشدین خلیفۂ رسول ہیں۔خدا کا خلیفہ رسول اللہ کے خلیفہ سے افضل ہوگا۔

(۲) مہدی معصوم عن الخطا ہیں خلفائے راشدین معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔جو معصوم ہے وہ غیر معصوم سے افضل ہوگا۔

(۳) مہدی امت کی ہلاکت کو دفع کرنے والے ہیں کیونکہ آنحضرت رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کو ہلاکت سے دفع کرنے کے سلسلہ میں خاص اپنے مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے نام بتلائے ہیں۔خلفائے راشدین ہلاکت امت کے دافع نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہؐ کی طرف سے اس کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ امت کی ہلاکت کا دافع غیر دافع سے برتر ہوگا۔

مہدی کا خلیفتہ اللہ ہونا احادیث سے ثابت ہے اور خلفائے راشدین کا خلیفۂ رسول ہونا بھی روایت سے ثابت ہے۔ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفتہ اللہ کہا تو آپ نے اس کی تصحیح فرمائی اور کہا کہ میں خلیفتہ اللہ نہیں ہوں خلیفۂ رسول ہوں۔

مہدی کے معصوم ہونے کی اطلاع مشہور حدیث **یقفو اثری ولا یخطی** یعنی مہدی میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا سے ثابت ہے۔حضرت ابوبکر صدیق جو صحابہ رسول میں سب سے اونچا مرتبہ عالیہ رکھتے ہیں۔وہ معصوم نہیں ہیں۔ علامہ سید نصرتؒ نے اس سلسلہ میں یہ دو روایتیں کحل الجواہر جلد اول میں دی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مروی ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کلالہ کے بارے میں میں اپنی رائے سے کہتا ہوں اگر وہ صواب ہے تو خدا کی طرف سے ہے اگر وہ خطا ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔

(۲) بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدمہ تعبیر رویاء میں فرمایا تم نے خواب کی جو تعبیر کی ہے اس کا بعض حصہ صحیح کہا ہے اور بعض حصہ میں خطا کی ہے۔(کحل الجواہر جلد اول صفحہ ۶۷)

حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں بھی کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ سوال کیا گیا آپ رسول اللہ کی امت میں ہیں۔حضرت نے فرمایا ہاں پھر کہا گیا حدیث میں

آیا ہے اگر تمام امت کا ایمان ایک پلہ میں رکھیں اور ابو بکرؓ کا ایمان ایک پلہ میں تو ابو بکرؓ کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔ پس تمام امت میں ابو بکرؓ ہی سب سے بڑھ کر ہیں۔ حضرت نے فرمایا محمدؐ کے ایمان کا پلہ بھاری ہے یا ابو بکرؓ کے ایمان کا۔ جواب آیا محمد مصطفیٰؐ کے ایمان کا پلہ بھاری ہے۔ حضرت نے فرمایا پس میرا ایمان محمد مصطفیٰؐ کا ایمان ہے۔ پھر ان لوگوں نے کہا اگر آپ محمد مصطفیٰؐ کی امت میں ہیں تو آپ کا ایمان حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ایمان کے برابر کس طرح ہوگا؟ حضرت نے فرمایا رسول اللہ بھی امت میں داخل ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **و ما کان اللہ لیعد بھم انت فیھم (الانفال)**

اس طرح میں بھی امت رسول میں داخل ہوں۔

غرض ان توضیحات سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ امت رسول میں کوئی بھی (حتیٰ کہ خلفائے راشدین بھی جن کا مقام عام مسلمانوں اور دیگر صحابہ سے افضل ہے) حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام کے برابر نہ ہونگے یہ ہے شان عالیہ حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام کی۔

جو باتیں ایٹم نمبر (۸) میں لکھی گئی ہیں وہ صرف مہدویہ عقائد کے تحت نہیں ہیں بلکہ علمائے اہل سنت کی متفقہ ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور تابعی محمد ابن سیرین کی ایک روایت درج کر کے اس بیان کو ختم کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

• محمد ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا مہدی بہتر ہیں یا ابو بکرؓ و عمرؓ..... تو آپ نے کہا مہدی ان دونوں سے بہتر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے برابر ہیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا اور کہا جب ایسا ہو تو تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ ابو بکرؓ و عمرؓ سے بہتر شخص کی لوگوں پر امامت ہوتا سن پاؤ۔ لوگوں نے کہا کیا ابو بکر و عمر سے بہتر ہوگا کہا کہ وہ بعض انبیاء سے افضل ہوگا۔ (عقد الدرر فی اخبار مہدی بحوالہ کحل الجواہر جلد اول صفحہ ۲۷)

۹۔ مہدیت ایک مخصوص منفرد اور وہبی منصب ہے:

قرآنی آیات احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم اور فرامین امام علیہ السلام سے جو معلومات ہمیں فراہم ہوتی ہیں ان کی روشنی میں مہدیت کا صحیح مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ عام لوگ عقیدہ مہدیت کا صرف ایک سطحی ادراک رکھتے ہیں اور اس کی اہمیت کو ہمیشہ گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہونگے جو قیامت کے قریب ایک مصلح قوم کی طرح ظاہر ہونگے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک بادشاہ ہونگے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہوگا لوگ ان کو مہدی مان لیں گے لیکن یہ سب باتیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ و سلم سے میل نہیں کھاتیں اور اہل سنت کے اسلاف کے بالکل خلاف ہیں۔

قرآن مجید میں اشارات و کنایات میں ایک ہستی کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے جو بینہ پر ہوگا۔ اور وہ ہستی مہدیؑ ہی کی ہے (ہود) رسول اللہ سے فرمایا گیا ہے کہو میں تم کو بصیرت پر بلاتا ہوں اور میرا تابع بھی تم کو بصیرت پر بلائے گا (یوسف) یہاں تابع سے مراد حضرت مہدی ہی کی ذات ہے کیونکہ صرف وہی تابع رسول اللہ کی طرح بصیرت کی بالذات دعوت دے سکتا ہے جو رسول ہی کی طرح معصوم ہو اور اللہ کا خلیفہ ہو اور رسول اللہ کے بعد ایسا خلیفہ مہدی کے سوائے اور کوئی نہیں۔ قرآن حکیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ قرآن کے معنیٰ کا بیان، ہم (اللہ تعالیٰ) بعد میں کریں گے۔ اس وعدہ کی تکمیل میں ایک ہستی کی بعثت ہوئی جن کو قرآن کے معنیٰ کا پورا علم دیا گیا اور ان سے بیان قرآن کروایا گیا (الرحمن) اور یہ ہستی حضور مہدی علیہ السلام ہی کی ہے۔ بیان قرآن کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (القیامہ) اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن حکیم ظاہر شریعت کے احکام اور حقائق معارف کے باطنی اسرار و رموز

دونوں کو جامع ہے۔ پہلی قسم کے احکام نبوت ورسالت کے متعلقات ہیں جن کو شرح وبسط کے ساتھ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور دوسری نوعیت کے احکام ولایت خاصہ محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اور ان کی تشریح و تفصیل حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات پر موقوف رکھی گئی۔ویسے ان احکام کا پورا علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور آپ نے جن صحابہ کی صلاحیتوں کو ان کے سیکھنے کے قابل پایا ان کو ان احکام سے مستفید فرمایا مگر چونکہ عام لوگ ان احکام کے سمجھنے سے قاصر تھے اس لئے بطور دعوت ان احکام ولایت و اسرار کا بیان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام تام نہیں فرمایا۔

رموز و معانی قرآن کا بیان حضرت مہدی علیہ السلام کی ایک خاص صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمائی ہے اور بیان قرآن کی جو تفصیل مہدویہ کی اور دوسرے لوگوں کی کتابوں سے ملتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور مہدی علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا اور ایسا ہی مہتم بالشان معجزہ تھا جیسا خود نزول قرآن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہتم بالشان معجزہ تھا۔روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میں تورات بیان کروں تو لوگ سمجھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا بیان کر رہے ہیں اگر زبور کا بیان کروں تو لوگ سمجھیں گے حضرت داؤد علیہ السلام اس کا بیان کر رہے ہیں اور اگر انجیل کا بیان کروں تو لوگ خیال کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں اور اگر قرآن پڑھتا تو لوگ سمجھتے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے ہیں بندہ نے یہ سب ہضم کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ولایت محمدیہ کا بار اٹھانے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام پر یہ کتابیں نازل ہوئی تھیں ان کے جیسا علم اگر کسی کو تھا تو وہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات بابرکات کو

تھا۔یہی وجہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی اس خاص صفت کی اطلاع عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں دی ہے۔

نحن ناتیکم بالتنزیل واماالتاویل فسیاتی بہہ الفار قلیط

یعنی ہم تمہارے پاس تنزیل (صحف) لے کر آئے ہیں اور لیکن تادیل (بیان) تو فارقلیط لے آئے گا۔

اس بیان میں ہم سے مراد انبیاء کی پوری جماعت ہے جو احکام خداوندی کتب اور صحیفوں کی شکل میں اپنی قوموں کے لئے لائے ہیں۔اس لئے بعض لوگوں کا یہ قیاس کہ فارقلیط سے مراد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کس طرح صحیح نہیں ہے۔رسول مقبول صاحب کتاب پیغبر ہیں، صاحب بیان ہستی نہیں ہیں صاحب بیان ہستی حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات مبارکہ ہے اور فارقلیط سے آپ ہی کی ہستی مراد ہے۔علمائے اہل سنت میں کچھ لوگ فارقلیط سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کی ہستی ہی لیتے ہیں جو ولایت خاصہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ کہ انبیاء و مرسلین کے گروہ میں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض خصوصیات میں دوسرے انبیاء علیہم السلام سے منفرد اور مخصوص فرمادیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم خاکی میں روح بھرنے سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا جانا اور متعین کیا جانا۔ حضرت کو خاتم النبین اور افضل المرسلین کا مقام دیا جانا۔ حضرت کی شریعت کو قیامت تک آخری شریعت حقہ کی حیثیت سے برقرار رکھا جانا۔یہ صفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء اور مرسلین سے منفرد اور ممتاز کرتی ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی بعض خاص صفات سے متصف فرما کر دوسرے انسانوں سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ممیز اور

ممتاز فرمایا ہے اور اس سے مقام مہدیت کے ممیز و منفرد ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان صفات اور خصوصیات کا کچھ بیان اس مضمون کی پچھلی قسطوں میں آگیا ہے مثلاً آپ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع تام بنایا گیا ہے یعنی ایسا تابع جو حدیث رسول **یقفو اثری ولا یخطی** (میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہ کرے گا) کے مطابق رسول کی بے خطا اتباع اور پیروی کرنے والا بنایا ہے اور اس صفت میں حضرت مہدی علیہ السلام منفرد ہیں۔ ان کے ساتھ اور کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ آپ کے نور کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ خلق کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے یہ کام پورا ہوا۔ اس وجہ سے آپ کو باطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ملا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت خاصہ (مقیدہ) کا اظہار مہدی علیہ السلام کی ذات سے ہوا۔ یہ بھی وہ منفرد مقام ہے جو سوائے مہدی کے اور کسی کو حاصل نہیں۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح رحمتہ للعالمین بنایا گیا۔ مہدیت کے مقام کو کسبی نہیں بلکہ وہبی بنایا گیا یعنی جیسے انبیاء اور مرسلین اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بنائے جاتے ہیں اسی طرح مہدی کا مقام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و عطاء سے دیا گیا ہے۔ مقام مہدیت صرف عبادت اور ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ وہبی ہے کسبی نہیں۔ ایک اور خاص بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ مقام خاص مہدی علیہ السلام کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور بعثت کے بعد عطاء ہوا ہے اور یہ ایک منفرد مثال ہے ایسا کوئی اور مقام وہبی مہدی علیہ السلام کی طرح کسی اور فرد کو بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور قیامت سے پہلے ظاہر ہونگے اور ان کا مقام وہبی ہے کیونکہ وہ نبی ہیں لیکن ان کی نبوت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی نبوت ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام وہبی کی نشاندہی کرنے کے لئے ہی حضرت رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے خلیفتہ اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور تاکید کی ہے کہ جب مہدی آئیں تو ان سے بیعت کرنے کے لئے برف کے پہاڑ بھی ہوں تو ان پر سے گزر جانا اور ان سے بیعت کرنا ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ خلیفتہ اللہ سے اس بات کی بھی تائید ہو رہی ہے کہ قرآن مجید میں جس ہستی کا بینہ پر ہونے کا اعلان ہو رہا ہے وہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات بابرکات ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام کی منفرد نوعیت کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ آپ انبیاء اور اولیاء کی خصوصیات کے حامل ہونے کے باوجود نہ آپ کو ظاہراً نبی کہا جا سکتا ہے اور نہ صرف ولی کہنا آپ کے مقام کی صحیح نشاندہی کے لئے کافی ہے۔ آپ کے دور کے اور بعد کے غیر مہدوی علماء اور مورخین نے آپ کے زہد و ورع کا ذکر کر کے آپ کے اعلیٰ مقام ولی ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے لیکن چونکہ ٓپ کا مقام وہبی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ تعلیم ہوتی ہے آپ کو مہدوی صرف ولی نہیں سمجھتے بلکہ ولایت کاملہ کو آپ کے مقام کا ایک پہلو تصور کرتے ہیں چنانچہ علامہ سید نصرتؒ نے کحل الجواہر جلد اول میں یہ واضح جملہ حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام کی نشاندہی کے لئے تحریر فرمایا ہے!

"مہدویہ حضرت کے فقط ولی کامل ہونے کے معتقد نہیں ہیں بلکہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی آخرالزماں اور خاتم ولایت محمدیہ ہیں ولایت کاملہ اس کی ایک فرع ہے۔ (کحل الجواہر جلد اول صفحہ ۶)

علامہ موصوف کے اس جملہ میں ایک او. حقیقت کا بھی ذکر ہو رہا ہے وہ یہ کہ مہدی علیہ السلام خاتم ولایت محمدیہ ہیں یعنی محمد مصطفیٰ کی ولایت (مقیدہ) کے مظہر ہیں اور یہ ولایت خاصہ صرف حضرت مہدی علیہ السلام کو حاصل ہے، دوسری کسی ولی کو یہ مقام نہیں ملا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا مقام نبیوں کی طرح وہبی ہونے اور آپ میں نبیوں کی صفات کے پائے جانے کے باوجود مہدوی آپ کو ظاہراً نبی نہیں کہتے بلکہ صاحب بینہ، خلیفتہ اللہ اور مہدی آخر زماں کہتے ہیں۔ صاحب بینہ ہونا قرآن حکیم سے ثابت ہے اور خلیفتہ اللہ اور مہدی آخر زماں ہونا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت پیر و مرشد ابو سعید سید محمود مرشد میاں صاحبؒ کی ایک تالیف "مغیبات" میں اس مسئلہ پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہے چنانچہ ہم اس کے کچھ اقتباسات پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔

(۱) "حضرت امام مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے مراتب و صفات و خصوصیات بھی بیان فرمائے ہیں جو اللہ کی طرف سے آپ کو حاصل تھے جن میں مراتب و مقام نبوت و رسالت کا بیان بھی شامل ہے لیکن خود کو نبی اور رسول کہنے کی آپ نے دعوت نہیں دی اور نہ ایسا دعویٰ فرمایا"۔

یہ سچ ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام نے خود کو معاشر انبیاء اور گروہ انبیاء میں ہونا ذکر فرمایا ہے لیکن مہدیت کے دعویٰ موکدہ میں آپ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا اس کے علاوہ جو خطوط آپ نے سلاطین کے لئے تحریر فرمائے ان میں بھی نبی ہونے کا ذکر نہیں۔ آپ نے اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔

(۲) "اسی لئے صاحب رسالہ اجوبہ "اسولہ نے لکھا ہے مہدی کو نبی اور رسول نہیں کہنا چاہیئے"۔

(۳) اگرچہ حضرت امامنا علیہ السلام کی بعثت بہ ارسال خداوندی ہوئی ہے لیکن بطور اصطلاح و القاب آپ کو نبی و رسول نہیں کہا جاتا کیونکہ آپ نے دعوت نبوت و رسالت نہیں کیا ہے اس لئے عاشق مہدی موعود علامہ دوراں عارف کامل حضرت بندگی میاں شاہ برہان رحمتہ اللہ علیہ نے صاف طور پر صراحتاً تحریر فرمایا ہے کہ

اس ذات (مہدی موعود) کو پیغمبر کہنا روا نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر (محمد رسول اللہؐ) کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا بلکہ اگر کوئی پیغمبر اس امت میں نازل بھی ہو تو اس کا نام ولی ہوگا نہ کہ نبی۔ پس ذات مہدی اور اولیاؤں کی ذاتوں سے مستثنیٰ ہے اس لئے کہ مہدی موعود نے وہ دعویٰ کیا ہے جو سوائے پیغمبروں کے کسی اور کو سزاوار نہیں (شواہد الولایت باب ۱۷)۔

صاحب شواہد الولایت نے جو تحریر فرمایا ہے اس کی تائید ان سے مقدم تحریرات سے بھی ہوتی ہے (مغیبات صفحہ ۲۳)

حضرت علامہ سید نصرت رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ پر کحل الجواہر میں تفصیلی بحث فرمائی ہے۔

الغرض حضرت مہدی علیہ السلام کو ظاہراً نبی نہیں کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبین" فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے **لا نبی بعدی** یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے دعوی مہدیت میں صرف مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ تابع تام محمد مصطفیٰ ہونے اور ولایت خاصہ محمدیہ کا حامل ہونے اور دوسری اہم خصوصیات کے سبب جو قرآن و احادیث رسول سے ثابت ہیں آپ کو باطناً نبی کہنا قوم کے بزرگوں کی تحریروں سے ثابت ہے۔

(۱) حضرت مولانا سید محمود (اہل دائرہ نو) نے مکتوب ملتانی مولفہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ و آخرین منہم کے سلسلہ میں حاشیہ میں یہ شرح لکھی ہے

"آخرین منہم سے ایک نکتہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی بعثت میں **فی الامیین رسولا منہم** فرمایا یعنی لفظ رسول کو صراحتہ بیان فرمایا

اور آخرین منہم میں لفظ رسول کو صراحتہ بیان نہ فرمایا۔ اس لئے کہ محمد خاتم الرسل ہیں آپ پر رسالت ختم ہوگی اور مہدی چونکہ رسول اللہ کا باطن یعنی مظہر ولایت ہے لہذا آخرین منہم فرمایا یعنی اس کی رسالت باطنی ہے"۔

(۲) حضرت گورے میاں صاحبؒ نے مجمع الآیات مولفہ حضرت بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہ کے ایک حاشیہ میں تسویت الخاتمین کے ایک حوالہ سے تحریر فرمایا ہے:
فرمایا مہدی علیہ السلام نے "وہاں بھی (پیغمبر کے پاس بھی) بے واسطہ فرمان خدا تھا لیکن پیغمبر اس دعویٰ پر مامور نہیں تھے اور یہاں بھی (مہدی کے پاس بھی) جبرئیل ہیں لیکن دعویٰ جبرئیل نہیں ہے"۔

حضرت گورے میاں صاحب اس فرمان کو پیش کر کے لکھتے ہیں "حضرت مجتہد گروہؒ نے تحریر فرمایا ہے پیغمبر ظاہراً نبی اور باطناً ولی ہیں اسی طرح مہدی ظاہراً ولی اور باطناً نبی ہیں۔

(۳) حضرت گورے میاں صاحبؒ نے حاشیہ میں اور تین کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اور پھر تحریر فرماتے ہیں "پس جو شخص امام مہدی موعود خلیفتہ اللہ ہمسر رسول اللہ کو باطناً نبی نہیں مانتا صفت نبوت سے متصف نہیں جانتا وہ فرمان خدا اور فرمان رسول و مہدی علیہما السلام و اجماع صحابہ و جمہور مہدویہ کے مسلمہ و متفقہ عقیدہ کا مخالف ہے" (مجمع الآیات مولفہ مجتہد گروہؒ)

المختصر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی یہ صفات و مقامات عالی منفرد ہیں اور کسی دوسرے شخص میں ان کا موجود ہونا ممکن نہیں اس لئے مقام مہدیت مقام نبی آخرالزماں کی طرح منفرد و مخصوص ہے۔ قوم مہدویہ اعتقاد رکھتی ہے کہ انھیں خصوصیات کے تحت جو وہبی ہیں حضرت مہدی علیہ السلام ہر حیثیت سے رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں۔ (اس کو عقیدہ تسویت خاتمینؑ کہا

جاتا ہے اور یہ بات احادیث رسول یقفو اثری ولا یخطی اور خلقہ خلقی سے بھی ثابت ہے۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین۔

نعت مہدیؑ

تازہ کیا ہے پھر سے شریعت کو آپ نے
بانٹا جہاں میں دین کی دولت کو آپ نے

اللہ کی یاد سینے سے ہر دم لگی رکھی
ٹھکرادیا ہے لاکھوں کی دولت کو آپ نے

اپنے گروہ پاک کے فقراء کے درمیاں
تقسیم کردیا تھا محبت کو آپ نے

نیکی کا حکم کرنے برائی سے روکنے
مامور کردیا تھا جماعت کو آپ نے

معیار دے دیا ہے مسائل کی جانچ کا
سمجھا دیا عزیمت و رخصت کو آپ نے

دعویٰ مہدیت کی صداقت کے گواہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے دنیا میں انبیاء بھیجے جنہوں نے تعلیم الہٰی کے ذریعہ انسانوں کو نیکی کے راستہ کی طرف دعوت دی۔ لیکن ہر نبی کے دور میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ کچھ لوگوں نے تو ان کی بات مانی ان کی نبوت کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ اور اپنے زمانے کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن اکثروں نے اس نبی کی تکذیب کی ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کو قتل بھی کر دیا گیا۔ نبی کو نبی ماننے والے فطرۃً پہلے ہی سے نور ایمانی سے متصف تھے۔ قدرت کی طرف سے ان کی رہبری ہوئی۔ انہیں محسوس ہوا کہ سیدھے راستہ پر بلانے والا واقعی نبی ہے۔ نبی کے اوصاف ذاتی نے ان کو متاثر کیا ان کے دل نے کہا یہ آواز کسی جھوٹے انسان کی نہیں ہو سکتی۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو تذبذب کا شکار تھے اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ معجزے دکھلائے ایسے لوگوں کی تشفی ہوئی اور وہ ایمان لے آئے۔ لیکن جو ازلی کافر تھے نبیؑ کے اخلاق سے بھی متاثر نہ ہو سکے نہ معجزے ان کی سمجھ میں آسکے۔ ان کو ایمان سے محرومی ہوئی۔ ایسے ہی لوگ تھے نمرود، فرعون، ابو جہل اور ابو لہب کہ بڑے بڑے معجزے دیکھنے کے بعد بھی وہ اور ان کی جماعت والے اور حمایتی کافر ہی رہے۔

اس طرح نبی یا خلیفتہ اللہ کی صداقتِ دعوت معلوم کرنے کا پہلا ذریعہ اس کے اخلاق ہیں۔ چنانچہ جب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور مکہ کے لوگوں سے دریافت کیا، لوگو اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک بڑا لشکر تمہارے مقابلہ کے لئے کھڑا ہے تو کیا تم اس بات کو سچ مانو گے۔ لوگوں نے کہا ہاں اس لئے کہ آپ صادق اور امین ہیں آپ کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ تب

حضور نے اپنی دعوت پیش فرمائی۔ گویا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جانچنے کے لئے ایک کسوٹی دے دی کہ جو انسان سچ کہنے کا عادی ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں کہے گا اس لئے اس کی بات کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اسی طرح جب آدمی کے اخلاق عالیہ سے مطمئن ہو جاؤ تو اس پر اعتماد کرنے لگو اور اس کی بات کا یقین کرو۔

حضرت مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں کیونکہ حدیثِ ثوبان میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خلیفتہ اللہ فرمایا ہے اور لوگوں پر آپ کی بیعت کو فرض قرار دیا ہے۔ خلیفتہ اللہ اور نبی کا مقام ایک ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفتہ اللہ فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ مہدی علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہیں۔ رسول کی طرح وہ بھی معصوم عن الخطا ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

یقفو اثری ولا یخطی

یعنی وہ (مہدی) میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا

مہدی دافع ہلاکت امت محمدی ہیں اور آپ کا کام انبیاء کے کام کے جیسا ہے۔ چنانچہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیسے ہلاک ہوگی وہ امت جس کے اول میں ہوں اور جس کے آخر عیسیٰ ابن مریم ہیں اور جس کے بیچ میری اہل بیت سے مہدی ہیں۔

غرض مہدی خلیفتہ اللہ ہیں رسول اللہ کی طرح معصوم ہیں دافع ہلاکت امت محمدی ہیں اور اس لئے آپ کی تصدیق فرض ہے۔ جیسے رسول اللہ کا کلمہ پڑھ کر کوئی شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ کی دعوت کو جانچنے کا بھی وہی پیمانہ ہونا چاہیے جو انبیاء کی دعوت جانچنے کے لئے رکھا گیا ہے یعنی سب سے پہلے آپ کے اخلاق

حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے "المعیار" میں

تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ علمائے سلف نے کہا ہے کہ نبی آدم کی نبوت کے طریق معرفت میں علماء کو اختلاف ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ معجزات کا ظہور باعث معرفت ہوتا ہے اور اہل دل اصحاب کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نبی کا حال خود نبی کی نبوت کا گواہ ہوتا ہے اور یہ حال دو چیزوں پر منحصر ہے پہلی چیز مخلوق کو خالق کی اطاعت اور معرفت کی ترغیب دینا ہے اور دوسری چیز مخلوق کو دنیا کی طلب سے ہٹانا ہے۔"

اس اصول پر اگر حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دونوں چیزیں حضور کی زندگی میں کمال کی اعلیٰ ترین منزل پر موجود تھیں۔ آپ نے بحکم ربانی لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند فرمایا اور مسلمانوں میں وہ جذبہ ایمانی پیدا کیا کہ ان کو اللہ کے مقابل اپنی جان و مال کی کوئی پرواہ نہ رہی اور انہوں نے اللہ اور رسول کی محبت میں دنیا کو اور دنیا کی محبت کو ختم کر دیا۔

یہی کیفیت ہم کو حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی زندگی میں نظر آتی ہے جس کی تصدیق غیر مہدوی مصنفین نے بھی بڑے احترام سے کی ہے۔ مثلاً (۱) عبدالقادر بدایونی:۔ "میر سید محمد جونپوری از اعاظم اولیائے کبار" (۲) شاہ ولی اللہ "سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے" (۳) ابوالکلام آزاد "عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے ان کی (مہدی کی) دعوت اور تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں آدمی حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے اور متعدد سلاطین وقت نے ان سے بیعت کی۔ ان لوگوں (مہدی اور ان کے صحابہ) کے طور طریق کچھ عجیب عاشقانہ اور والہانہ تھے اور ایسے تھے کہ صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔"

دعوت کی صداقت کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ باوجود ہزار دقتوں اور

مصیبتوں کے مدعی اپنے دعوی سے باز نہ رہے اور آخر وقت تک اس پر قائم رہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ فرمایا تو آپ کو کیا کیا تکلیفیں نہیں دی گئیں کفار مکہ نے آپ کو اور مسلمانوں کو کتنا نہیں ستایا۔ روپیہ پیسہ، حکومت کا لالچ دیا گیا تو آپ نے فرمایا "میرے ایک ہاتھ میں سورج اور ایک ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیا جائے تو میں اس دعوی سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ آپ کو کئی سال تک شعب ابو طالب میں محصور کر دیا گیا لیکن آپ کے پایہ استقلال میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوئی۔ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے اپنی اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی کفار سے یہودیوں اور نصرانیوں سے آپ کو جنگیں لڑنی پڑیں۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن آپ آخر تک ثابت قدم رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے مقابل کامیاب فرمایا۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے جب مہدیت کا دعویٰ فرمایا تو لوگ آپ کے بھی سخت دشمن ہوگئے۔ علمائے سو نے ہر جگہ آپ کو زک دینے اور نیچا دکھانے کی کوشش کی لیکن خود مغلوب ہوگئے۔ سندھ کے سلطان جام نندا نے آپ کو پانی میں ڈبو دینے کی کوشش کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ میر ذوالنون کی خواہش پر آپ نے اس کو خود (مہدیؑ) پر تلوار چلانے کی اجازت دی لیکن وہ آپ کو شہید نہ کر سکا۔ آپ نے ایک عظیم ترین فاصلہ کی ہجرت اختیار فرمائی ایسی ہجرت کہ جس مقام سے نکلے اس کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھا واپس آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ لق و دق جنگلوں سے گزرے۔ مشہور علمائے وقت سے مناظرہ کیا۔ رات دن عبادات و ریاضیات میں مشغول رہے آخر وقت تک اپنے عظیم دعوی مہدیت پر استقامت سے قائم رہے۔

حضور مہدی علیہ السلام) نے جس انداز سے سلاطین وقت کو مہدیت کی دعوت دی وہ بھی بالکل نرالی تھی۔ آپ نے سلاطین کو للکارا کہ آپ کی مہدیت کے

دعوی کو جانچیں اگر وہ صحیح ہے تو مہدیت کی تصدیق کریں اگر دعوی سچ نہیں ہے تو آپ کو دعوی سے دستبردار ہونے پر مجبور کریں اور اگر آپ نہ مانیں تو قتل کر دیں ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ؐ کی طرح آپ میں بھی بے انتہا شجاعت و جرات موجود تھی جو آپ کے دشمنوں کو ناکام کرتی گئی اور آپ اپنے دعویٰ پر استقامت کے ساتھ قائم رہے۔

انبیاء اور خلفاء اللہ کے دو اہم رابطے ہیں پہلا رابطہ اللہ تعالیٰ سے جہاں سے ان کو وحی کے ذریعہ احکام ملتے ہیں اور دوسرا رابطہ مخلوق سے جس کو راہ راست پر لانے کا کام ان کے تفویض ہوتا ہے۔ خالق سے اپنے رابطہ کو استوار رکھنے کے لئے نبی یا خلیفتہ اللہ اپنے آپ کو بے حد ریاضیات و عبادات میں مصروف کرلیتا ہے چنانچہ نبی کریم ؐ کی زندگی کے واقعات ہمارے سامنے ہیں کس طرح حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنے آپ کو عبادات میں مصروف رکھتے تھے۔ نبوت سے پہلے بھی تنہائی اور سکون حاصل کرنے کے لئے آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں وہیں گزارتے۔ نبوت کے بعد حضور ؐ کی رات کی عبادت میں بے حد کثرت ہو گئی۔ ام سلمہؓ گواہ ہیں کہ حضور ؐ رات میں نماز میں مصروف ہوتے پھر سو جاتے، پھر اٹھتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ادھی رات کے بعد اٹھتے اور پھر صبح تک عبادت میں مصروف رہتے

حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی عبادت اور اتباع شرع محمدی کا یہ حال تھا کہ رائے دلپت سے جنگ کے بعد آپ پر جو جذبہ حق طاری ہوا وہ مکمل سات سال تک جاری رہا پھر اور پانچ سال کچھ ہوش اور کچھ جذبہ کی حالت رہی لیکن اس پورے عرصہ میں آپ سے ایک نماز بھی قضاء نہیں ہوئی۔ وقت نماز آپ کو ہوش آجاتا اور آپ نماز ادا کرتے۔ چونکہ مہدویہ کے پاس آٹھوں پہر کا ذکر فرض ہے۔ حضور مہدی علیہ السلام رات میں اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور دائرہ کے فقراء کو

دیکھتے وہ ذکر میں مصروف ہیں یا نہیں۔ نہ رہنے پر تنبیہ فرماتے۔ اگر کسی مقام پر دو افراد کو دینی قصے کہانیوں میں مشغول پاتے تو فرماتے بھائیو خدا کو قصہ کہانیوں سے نہیں پاؤ گے۔ ذکر کرو۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کی طرح غیر ضروری گفتگو کو ناپسند فرماتے اور کہتے بھائیو فرشتوں کو کچھ تو مہلت دو۔ ہجرت جو عمر کے چالیسویں سال شروع ہوئی اور وصال تک قائم رہی اس میں بھی نہ کبھی شرع محمدی کا کوئی رکن چھوٹا اور نہ احکام ولایت کی پابندی میں کوئی فرق آیا۔ ترک و طلب ذکر و توکل کی تعلیمات نے اصحاب مہدیؓ کو بھی اللہ سے اپنا رابطہ بڑھانے کا عظیم مقام عطا فرمایا تھا۔ مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے صحابہ کرام مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام کی زندگیاں اس آیت شریفہ کی تفسیر بن گئی تھی۔

فاذافرغت فانصب O والی ربک فرغب O

ترجمہ۔ تو آپ جب تبلیغ و تعلیم سے فارغ ہو جایا کریں تو دوسری عبادات متعلق بہ ذات خاص میں محنت کیجیے اور اپنے رب کی طرف توجہ رکھیے۔

انبیاء اور خلفاء اللہ بلکہ اولیاء اللہ صالحین کی اللہ تعالیٰ سے قربت عشق و محبت اور استواری تعلق کا ایک ذریعہ تو عبادات ہیں لیکن ان کے علاوہ ان خاصان خدا کی زندگیوں میں ایک ایسی صفت خاص دیکھنے میں آئی ہے جسے عرف عام میں زہد کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ زہد انسان کی زندگی کو ایک ایسی روشنی دیتا ہے جس میں اللہ کی طرف لگاؤ اور جھکاؤ بڑھ جاتا ہے اور غیر اللہ یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بے رغبتی اور بیزاری نظر آتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زندگی میں عشق و محبت الہی اور زہد فی الدنیا کے بے شمار واقعات ملیں گے۔ مثلاً حضور ؐ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے اہل و عیال مسلسل کئی کئی [illegible]

رہ جاتے کیونکہ رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ ان کے بھانجے عروہؓ نے پوچھا پھر گزارہ کس چیز پر تھا بی بی نے فرمایا پانی اور کھجور، ہمسائے کبھی کبھی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مدینہ کے پورے قیام میں حضورؐ نے کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔

جو کچھ حضور کے حصہ میں تھوڑا بہت رہتا تھا اس میں سے بھی اکثر اہل حاجت کی نذر ہو جاتا تھا اور حضورؐ فاقہ کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور کو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے پاس کھانا نوش فرمانے کا موقع ملا۔ متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا خدا نے جو کہا ہے قیامت میں نعیم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔

ایک روایت میں حضرت عمرؓ سے اور ایک میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے یہ بتایا گیا ہے کہ ایک روز وہ حضورؐ کی کوٹھری میں گئے تو دیکھا کہ حضور کے جسم مبارک پر صرف ایک تہبند ہے۔ ایک کھری چارپائی بچھی ہے۔ سرہانے ایک تکیہ ہے ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں ایک کونے میں کسی جانور کی کھال ہے۔ یہ سماں دیکھ کر صحابی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضورؐ نے سبب دریافت کیا تو صحابی نے کہا کہ قیصر و کسریٰ تو ریشم کے گدوں پر سوئیں اور حضورؐ اللہ کے برگزیدہ نبی اس حالت میں رہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت گھر میں کچھ نہیں تھا۔ ایک زرہ آپ کی ملک میں تھی وہ بھی کچھ جو کے بدلے رہن تھی۔ حضورؐ فرماتے تھے مجھ کو دنیا سے کیا غرض۔ مجھ کو دنیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لئے راہ میں کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے ایسی بے غرض اور دنیا سے بے رغبت زندگی بسر کرنے والی ہستی کے

دعوی نبوت کا انکار ابو جہل اور ابو لہب جیسے لوگ ہی کر سکتے ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس تعلیم ترک دنیا کی تھی۔ خدا ر غبتی کی انتہا یہ تھی کہ دنیا و متاع حیات دنیا اور اور اپنی انا یعنی ہستی و خودی کی نفی کی جاتی تھی۔ توکل زندگی کا لازمی جز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ دوسرے روز کے لئے کچھ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ حتی کہ پانی پھینک کر گھڑے اوندھے رکھ دیئے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ اک نشست میں ایک سویت دینے کے بعد پھر دوسری چیز کی سویت تقسیم ہوئی تو حضرت مہدی علیہ السلام نے پہلی چیز دوسروں کو دے دی اور فرمایا مومن ذخیرہ نہ کند۔ امارت پرستی اور امارت پسندی کے لئے یہ فرمان مبارک ایک چیلنج ہے کہ ایک معمولی چیز کے رہتے ہوئے دوسری چیز سامنے آئے تو دونوں کو ملانے سے ذخیرہ بن رہا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی طویل مسافت کی ہجرت بے سرو سامانی کا ایک عظیم سبق آموز واقعہ ہے۔ توکل کا یہ حال کہ سوال کو حرام قرار دیا گیا ہے اور فاقہ سے موت کو سوال پر ترجیح دی گئی ہے۔ رسول اللہ کے صحابہ کی طرح حضرت مہدیؑ کے صحابہ بھی درختوں کے پتوں سے پیٹ بھرتے مگر حضور مہدیؑ کے ساتھ ہجرت میں برابر شریک رہتے ہیں۔ جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی ملکیت میں سوائے زرہ کے کوئی چیز نہ تھی حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے وقت سوائے کچھ شمشیروں کے کوئی ساز و سامان نہ تھا اور یہ تلواریں حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے ورثہ میں خود نہیں رکھیں بلکہ فقراء میں تقسیم فرما دیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی زندگی میں بیسیوں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ نے اپنے کھانے پینے کی ضرورتوں کو اپنے لیے بالکل محدود کر دیا تھا۔ یہ بات ایک معجزہ کی طرح ظاہر ہوتی تھی۔ توکل کا [illegible] مظلوم لوگ روٹی کے لئے اللہ پر بھروسہ کرنے کے [illegible]

روزی دینے کا ذمہ خالق کائنات پر ہے اصل توکل یہ ہے کہ اللہ کے عشق میں بیٹھ جاؤ اور اسی پر بھروسہ رکھو کہ وہ تم کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔یہی وجہ تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس کتنا ہی مال و اسباب غنیمت کے طور پر فتوح کے طور پر یا صدقات و خیرات کے طور پر آتا تھا اس کو فوراً تقسیم کر دیا جاتا تھا اور اپنے لئے کوئی چیز اس میں سے نہیں لی جاتی تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام میں زہد کی یہ صفت بھی واحد آپ کے مہدی موعودؑ ہونے کی دلیل قطعی ہے۔

جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے نبی و خلیفتہ اللہ کے دو رابطے ہیں ایک اللہ سے دوسرا بندوں سے پہلے رابطہ کے بارے میں بعض اہم باتوں کا نمونہ کے طور پر ذکر کیا گیا۔اب رہ جاتا ہے نبی و خلیفتہ اللہ کا انسانوں سے رابطہ۔ یہ بھی ایک وسیع موضوع ہے اور انشاء اللہ کسی مستقل مضمون میں اس رابطہ میں حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق عالیہ کے بارے میں عرض کیا جائے گا۔ مختصراً اس مضمون میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ سخاوت، شجاعت، فیض صحبت، حلم عفو و درگزر، تواضع وانکساری بچوں اور دوسروں پر شفقت، غریبوں اور مسکینوں سے محبت اور ان کی مدد وغیرہ اخلاق کے ایسے تمام پہلو ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور مہدی علیہ السلام کی مماثلت نظر آتی ہے۔ یہ بات حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلقه خلقی یعنی اس کے (مہدی کے) اخلاق میرے اخلاق ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے انک لعلی خلق عظیم۔ بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مہدی موعود علیہ السلام کے اخلاق عالیہ جہاں دعوی نبوت اور

دعوی مہدیت کی صداقت کے گواہ ہیں وہیں انہیں اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ بھی تسلیم کر لینا پڑے گا۔

انبیاء اور خلفاء اللہ کے دعوی نبوت اور خلیفتہ الہی میں خود ان کا حال ان کا طرز زندگی ان کے دعوی کا گواہ بن جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور مہدی موعود علیہ السلام کے دعاوں کے انداز ان کے اپنے مقام پر کامل یقین ان کے زہد اور ان کی اعلیٰ تر عبادات خاص کو بھی اس کے دعاوں کے گواہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا

اس سے پہلے یہ عرض کیا گیا ہے کہ انبیاء اور خلفاء اللہ کے دو رابطے ہیں ان کا پہلا رابطہ اللہ سے ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ سے بالراست یا بذریعہ وحی احکامات و ہدایات ملتی رہتی ہیں اور دوسرا رابطہ انسانوں سے ہوتا ہے جن کی اصلاح اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور خلیفوں کو روانہ فرماتا ہے۔ اللہ سے انبیاء کا رابطہ ان کی عبادات و ریاضات اور احکام الہیٰ کی تعمیل میں ظاہر ہوتا ہے۔انسانوں سے ان کا رابطہ ان کے اخلاق ان کی تعلیم و تبلیغ و تفہیم سے ظاہر ہوتا ہے میں اس مضمون میں اسی دوسرے رابطہ سے متعلق اپنے خیالات پیش کرنے کی کوشش کروں گا

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مذہب ما کتاب الله واتباع محمد رسول الله

یعنی میرا مذہب اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ قرآن شریف کی آیت مبارکہ سے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ سورہ یوسف کی آیت ہے **قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی**

ترجمہ۔ کہدو (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں بصیرت پر اللہ کی طرف

میں اور میرا تابع تام (یعنی مہدی علیہ السلام) بھی بلائے گا

اس لیے حضور مہدی علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ میں ہم کو سب سے پہلے یہ چیز دیکھنی ہوگی کہ آپ نے رسول اللہ کی اتباع کس طرح کی۔

اتباع رسول کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جس طرح پیش فرمایا تھا بالکل اسی طرح حضور مہدی علیہ السلام اس دین اسلام کو قائم فرمائیں۔

یہاں ایک اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ مہدی موعود علیہ السلام تابع محمد ہونے میں اور امت محمدی میں کسی بھی دوسرے فرد کے تابع محمد ہونے میں کیا فرق ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام تابع تام محمد رسول اللہ ہیں اور دوسرے افراد صرف تابع ہیں۔ تابع تام ہی کامل اتباع کرنے والا ہوگا اور دوسرے نہیں۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے "بعض الآیات" میں تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ "اگر کہا جائے کہ اتباع میں کامل ہونے کے کیا معنی ہیں تو کہا جائے گا کہ وہ (مہدی) احکام شریعت دعوت الی اللہ اور اپنے تمام احوال افعال اور اقوال میں آنحضرتؐ کی پیروی وحی کے ذریعہ کرے گا اور اس کے سوا دوسرا شخص پیغمبروں کی پیروی صرف اخبار سن کر کر سکتا ہے"

تو یہ فرق ہے حضور مہدی علیہ السلام کے تابع رسول اللہؐ ہونے اور کسی اور شخص کے تابع رسول اللہ ہونے میں۔ ایک اور وضاحت ضروری ہے۔ وحی کے لفظ سے بعض لوگوں کو تردد ہوتا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ وحی بذریعہ جبرئیل نہیں بلکہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلیم کے ذریعہ ہے۔ چنانچہ حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔

علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم

ترجمہ۔ "مجھے اللہ سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے فرمایا ہے۔

ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم

یعنی میں جو حکم بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے معلوم کر کے اور اللہ ہی کے حکم سے بیان کرتا ہوں۔

ایک جگہ آپ نے خود کو جبرئیلؑ کے ذریعہ وحی نہ ہونے کے بارے میں کہا

اینجا ہم جبرئیل است و لیکن مامور نیست

احیائے شریعت و اتباع شریعت: چونکہ حضور مہدی علیہ السلام تابع تام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق میں احیائے شریعت اور اتباع شریعت کا کیا مقام تھا اس پر ہم غور کریں گے۔

حضور مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے جب آپ کی بعثت شریفہ ہوئی اس وقت دین اسلام صرف چند مجذوبوں میں باقی رہ گیا تھا اور معنی و مفہوم دین اسلام باقی نہیں رہے تھے۔ لوگ رسم و عادت و بدعت میں مشغول ہو چکے تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے حضور مہدی علیہ السلام کو ناصر دین محمدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ نقل شریف ہے۔

ترجمہ۔ اور فرمان ہوا کہ میں (اللہ تعالیٰ) نے ایمان کے خزانے کی کنجی تیرے ہاتھ (یعنی مہدی موعودؑ کے ہاتھ) دے دی ہے اور تجھ کو دین محمدی کا ناصر بنایا ہے اور تیرا ناصر میں ہوں (نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

ان حالات میں حضرت مہدی علیہ السلام نے دین اسلام کو پھر سے بطریق صحیح قائم فرمایا اور رسم و عادت و بدعت کی جڑوں کو کاٹ دیا۔ شرعی احکام کی اتباع کا حکم دیا اور خود بھی ان احکام پر اس سختی سے پابند ہو گئے کہ خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا قول و فعل و حال میں ایک مکمل نمونہ بناکر پیش کیا۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص ہمارا صدق معلوم کرنا چاہے تو وہ قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان دو کو ہمارے حال اور عمل سے مطابق کرکے دیکھے (شرح عقیدہ شریف)

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اتباع شریعت محمدی کو کتنی اہمیت دی اس کا اندازآپ کو حسب ذیل چند واقعات سے ہوجائے گا۔

(۱) حضور مہدی علیہ السلام پر دلپت رائے سے جنگ کرنے کے بعد بارہ سال تک جذبہ حق جاری رہا۔ لیکن اس پوری مدت میں جب کبھی نماز کا وقت آیا حضور ہوشیار ہوجاتے اور نماز ادا فرماتے پھر جذبہ میں چلے جاتے تھے۔ اس پوری مدت میں آپ سے کوئی غیر شرعی عمل صادر نہیں ہوا۔

یہ حضور مہدی علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے چنانچہ سوانح مہدی موعود مولفہ حضرت سید ولی صاحبؒ میں لکھا ہے جب ایک مرتبہ حضرت ام المصدقین بی بی الہ دادی رضی اللہ عنہا نے زاری اور انکساری سے عرض کی کہ حضرت نے (زمانہ جذب میں) ذرا سی غذا بھی نہیں کھائی تو حضور نے فرمایا "فکر نہ کرو بندہ کو برابر غذا پہنچتی ہے پھر فرمایا "مجھ کو جناب باری کا حکم ہوتا ہے کہ ہم نے تجھ کو خاص ولایت محمدی کا خاتم کیا ہے اسی واسطے پنجگانہ نماز اور فرائض تجھ سے ادا کراتے ہیں۔ یہ تجھ پر ہماری عنایت اور احسان ہے"۔

(۲) ایک مرتبہ ایک صحابی نماز جماعت میں اس وقت شریک ہوئے جب امام نے ایک رکعت پری کرلی تھی۔ جب امام نے نماز کے ختم پر سیدھی جانب ہی سلام پھیرا [illegible] ہوئے کہ چھوٹی ہوئی رکعت ختم کرلیں۔ نماز کے بعد حضرت

مہدی علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا اگر امام پر سجدہ سہو واقع ہوتا تو وہ کیا کرتے انہوں نے کہا مجھے کشف سے معلوم ہوگیا تھا کہ امام پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ اس پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایسے کشف پر خاک جو شرع محمدی کی حفاظت نہ کرے پھر فرمایا ایسے کشف کو کشف نہیں کہتے۔ شرع محمدی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(۳) وقت رحلت سے کچھ پہلے حضور مہدی علیہ السلام کا مزاج بے حد ناساز تھا اور آپ پر بے حد کمزوری طاری تھی۔ آپ اس وقت ام المصدقین بی بی بونجیؓ کے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے بعض صحابہ کرام بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب ام المصدقین بی بی ملکانؓ کی نوبت کا وقت آیا تو حضور مہدیؑ نے صحابہ سے فرمایا کہ آپ کو بی بی ملکانؓ کے حجرہ میں لے جایا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ پر کافی نقاہت طاری ہے ایسی صورت میں وہاں جانے میں اور ہرج ہوجائے گا۔ بی بی ملکانؓ نے بھی جو اس وقت وہاں موجود تھیں عرض کیا حضور یہیں تشریف رکھیں میں اپنی نوبت معاف کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ وہاں لیٹنے کے لئے کوئی چار پائی بھی نہیں ہے۔ اس پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا شریعت کی اتباع ابھی مجھ پر قائم ہے اور میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے باوجود صحابہ نے حضرت کی تکلیف کا اندازہ کرکے حضرت کو لے جانے میں عذر کیا۔ فرمایا افسوس تم میری رعایت کرتے ہوں اور شرع محمدی کی رعایت نہیں کرتے۔ یہ کہہ کر خود زور دے کر اٹھے پھر سب نے تھام کر حضرت کو بی بی ملکانؓ کے حجرہ میں پہنچادیا۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کو اتباع شریعت محمدی کا کتنا خیال تھا۔

(۴) ایک مرتبہ حضور مہدی علیہ السلام کے پاس کچھ انگور فتوح میں آگئے جن کو فقراء میں علی السویت تقسیم کرنا تھا۔ قریب ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے

صاحبزادے بندگی میاں سید حمید جو چھوٹی عمر کے تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں حیدر مہاجر صحابی مہدی نے انگور کا ایک خوشہ لے کر میاں حمید کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسا کرنے پر ان کی تنبیہ فرمائی تو انہوں نے معافی چاہی۔ حضور نے کہا تمام فقراء سے معافی چاہو۔ اس کے بعد حضور مہدیؑ نے وہ خوشہ میاں حمید کے ہاتھ سے لے لیا۔ ایک انگور جو میاں حمید نے اپنے منہ میں ڈال لیا تھا۔ حضور مہدی علیہ السلام نے اس کو اپنی انگشت مبارکہ سے نکال دیا (دی مہدی موعود۔ انگریزی The Mahdi Maud)

حضور مہدی علیہ السلام نے شرع محمدی کے مطابق عمل کرنے اور خود کو بے اختیار کرلینے کے راستہ کو خدا کو حاصل کرنے کا قریب ترین راستہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ذیل کے روایت سے اس کی تشریح ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا "ہمارے بھائی (اولیاء اللہ) سیدھا اور نزدیک کا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھے اور دور کے راستہ سے چکر کھاتے ہوئے چلے لیکن چونکہ وہ اپنی طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا اس لئے اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا میرانجی چکر اور دور کا راستہ کونسا اور سیدھا اور نزدیک کا راستہ کونسا۔ آپ نے فرمایا اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا ہی نزدیک کا راستہ ہے پس انہوں نے بے اختیار ہو کر شرع محمدی کے موافق عمل کیوں نہیں کیا کہ یہی راستہ آسان اور نزدیک تر تھا۔ انہوں نے کس لئے تمام عمر کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو چھوڑ دیا اور چلے کئے۔ کنویں میں الٹے سر لٹکے اور اس قسم کے عمل جو خدا نے نہیں فرمائے اختیار کر کے گردش میں پڑے اور حسب فرمان خداوندی من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو شخص اللہ پر توکل کرے اللہ اس کے لئے کافی ہے) تمام عمر توکل کا روزہ کیوں نہ رکھا۔ ان کو چاہیے تھا کہ بے اختیار ہو جاتے۔"

بے اختیاری کس کو کہتے ہیں۔ اس کی تشریح مولف شرح عقیدہ شریفہ نے یوں کی ہے۔

"اتباع شریعت کا نام بے اختیاری ہے۔ فرائض ولایت کی پابندی کا نام بے اختیاری ہے۔ حدود دائرہ پر قائم رہنے کا نام بے اختیاری ہے۔ جس طرح عکس شخص کے تابع ہے ہم چلے تو سایہ بھی چلا ہم نے ہاتھ اٹھایا تو سایہ نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ یوں سایہ کی طرح فرمان خدا اور رسولؐ و مہدیؑ کے تابع ہو جانا بے اختیاری ہے۔"

غرض حضرت مہدی علیہ السلام نے احیائے شریعت اور اتباع شریعت کو مقام خاص عطا فرمایا۔ اپنے قول و عمل سے اس کی پوری پوری اہمیت ظاہر فرمائی اس کے ساتھ ساتھ رسوم و عادات و بدعات کو ختم کرنے کی تعلیم دی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا جو شخص رسم و عادت و بدعت اختیار کرے وہ شخص میرے بہرہ سے دور ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع شریعت و احیائے شریعت کے کام کو مہدوی تذکرہ نگاروں کے ساتھ ساتھ غیر مہدوی مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ خواجہ محمد عباد اللہ نے جنہوں نے مشاہیر اسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے لکھا ہے کہ حضور کے بدترین مخالف بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کسی نے بھی سید محمد (علیہ السلام) کی طرح شریعت کی اتباع نہیں کی۔

ابوالکلام آزاد نے احیائے شریعت کے سلسلہ میں "تذکرہ" میں حضور مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی کوششوں کے متعلق جو لکھا ہے آپ ہم نے اکثر مضامین میں پڑھا ہے۔ پھر بھی ایک اقتباس یہاں بھی پڑھیے۔

اس دور کے متعلق یوں رقم طراز ہیں "نویں صدی کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گزرا ہندوستان میں سخت بدامنی اور طوائف الملوکی کا زمانہ تھا۔ روز روز بادشاہتیں بنتی اور بگڑتی تھیں اور کوئی مرکزی حکومت باقی نہیں رہی تھی جو احکام شرع کے اجراء

وقیام کی ذمہ دار ہوتی۔ علمائے حقانی بہت کم تھے اور علمائے دنیا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ دنیا طلبی اور مکر وزور کی گرم بازاری تھی اور سب سے زیادہ یہ کہ جاہل صوفیوں کی بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا"

اب حضور مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے کام کے سلسلہ میں انہوں نے لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ حال دیکھ کر سید موصوف (حضور مہدی علیہ السلام) نے احیائے شریعت اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا اور لوگوں سے کہا کہ اب نہ کسی مجاہدہ کی ضرورت ہے اور نہ ذکر و شغل کی۔ سب سے بڑا مجاہدہ یہی ہے کہ خلق اللہ کو سیدھی راہ پر لگاؤ اور احکام شریعت کے احکام کی راہ میں اپنی جانیں تک لڑا دو۔ عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے ان کی دعوت اور تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں آدمی حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے اور متعدد سلاطین وقت نے ان سے بیعت کی۔ ان لوگوں کے طور طریق کچھ عجیب عاشقانہ اور والہانہ تھے اور ایسے تھے کہ صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے عشق الہیٰ کی ایک جاں سپار جماعت تھی جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن اور زمین کی فانی الفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کر دیا تھا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غم گسار بن گئے تھے۔ امیر و فقیر اعلیٰ و ادنیٰ سب ایک حال اور ایک رنگ میں رہتے اور بجز خلق خدا کی ہدایت و خدمت اور احکام شرع کے اجراء اور قیام کے اور کسی کام سے واسطہ نہ رکھتے" (تذکرہ)

"المہدی الموعود" کے مولف صاحب نے حضرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق عالیہ کا ایک مجمل نقشہ جو پیش کیا ہے اس میں اور چیزوں کے علاوہ ذیل کی باتوں کا بھی اندراج ہے۔

"آپ فقیروں کے مونس، یتیموں کے ہمدرد مسکینوں کے مشفق، شیریں سخن، نرم گفتار، تالیف قلوب اور تسخیر نفوس کی قوت تاثیر نظر مشرکوں کے لئے آپ کی تلوار تیغ مرتخ مریدانِ دنیا کے لئے آپ نہایت سخت گیر آپ کی مجلس نہایت دلکشا آپ کی صحبت باطن کشا۔ شجاعت میں اکمل، سخاوت میں افضل۔ آپ کا مشغلہ ذکر دوام غذا آپ کی رویت اللہ، آپ کی معاش توکل تام آپ کا علم من عند اللہ صبح و شام آپ کا عمل اللہ اللہ آپ کا دل خالی از ماسوی اللہ، صادق فی الاعمال پسندیدہ افعال، خوش خصال، کنز اسرار الہی...."

جس ہستی عظیم کے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد مبارک ہے خلقه، خلقی اس کے اخلاق میرے اخلاق ہوں گے ان کے بارے میں ان کے اخلاق کی تعریف میں جتنا بھی لکھا جائے کم ہی ہوگا۔ پھر بھی مختصر طور پر آپ کے بعض خاص اوصاف حمیدہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے اگرچہ کہ وہ بہت مختصر ہوگا

حلم و عفو: پیغامبر اور خلفاء اللہ چونکہ تسلیم و رضا کے راستہ پر گامزن ہوتے ہیں اس لئے ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ دوسرے ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں ویسے عام آدمی بھڑک جانے اور بدلہ لینے سے دریغ نہیں کرتا۔ ہمارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے بیسیوں واقعات ہیں جن میں آپ نے حلم و عفو سے کام لیا ہے۔ فتح مکہ پر آپ نے کیسے کیسے دشمنان اسلام اور مخالفان رسولؐ کو معاف فرمایا۔ طائف کے لوگوں نے آپ کے ساتھ کس سنگ دلی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن بعد میں جب ان لوگوں کا ایک وفد مدینہ آیا تو حضور نے ان کو مسجد نبوی میں اتارا اور خاطر تواضع کی۔ آپ کے حلم و عفو کے واقعات میں زید بن سعنہ کا واقعہ بھی ایک ہے (جو بعد میں مسلمان ہوگئے) کہ حضور ان کا کچھ قرض باقی تھے اور وہ اس کی وصولی کے لئے آکر (حضور کا حلم

جاننے کے لئے) زیادہ سختی کر رہے تھے اور کچھ ایسی باتیں کہہ رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جلال آگیا اور حضور سے انہوں نے اجازت طلب کی کہ زید بن سعنہ کا سر قلم کر دیں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے مسکرا کر کہا عمر مجھے تم سے کچھ اور ہی امید تھی۔ تمہیں چاہیے تھا کہ اس سے کہتے نرمی سے تقاضہ کرے اور مجھ سے کہتے کہ میں اس کا قرض ادا کروں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے حلم کا یہ حال تھا کہ تیئیس سال کی ہجرت کے دوران آپ کو کیسے کیسے لوگوں سے سابقہ نہ پڑا ہوگا مگر کبھی کسی پر آپ نے خفگی ظاہر نہیں فرمائی۔ اس زمانے کے جید علماء نے جگہ جگہ آپ سے مناظرے کئے لیکن کبھی کوئی مجادلہ کی نوبت نہیں آئی اور سب کو آپ کی حقانیت تسلیم کرنی پڑی۔

ایک مرتبہ کوئی شرابی شراب کا شیشہ ہاتھ میں لئے آپ کے سامنے آرہا تھا لوگوں نے آپ کو اطلاع دی اور اس کو روکنا چاہا آپ نے فرمایا آنے دو بندے کے سامنے مستانِ دنیا آتے ہیں اور مستی چھوڑ جاتے ہیں اس شخص کی شراب کی مستی دو منٹ میں دور ہو جائے گی۔

شہر فراہ کے قاضی نے صحابہ مہدی پر ظلم کیا تھا اور کوتوال شہر کو حکم دیا کہ ان کا مال چھین لے اور انہیں قید کر لے۔ اسی رات امیر فوج سرور خان نے خواب میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ فرما رہے تھے میرے شہر میں میرے فرزند پر ظلم ہو رہا ہے۔ صبح اٹھ کر اس نے کوتوال شہر کو بلا کر واقعہ سنا حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور قاضی کی طرف سے معافی چاہی اور ضبط شدہ سامان لانے کا وعدہ کیا۔ حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہمارے پاس سوائے خدا کے اور کچھ نہیں ہے جو تلف ہوتا اور وہ ہر گز تلف نہ ہوگا۔ قاضی سے بھی آپ نے انتقام نہیں لیا حالانکہ اس نے آپ کے اور صحابہ کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی تھی۔

کمالِ حلم اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان تقدیر و رضائے الٰہی پر اپنے آپ کو مستحکم کر لے۔ مانڈو میں عرس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر حضرت مہدی علیہ السلام کے شیر خوار فرزند میاں سید اجمل رضی اللہ عنہ، اپنے بڑے بھائی حضرت بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ، کی گود سے آگ میں گر کر جان بحق ہوئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے نہایت درجہ حلم کے ساتھ اس صدمہ کو قبول فرمایا اور اپنے فرزند بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ، کو جو بے حد ملول تھے دلاسا دیا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔

انکسار و کسر نفسی: صاحب مقدمہ سراج الابصار نے تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا "یا خیر البریہ" یعنی اے بہترین خلائق، حضور نے فرمایا ابراہیمؑ بہترین خلائق ہیں۔

یہ حضور کی کسر نفسی تھی کہ سید المرسلین اور افضل الانبیاء ہوتے ہوئے بھی آپ نے ابراہیم کو اپنے جد ہونے کی حیثیت سے بہترین خلائق فرمایا۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بہت محنت کی جاتی ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے صدقہ کے لائق ہو جائیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہم خلق رسول اللہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق **یقفو اثری ولا یخطی** (میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا) قدم بہ قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت (پدری) کو سامنے رکھ کر حضور کے احترام میں کسر نفسی سے کام لیا۔

توکل و تسلیم: توکل اس جذبہ کا نام ہے جس میں انسان اپنے سارے اعمال کے لیے خدا پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنی کوششوں اور محنتوں پر تکیہ نہیں کرتا۔ رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی توکل و تسلیم کا ایک نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ سخت ترین شدائد و مصائب کے درمیان بھی حضور کا دل کبھی اضطراب مایوسی اور ناامیدی سے آشنا نہیں ہوا۔ ایک دفعہ آپ کسی درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ ایک بدوی تیغ برہنہ لئے ہوئے آپہنچا اور حضور سے کہنا لگا محمد اب تمہیں کون بچائے گا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا "اللہ"۔ اسی طرح دوران ہجرت سراقہ نے آپ کا پیچھا کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے گھبرا گئے اور بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون میں کوئی فرق نہ آیا۔ احد و حنین کے غزوات میں میدان مسلمانوں سے خالی ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل و سکینت میں کوئی فرق نہ آیا۔ مسجد نبوی میں سرمایہ اور مال غنیمت کے انبار لگ جاتے لیکن شام تک سب تقسیم ہو جاتے دوسرے روز کے لئے کچھ اٹھا کر رکھا نہ جاتا چنانچہ ترمذی کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز اٹھا نہ رکھتے تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام تابع تام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل اور اللہ پر بھروسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا ہی تھا، آپ فرماتے تھے روٹی کا توکل توکل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا وعدہ فرمایا ہے آیت شریفہ ہے **وما من دابته فی الارض الا علی الله رزقها**۔ یعنی زمین پر ہر جاندار کا رزق اللہ پر ہے۔ اگر کوئی اس وعدہ پر یقین نہیں رکھتا تو وہ مومن باقی نہیں رہتا۔ ہاں خدا کی طلب میں اللہ پر توکل کرنا اور اس کی رضا پر سر تسلیم خم کر دینا توکل ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس اگر کہیں سے فتوح بے سان و گمان آتی تو آپ قبول فرماتے اگر اس کی اطلاع پہلے ہی آپ کو مل جاتی یا کسی صحابی کے ذریعہ کچھ بھیج دیا جاتا تو آپ واپس کر دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر متوکل کو کوئی یہ کہے کہ ذرا ٹھہریئے میں آپ کے لئے کچھ لاتا ہوں اور متوکل وہاں ٹھیرے تو وہ متوکل باقی نہیں رہا۔ حضور مہدی علیہ

السلام حج کے لئے مکہ معظمہ کے سفر کے لئے جہاز میں سوار ہوئے تو زاد راہ کچھ ساتھ نہ رکھا۔ مکہ میں آپ پر اور آپ کی جماعت پر کئی روز کا فاقہ پڑا شریف مکہ نے کچھ فتوح بھیجی مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جب کچھ غذا بھیجی گئی تو آپ نے فرمایا جس کو اضطرار ہے وہ کھائے بندہ مضطر نہیں ہے۔ دیکھو میری حرکات و سکنات میں کوئی فرق نہیں آیا

اوپر بیان کی ہوئی باتوں سے ہٹ کر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ حضور مہدی علیہ السلام نے توکل کو فرائض ولایت میں ایک اہم فرض قرار دیا ہے یہی وجہ ہے حضور تو حضور آپ کے تمام صحابہ توکل و تسلیم کی نہایت اعلیٰ منزلوں پر فائز تھے۔

ہمت و شجاعت: حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حضرت انسؓ راوی ہیں) مجھے اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ

جب مکہ میں کفار کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کی۔ حضورؐ کا چہرہ ناگواری سے سرخ ہو گیا فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو آرے سے چیرا گیا لوہے کی کنگیاں ان کے جسم پر چلائی گئیں لیکن یہ آزمائشیں بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کر سکیں۔ خدا کی قسم مذہب اسلام کمال کو پہنچ کر رہے گا۔

غزوہ حنین میں دشمنوں کے سخت حملے سے صحابہ کے قدم اکھڑ گئے لیکن حضور میدان میں جمے رہے اور زبان مبارک پر یہ رجز جاری رہا۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں سچا نبی ہوں۔ میں عبد المطلب کا فرزند ہوں

غزوہ بدر کی گھمسان لڑائی میں مسلمانوں کے قدم کبھی کبھی ڈگمگا جاتے تو

حضور کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔ اس روز مشرکین کی صف سے آپ ہی سب سے زیادہ قریب تھے۔

ایک وقت مدینہ میں یہ افواہ پھیلی کہ دشمن اچانک حملہ کرنے آگئے۔ سب سے پہلے حضورؑ ہی نے گھوڑے کی برہنہ پیٹھ پر بیٹھ کر تمام خطرہ کے مقامات پر گشت لگائی اور آکر اطلاع دی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

پیغمبروں اور خلفاء اللہ کی شجاعت کے سلسلہ میں یہ بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ دعویٰ نبوت کے بعد ہی ایک پوری قوم نبی کے خلاف ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں ثابت قدم رہ کر احکام الہیٰ کے تحت تبلیغ دین کرنا شجاعت کی اعلیٰ ترین مثال ہے

حضرت مہدی علیہ السلام کی شجاعت کے سلسلہ میں صاحب المہدی الموعود نے سات جہاد لڑنے کا ذکر کیا ہے جس کی آخری کڑی والی گوڑ دلپت سے لڑائی تھی۔ سلطان حسین شاہ شرقی نے دلپت سے جنگ حضور مہدی علیہ السلام کے وعظ بیان سننے کے بعد کی۔ اس جنگ میں وہ شکست سے ہمکنار ہو رہا تھا لیکن حضور مہدی علیہ السلام کے ساتھ فقراء کا ایک دستہ تھا حضور اس دستہ کے ساتھ آگے بڑھے اور ایک تیر دلپت کے ہاتھی پر ایسا مارا کہ وہ پلٹ گیا پھر دلپت گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ کو آیا۔ حضور کی تلوار نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی شجاعت کے سلسلہ میں میر ذوالنون حاکم فرہ کا واقعہ بھی ایک منفرد واقعہ ہے کہ حضرت نے خود اس کو اپنی تلوار دی کہ آپ پر وار کرے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

جام ننده حاکم سندھ نے آپ کو ڈرانے کے لئے ایک فوج بھیجی۔ آپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ایسے کئی واقعات ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح شجاعت میں بے نظیر مقام رکھتے تھے۔

سخاوت: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کا یہ حال تھا کہ مال و دولت کا کوئی نشان آپ کے گھر کے اندر نہیں تھا۔ اس لئے آپ پر زکواۃ فرض نہیں ہوئی کیونکہ اس کے لئے تو کسی سامان پر ایک سال گزرنا شرط ہے (شبلی سیرۃ النبی)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ خراج کی اتنی رقم آگئی کہ شام تک پوری تقسیم نہ ہو سکی۔ حضور نے رات کو مسجد میں قیام فرمایا۔ صبح جب حضرت بلالؓ نے پورا مال تقسیم ہو جانے کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں قدم رکھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نے وصال کے وقت نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ اونٹ نہ بکری۔ تمام عمر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے سوال پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی بکریاں میدان میں پھیلی ہوئی دیکھیں تو اس نے حضور سے بکریاں مانگیں۔ آپ نے تمام بکریاں اس کے حوالے کر دیں۔ وہ بھاگتا ہوا اپنے قبیلہ میں گیا اور پکار کر کہنے لگا اسلام قبول کرو کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے سخی ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت۔

حضرت مہدی علیہ السلام بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دنیا اور مال و زر سے بے رغبتی رکھتے تھے۔ جو کچھ فتوح دائرہ میں آتی فوراً تقسیم کر دی جاتی تھی ایک مرتبہ آپ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کسی چیز کی سویت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور آگیا اور اس کی سویت کرنی تھی۔ جب یہ چیز حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے پاس آئی تو آپ نے پہلی چیز دوسروں کو دے کر دوسری سویت لی اور فرمایا مومن ذخیرہ نہ کند۔ کتنا شاندار پیام امام ہے اس کا اندازہ اہل دل کر سکتے ہیں۔ حضور کے پاس دو چیزوں کی موجودگی "ذخیرہ" کی تعریف میں آتی تھی تو غور فرمایئے حضور کے

گھر میں کیا چیزیں ہوں گی۔اس کے علاوہ تیئس سال کی مسلسل ہجرت کا پورا دور کس بے سرو سامانی سے گزرا ہوگا اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مانڈو میں جب سلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کی خدمت میں کافی رقم فتوح کے طور پر بھیجی تو اس رقم کے ساتھ شہر کے سارے اہل حاجت لوگ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔آپ نے سارا خزانہ تمام میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ ایک نہایت قیمتی تسبیح جس کی قیمت ایک لاکھ محمودی تھی ایک وف نواز کے سپرد کی۔بندگی میاں سید سلام اللہ نے کہا میرانجی یہ بہت قیمتی چیز تھی۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے۔ **قل متاع الدنیا قلیل** یعنی دنیا کی ساری متاع معمولی اور کم ہے اور تم اس تسبیح کو قیمتی کہتے ہو۔

سادگی اور حسن معاشرت: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کاج میں نہایت درجہ سادگی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں آپ کشادہ دل بات کے سچے اور طبیعت کے نرم تھے۔ غلام آزاد لونڈی سب کی دعوت قبول فرماتے دور دور جاکر مریض کی عیادت کرتے۔ اٹھنے، بیٹھنے، سونے اور لباس میں بھی حد درجہ سادگی پسند فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ سفر میں صحابہ کے ساتھ تھے ایک گوسفند ذبح کیا گیا اس کے پکوان کے سلسلہ میں ایک ایک صحابی نے ایک ایک ذمہ داری لی۔ حضور نے فرمایا میں لکڑیاں جمع کروں گا۔

حضورؐ کبھی صحابہ کے ساتھ پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے کہ لوگوں کی جگہ تنگ نہ ہو۔

غرض آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی اور حسن معاشرت کے واقعات ملتے ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی کبھی اپنی بڑائی ظاہر نہیں فرمائی۔ تمام صحابہ کو "برادر" کے لفظ سے پکارتے سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرتے۔

ایک مرتبہ اپنی بیوی کی خدمت میں ایک باندی کو کھڑا دیکھا تو فرمایا بندے

کے روبرو بندے کا کھڑا ہونا جائز نہیں تم جب تک اس کو آزاد نہ کرو گی یہ بندہ گھر میں قدم نہ رکھے گا۔بی بی نے فوراً باندی کو آزاد کر دیا۔بی بی عائشہؓ کی روایت کے مطابق ایسا ہی واقعہ دور نبوت میں بھی پیش آیا ہے (المہدی الموعود)

ایک وقت کسی نے آپ کے نعلین مبارک سامنے لا کر جوڑ دیئے۔آپ نے نعلین کو اسی جگہ ہٹا کر اور اپنے پاؤں سے برابر کر کے پہن لئے اور فرمایا خدا نے مہدی کو جوتیاں اٹھوانے نہیں بھیجا بلکہ اپنے بچھڑے ہوئے بندوں کو اپنے سے ملانے بھیجا ہے جاؤ اس کی یاد میں رہو۔

غرض یہ کرنا ہے کہ اخلاق کا باب بہت وسیع ہے اور اس پر تو مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔یہاں نمونے کے طور پر بعض اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ کے بارے میں حضور مہدی علیہ السلام کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اخلاق عالیہ تھے وہی حضرت مہدی موعودؑ کے اخلاق تھے اور کیوں نہ ہو جب کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا **خلقه خلقی** نیز یہ بھی فرمایا **یقفو اثری ولا یخطی**

المختصر حضرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق عالیہ بھی حضرت کے دعوی مہدیت کی صداقت کے گواہ کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔

کسی نبی یا خلیفۃ اللہ کی نبوت و خلافت الٰہیہ کی گواہی خود اس کا چہرہ اس کی ذات اس کے اعمال اور اس کے اخلاق پیش کرتے ہیں۔جو لوگ ان سے متاثر نہیں ہوتے اور پھر بھی تصدیق سے بے بہرہ رہتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اس نبی یا خلیفۃ اللہ سے ایسے معجزے صادر کرواتا ہے جو عمومی حیثیت سے عجیب ہونے اور ہر ایک سے صادر نہ ہوسکنے کے سبب لوگوں کے لئے حق کی تصدیق کر لینے کا سامان مہیا کرتے ہیں اس

مضمون میں حضرت مہدی علیہ السلام کے معجزات کو بھی حضرت علیہ السلام کے مہدیت کے دعوی کی گواہی میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

معجزہ کے لئے قرآن مجید میں آیت اور برہان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آیت کے معنی نشانی اور برہان کے معنی دلیل کے ہیں چنانچہ قدیم محدثین نے بھی معجزات کے لئے دلائل و علامات کے الفاظ استعمال کیئے ہیں لیکن بعد کے لوگوں نے معجزہ کا لفظ کثرت سے استعمال کیا ہے اور معجزہ کسی نبی کی نبوت کی اعجازی نشانی کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔

حیرت میں ڈال دینے والے واقعات کو مختلف نام دیئے گئے ہیں جیسے جادو شعبدہ کرامت معجزہ وغیرہ لیکن ان میں ان کے وقوع کے لحاظ سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک عام آدمی کسی ایسے واقعہ کو پیش کرے تو اسے شعبدہ یا جادو کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی حیرت ناک واقعہ کسی ولی کے ذریعہ سامنے آئے تو اسے کرامت کہا جاتا ہے اور اگر ایسا ہی کوئی محیر العقول واقعہ کسی نبی یا خلیفۃ اللہ سے سرزد ہوتا ہے تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان الفاظ میں ایک اور واضح فرق بھی سمجھ میں آسکتا ہے اگر کسی حیرت ناک واقعہ کا اظہار اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سے خود کو ذاتی فائدہ ہو کسی کو دھوکا دینا ہو یا ایسا ہی کوئی غلط یا برا مقصد ہو تو ایسا واقعہ جادو کہلائے گا۔ لیکن ایسے واقعہ سے اللہ کی قدرت کا اظہار کرنا مقصود ہے لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے کا ارادہ ہے تو وہ معجزہ ہوگا اگر اس کا اظہار کسی نبی یا خلیفۃ اللہ سے ہو رہا ہو یا کرامت ہوگی اگر اس کا اظہار کسی ولی اللہ کی طرف سے ہو۔ مثال کے طور پر فرعون کے بلائے ہوئے جادوگر کا رسیوں کو سانپ بنا دینا ایک جادوئی عمل تھا کہ ایسا کرنے سے انکا مطلب فرعون کی مدد اور اپنی منفعت تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے عصا کو زمین پر ڈال دینا اور اس کا اژدہا بن جانا ایک معجزہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے اظہار

کے لئے ایسا کر رہے تھے۔

معجزہ کے سلسلہ میں ایک اور اہم بات یاد رکھنی چاہیئے کہ معجزہ کے اظہار کی قدرت نبی کی اپنی ذات میں نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ معجزہ کا اظہار کروا کر لوگوں کو دین حقہ کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف پیغمبروں کے ذریعہ مختلف معجزات صادر فرمائے ہیں جیسے حضرت ابراھیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے کے باوجود نہ جلنا اور سلامت رہنا اور آگ کا سرد ہونا "یا نار کونی بردا"۔ حضرت صالح علیہ السلام کے زمانہ میں پہاڑ یا پتھر سے اونٹنی کا نکلنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدھا بن جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لاعلاج مریضوں کو شفاء بخشنا وغیرہ۔ حضور نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص معجزات عنایت ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام سے بھی بعض خاص معجزات کا ظہور ہوا ہے جن کا ذکر اس مضمون میں آگے آنے والا ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں کچھ لکھیں اس سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام سے جو حیرت میں ڈالنے والے واقعات کا اظہار ہوا ہے انھیں معجزہ کہنا کہاں تک درست ہے۔ معجزہ کا لفظ جیسے پہلے کہا گیا ہے یا تو نبی کے لئے یا خلیفۃ اللہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حضرت مہدیؑ قرآن حکیم کے الفاظ میں صاحب "بینہ" ہیں۔ افمن کان علی بینته ..... الیٰ آخرہ (سورہ ہود) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم نے آپ کی بعثت کی خبر دی ہے اور آپ کے لئے "خلیفۃ اللہ مہدی" کے الفاظ خاص بیان فرمائے ہیں اور حکم دیا ہے کہ آپ کی تصدیق کے لئے اگر برف کے پہاڑ پر سے بھی گزرنا پڑے تب بھی جاکر تصدیق کریں، مہدی علیہ السلام کے

متعلق اپنے قدم بہ قدم چلنے اور خطانہ کرنے کی بشارت دی ہے۔آپ کو اپنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دافع ہلاکت امت مسلمہ قرار دیا ہے۔ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی خلیفتہ اللہ مامور من اللہ اور دافع ہلاکت امت ہیں اور آپ کی تصدیق ایسے ہی فرض ہے جیسے کسی نبی کی تصدیق اسی لئے آپ کے خرق عادت کو معجزہ کہتے ہیں

قران ایک معجزہ عظیم

حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کئی عظیم الشان معجزوں سے سرفراز فرمایا۔ان سب میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مہتم بالشان معجزہ خود حضور ہی کے فرمان سے قرآن مجید ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی لقب اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا۔یہ بات سارا قریش جانتا تھا۔خود قریش میں بھی بہت کم لوگ لکھے پڑھے تھے۔انھیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بناکر مبعوث فرمایا گیا۔چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم اسی خدا نے امیوں کے درمیان انھیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔

یہ اللہ کی سنت ہے کہ کسی قوم میں نبی مبعوث فرماتا ہے تو وہ اس قوم کی خصوصیات والا ہوتے ہوئے بھی ان سے کچھ الگ ہوتا ہے اور اس نبی سے ایسے خرق عادت افعال صادر ہوتے ہیں جن کے کرنے سے قوم کے دوسرے لوگ عاجز ہو جاتے ہیں۔ایک امی لقب نبی کے ذریعہ قرآن حکیم جیسا فصیح و بلیغ صحیفہ آسمانی قوم کے لئے بھیجنا واقعی ایک عظیم معجزہ ہے۔قرآن کئی اعتبار سے ایک معجزہ ہے۔اس کی فصاحت و بلاغت ایسی ہے کہ اس کے سامنے عرب کے بڑے سے بڑا عالم عاجز ہو کر رہ گیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا قریش کو کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلام محمد (صلی اللہ علیہ

وسلم) کا ہے تو ایسی ہی دس سورتیں بناکر لائیں (ھود)۔سورہ بقرہ میں ایک ہی سورۃ بناکر لانے کی تحدید کی گئی ہے۔ایک ہی سورہ کا چیلنج سورہ یونس اور سورہ طور میں بھی دیا گیا لیکن سارا عرب بلکہ ساری دنیا اس چیلنج کا جواب نہ دے سکی اور قرآن اپنے دعویٰ میں صادق رہا کہ وہ انسان کا نہیں خدا کا کلام ہے۔قرآن فصاحت و بلاغت ہی کے سبب نہیں بلکہ اپنے اسلوب اور انداز بیان اپنے اخبار مغیب اور اپنی زبردست تاثیر اور قلوب انسانی کی تسخیر کے سبب بھی ایک معجزہ ہے۔قرآن مجید اپنے احکام تعلیمات اور ارشادات کے سبب بھی ایک معجزہ ہے۔قرآن کتاب حکمت ہے نور ہے ھدیٰ ہے بینہ ہے مختصر یہ کہ وہ ایسا جامع صحیفۂ آسمانی ہے جس میں سب کچھ ہے اور اسکی جامعیت بھی ایک شاندار معجزہ ہے یوں کہا جائے کہ قرآن مبین بہت سارے معجزوں سے جامع ہو کر ایک عظیم معجزہ بن گیا ہے تو کسی طرح غلط نہیں۔

بیان قران بھی ایک عظیم معجزہ ہے

جیسا قرآن مجید کا نزول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شاندار معجزہ ہے اسی طرح بیان قرآن حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام جس جس مقام پر ہجرت کر کے تشریف لے گئے ہیں وہاں آپ نے بیان قرآن فرمایا ہے۔عصر اور مغرب کے درمیان آپ بیان قرآن فرمایا کرتے تھے اور اس کو سننے اور اس سے فیض یاب ہونے کے لئے اس مقام کی ساری مخلوق امڈ پڑتی تھی ہجوم کی ایسی کثرت ہوتی کہ مجلس سامعین سے بھر جاتی۔لوگ دیواروں پر اور قریب کے درختوں پر چڑھ جاتے اور حضور کا بیان قرآن سنتے تھے۔بیان قرآن کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ حضور کے نزدیک بیٹھنے والے اور بہت دور رہنے والے دونوں قسم کے سامعین کو حضور کی آواز اور تفہیم برابر سنائی دیتی تھی۔

حضور مہدی علیہ السلام کے بیان قرآن کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ کثیر تعداد میں

جمع ہونے والے سامعین میں کسی قسم کی بدنظمی اور اضطراب نہ ہوتا۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی رہتی۔ اہل دل وجد میں آجاتے۔ لوگوں کے دلوں پر وہ اثر ہوتا کہ گھر بار مال ومتاع سب چھوڑ کر اور تارک دنیا ہو کر حضرت کے ساتھ ہجرت کرنے آمادہ ہو جاتے۔ مشہور واقعہ ہے کہ سلطان محمود بیگڑہ آپ علیہ السلام سے شرف ملاقات کا بڑا آرزومند تھا لیکن اس کے امراء نے ترکیب سے حضور سے اسے ملنے نہ دیا کہ کہیں وہ اپنی سلطنت چھوڑ کر تارک نہ ہو جائے۔ ابوالکلام آزاد نے سچ لکھا ہے کہ "عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے انکی دعوت وتذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں آدمی حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور متعدد سلاطین نے ان سے بیعت کی۔"

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بیان قرآن کے موقع پر حضور مہدی علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ایک وہبی نور پیدا ہو جاتا تھا اور آپ کو بیان قرآن سے کوئی طاقت روک نہ سکتی تھی۔ میر ذوالنون والئ فرہ جب بڑے طمطراق کے ساتھ آپ کی مجلس بیان قرآن میں آرہا تھا اور لوگوں میں کچھ بے چینی پیدا ہو رہی تھی تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا میر ذوالنون جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ اس کے بعد وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا اور وہیں بیٹھ گیا۔ یہ تھا معجزہ بیان قرآن کا ایک پہلو۔ میر ذوالنون اصل میں حضورؑ کے دعوی مہدیت کو چیلنج کرنے اور اگر آپ (خاکم بدہن) جھوٹے مدعی ہوں تو قتل کرنے کے ارادہ سے چلا آیا تھا لیکن اللہ رے جلال مہدیؑ کہ ایک ہی جملہ نے اسے حضور کی اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا۔

معجزہ بیان قرآن اصل میں اللہ تعالیٰ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ خاص کے تحت حضور مہدی علیہ السلام کو عطا ہوا تھا۔ قرآن حکیم میں سورہ القیامت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے **ثم ان علینا بیانہ** یعنی پھر اس کے بیان کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ یہ وعدہ حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت سے پورا ہوا یہی وجہ

تھی کہ حضرت علیہ السلام کا بیان قرآن معجزاتی طور پر سامعین پر زبردست اثر کرتا تھا۔ یہاں پر یہ بات بھی بطور خاص یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ماحول کے مطابق امی بنا کر معجزہ قرآن سے سرفراز فرمایا اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کو ان کے ماحول کے مطابق (اس زمانہ میں جونپور زبردست علمائے دین کی موجودگی کے سبب شیراز ہند کہلاتا تھا) اعلیٰ ترین علم دین (ظاہری) سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ لیکن جہاں تک بیان قرآن کا تعلق ہے حضرت مہدی علیہ السلام کو آپ کی ظاہری تعلیم اعلیٰ سے کوئی مطلب ہی نہیں تھا بلکہ حضور وہی بیان فرماتے تھے جو آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "**علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم**" یعنی میں اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ ہر روز تازہ تعلیم پاتا ہوں۔ حضور مہدی علیہ السلام نے بیان قرآن کرتے ہوئے جن احکام کا ذکر فرمایا ہے ان سے سرمو انکار کرنا بھی انسان کی عاقبت خراب کرنے کے لئے کافی ہے چنانچہ حضور نے فرمایا

"ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازیں احکام یک حرف را منکر شود عنداللہ ماخوذ گردد" (شرح عقیدہ)

ترجمہ: بندہ جو حکم بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے معلوم کر کے اور اللہ ہی کے حکم سے بیان کرتا ہے اس لئے جو شخص ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ خدا کے نزدیک گرفتار ہوگا۔

معجزہ بیان قرآن کے سلسلہ میں ایک آخری بات کہہ کر ہم اس حصہ مضمون کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مولف صاحب "المہدی الموعود" لکھتے ہیں "بیان اور وعظ میں بہت فرق ہے وعظ کے معنی ہیں نصیحت وپند اور بیان کے معنی ہیں روشن کرنا چھپی ہوئی بات کو کھلم کھلا کہہ دینا کہ سامع کو پھر کوئی شبہ یا اشکال باقی نہ رہے۔ اصحاب النبی

سے لے کر تا تو یومنا مذاسب علماء وشیوخ واعظ ہیں کوئی مبین نہیں اور یہ منصب بیان مخصوص ہے مہدی موعودؑ کا" آگے لکھتے ہیں "آپ کے بیان قرآن کو تمام و کمال کسی نے قلمبند نہیں کیا کیونکہ بالکل مراد اللہی تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ نظامؓ خلیفہ چہارم فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے بیان کو کوئی شخص ضبط و اخذ نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کی شان ہی نرالی تھی۔ ایک آیت کو بہ چند وجوہ متعدد عبارات میں کچھ ایسی طرز پر بیان فرماتے تھے کہ سامعین اس کے ذوق و وجد میں حیران رہ جاتے تھے لکھنے کا موقع کسی کو ہاتھ نہ آتا تھا۔ ہاں آپ کے بیان سے جو احکام متعلق بہ ولایت اخذ کر لیئے گئے ہیں اور جس کی فرضیت پر کتاب و سنت اور اجماع اصحاب دور ولایت وال ہے حضرت امیر المصدقین سید الشہداء صدیق ولایت سید خوندمیرؓ نے رسالہ ام العقائد میں جمع کئے ہیں"۔

مولف شرح عقیدہ شریفہ نے لکھا ہے

"سیدنا مہدیؑ کے بیان قرآن کے معنوی کمالات کے علاوہ اس کی ظاہری شان یہ تھی کہ (۱) دور اور نزدیک کے بیٹھنے والے یکساں سن سکتے تھے۔ (۲) ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میری زبان میں بیان ہو رہا ہے۔ (۳) یہ بیان قید قلم میں نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ مرزا سلطان حسین بادشاہ خراسان کے فرمان سے ملا علی فیاض شروانی وغیرہ نے جو ثبوت مہدی کی غرض سے آپ کی خدمت میں آئے تھے آپ کا بیان بہ تمامہ و کمالہ لکھ لینا چاہا لیکن آخر ان کو اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت مبین قرآن (یعنی مہدیؑ) کا بیان مطلق ہے جو بعنیہ حیز تحریر میں نہیں آسکتا۔"

اب تک یہ بتایا گیا تھا کہ کس طرح قرآن مجید حضرت رسول اللہؐ کا ایک عظیم معجزہ ہے اور کس طرح بیان قرآن بہ زبان مبین قرآن حضرت مہدی علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ اگر رسولؐ اور مہدیؑ کے معجزات ایک جگہ قلمبند کرنا پڑے تو

ایک کتاب ہی لکھنا ہوگا اس لئے یہاں صرف چند معجزوں کے بارے میں بیان کرتے ہوئے گزرنا پڑے گا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ معراج تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ لمائے حق تعالیٰ پہلے بیت المقدس اور پھر آسمانوں پر لیجایا گیا جہاں آپ نے مختلف پیغمبروں سے ملاقات فرمائی۔ جنت و دوزخ بتلائی گئی پھر سدرۃ المنتہی پر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے کہ اس حد سے آگے وہ نہیں جا سکتے تھے پھر حضور عرش تک تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے پھر زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لایا گیا۔ یہ تمام واقعات اتنے کم وقت میں ہوئے کہ حضور کا بستر گرم تھا اور دروازہ کی زنجیر ہل رہی تھی۔ اس عظیم معجزہ کو مسلمانوں کے مختلف گروہوں نے تک مختلف طریقے سے قبول کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ معراج جسمانی تھی بعض کے پاس صرف روحانی تھی بعض کہتے ہیں کہ حضور نے معراج میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا بعض اس کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں صرف جبرئیل کو دیکھا ہم مہدوی حضور کی جسمانی معراج اور دیدار باری تعالیٰ کے حصول کے قائل ہیں

حضرت مہدی علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ آپکی دنیا میں مقصدی بعثت ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ آپ کا سب سے اہم کام دنیا میں عاشقان حق کو اللہ کے دیدار سے مشرف کروانا ہے۔ پھر حضور فرماتے ہیں ورنہ بعثت مہدی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب کبھی کوئی عاشق صادق حضور مہدی علیہ السلام سے ملتا تو آپ سب سے پہلے اس کو ذکر کی تلقین فرماتے اور وہ ذکر کی لذت سے جذب کی کیفیت میں آجاتا مست و [illegible] ہو جاتا۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خاص قسم کا نور تھا اور آنکھوں میں وہ کیفیت تھی کہ سچا عاشق آپ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف [illegible] بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی نظر مہدیؑ کی [illegible]

ہوئے اور بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کا گوشت پوست استخوان سب کچھ آن واحد میں لاالہ الااللہ ہو گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا کہ آپ کو کوئی شہید نہ کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ایک بار ایک بدوی تلوار لئے ہوئے آپ کے پاس اس وقت آیا جب آپ آرام فرما رہے تھے (دوران سفر) اور آپ کے ساتھ کوئی صحابی نہیں تھے۔ اس نے کہا محمد کہو اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور نے اطمینان سے فرمایا "اللہ" اور اس لفظ کے سنتے ہی اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضرت نے اٹھالی۔ اسی طرح ایک عرب سراقہ ہجرت کے دوران آپ کا پیچھا کرتے ہوئے گھوڑے پر کچھ ہی دور رہ گیا اور چاہتا تھا کہ گھوڑا دوڑا کر قریب آجائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہو گئے لیکن حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یکایک سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اس نے حضور سے درخواست کی کہ اس کے لئے دعا فرمائیں پھر آپ کی دعا سے گھوڑا پورا زمین پر واپس ہو گیا (بعد میں یہی سراقہ مسلمان ہو گئے)

حضرت مہدی علیہ السلام کے واقعات بھی بتلاتے ہیں کہ آپ کو مار ڈالنے کی کوشیش کامیاب نہ ہو سکیں۔ میر ذوالنون کا واقعہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے آپ پر تلوار چلانی چاہی مگر ہاتھ شل ہو گئے۔ اسی طرح جام ننده نے آپ کو دریا میں ڈبو دینے کا منصوبہ بنایا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ حضورؑ کے اس اعلان کے بعد کہ میں مہدی موعود ہوں میری آزمایش کرو اگر سچا پاؤ تو تصدیق کرو اگر جھوٹا ہوں تو مجھے قتل کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچاؤ کسی حاکم نے آپ کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے اس معجزہ کی حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ توجیہہ فرمائی تھی کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم اور خاتم ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شخص حاوی نہیں ہو سکے گا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اوپر کسی کے حاوی نہ ہو سکنے کی اطلاع دی ہے۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ کچھ صحابہ ایک شخص کو پکڑ کر حضور کے پاس لائے اور بتلایا کہ یہ شخص حضورؐ کو مار ڈالنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اگر یہ چاہتا بھی تو مجھے نہ مار سکتا۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق بعض روایات ایسی ہیں کہ ان کو ظاہری معنی میں نہیں سمجھا جاسکتا حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کی اصل توضیح فرمائی اور معجزہ کا بھی ظہور ہوا مثلاً میر ذوالنون کا واقعہ اس سے پہلے گزر چکا ہے انھوں نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے یہ کہا روایت میں آیا ہے مہدی پر تلوار کام نہ کرے گی۔ حضرت مہدی علیہ لسلام نے ان کو تلوار دی اور کہا کہ وہ آزمائیں تین مرتبہ انھوں نے کوشش کی۔ تین مرتبہ ان کے ہاتھ شل ہوئے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا تلوار کا کام کاٹنا ہے پانی کا کام ڈبونا۔ اس روایت کا صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی پر کوئی حاوی نہ ہو سکے گا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت مہدی علیہ السلام وضو فرما رہے تھے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ تعالیٰ نے کہا میرانجی سنا ہے مہدی خشک لکڑی کو ترو تازہ درخت میں تبدیل کر سکیں گے۔ حضرت مہدی موعود نے اپنی مسواک کی لکڑی زمین میں گاڑ دی اور تھوڑی ہی دیر میں اس میں کونپلیں پھوٹنا شروع ہوئیں۔ اس معجزہ کے ظہور کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی نظام آپ نے روایت کا مطلب صحیح نہیں سمجھا اس روایت کا مطلب ہے مہدی دین محمدی میں نئی روح پھونکے گا۔ اور غافل اور مردہ دلوں میں اپنی تعلیم سے نئی جان ڈالے گا۔

یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بے شمار معجزے ہیں جن کا ذکر اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں اس لئے آخر میں ہم

ایک خاص نوعیت کے معجزوں کے مختصر بیان پر اپنا مضمون ختم کرتے ہیں۔یہ خاص نوعیت پیش گوئیوں اور اخبار مغیب کی ہے یعنی آئندہ زمانے میں ہونے والے واقعات کی نشان دہی کر دینا۔اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار اخبار مغیب ہیں جو حضور کی دعوت نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اپنے وصال کے بعد ہونے والے دو نہایت اہم واقعات کا ذکر فرمایا ہے جو حضور کی مہدیت کی قطعی دلیل کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ہم پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے اخبار مغیب کا ذکر کریں گے پھر حضرت مہدی علیہ السلام نے جن پیش گوئیوں کو ایں آیت من است کہہ کر پیش فرمایا ہے ان کا ذکر کریں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے وقت میدان بدر میں مختلف مقامات بتلاکر فرمایا تھا کہ یہاں فلاں فلاں سرداران قریش قتل ہونگے۔یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی حالانکہ مسلمان صرف ۳۱۳ تھے اور کفار تعداد میں بہت زیادہ تھے اور انکے پاس سامان اسلحہ بہت زیادہ تھا۔اسی طرح حضور نے روم وایران کی سلطنتوں کی تباہی اور قیصر و کسریٰ کی شکست کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ان بڑی پیش گوئیوں کے علاوہ حضور نے شخصی پیش گوئیاں بھی فرمائی تھیں جیسے آپ نے اپنے اور بی بی فاطمہ کے وصال کی خبر دی ہے۔چنانچہ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ کے کان میں کوئی بات کہی جس کو سنتے ہی وہ رونے لگیں پھر حضور نے ان کے کان میں ایک اور بات کہی جس کو سن کر وہ ہنسنے لگیں۔بعد میں بی بی فاطمہ نے بتایا کہ پہلی بات حضور نے اپنے وصال سے متعلق کہی تھی اور دوسری یہ کہ بہت جلد بی بی فاطمہ کا وصال ہوگا اور وہ اپنے باپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

سے ملیں گی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امہات المومنین اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں کیونکہ حضور نے فرمایا تھا کہ آپ بیبیوں میں سب سے پہلے وہ بی بی آپ سے ملیں گی جن کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔آخر سب سے پہلے ام المومنین بی بی زینب کا وصال ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہاتھ کے لمبے ہونے کا مطلب یہ تھا کہ وہ بہت خیر خیرات کرتی تھیں۔

مشہور روایت ہے جس کے راوی کئی صحابہ ہیں کہ غزوہ خندق میں حضرت عمار بن یاسرؓ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا افسوس تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔حضرت عمارؓ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں میں حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے شہید ہونے۔حضرت علیؓ کے مشکلوں میں گھیرنے، حضرت حسنؓ کے دو گروہوں میں مصالحت کرانے، غزوہ ہند کے ہونے اور اسی قسم کے بے شمار واقعات کا ذکر ملتا ہے جو سب صحیح ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی صادق ہونے کی صفحہ تاریخ پر مہر ثبت کر دی۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے جو اخبار مغیب دیئے ہیں ان میں یہاں صرف دو کا ذکر کیا جائے گا اور ان دونوں کا ظہور حضور کے مہدی موعود ہونے کا بین ثبوت فراہم کرتا ہے۔پہلا واقعہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد جب میرا جسد قبر میں رکھو گے تو پھر کفن میں میرا جسد نہ پاؤ گے۔اگر اس کے خلاف ہو تو سمجھ لینا کہ بندہ مہدی موعود نہیں تھا۔سیرت کی کئی کتابوں میں درج ہے کہ حضور کی یہ خبر مغیب صحیح ہوئی۔جس وقت حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے جسد مبارک کو قبر میں رکھا تو صرف لفافہ رہ گیا یہ ایک عظیم واقعہ ہے اور جو لوگ اس وقت تک حضرت کی تصدیق سے محروم تھے ان کے لئے مہدیت عظمیٰ کا واضح ثبوت۔

دوسری اہم خبر مغیب جو آپ نے دی وہ ہے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ صدیق ولایت کی فتح اور شہادت کی خبر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت بندگی سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حامل بار امانت ہیں۔ بدلِ ذاتِ مہدی ہیں کیونکہ آپ نے اطلاع دی تھی یہ ولایت محمدی کا بار ہے اس کے اٹھانے والے کا سر جدا ہوگا، تن جدا ہوگا، پوست جدا ہوگا۔ اس روز اگر فولادی ہڈیاں بھی ہونگی تو گھس جائیں گی۔ تمام علائق دشمن ہوجائے گی۔ اس روز اگر تم (حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؓ) تنہا بھی رہو گے اور ساری دنیا تمہارے مقابل ہو تو فتح تمہاری ہوگی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس خبر غیب کی اطلاع دینے کے بعد فرمایا یہ بات بندہ کی مہدیت کی نشانی ہے پھر آپ نے دو تلواریں حضرت سید خوندمیر کی کمر میں باندھ دیں۔

یہ عجیب پیش گوئی جو حضرت مہدی علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے گجرات میں پوری ہوئی۔ مظفر شاہ والی گجرات نے عین الملک کی سرکردگی میں ایک بڑی فوج (سولہ ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیدل) حضرت بندگی میاںؓ سے لڑنے کے لئے روانہ کی بندگی میاں کے پاس صرف سو افراد تھے جن میں چالیس کو دائرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا اور باقی ساٹھ افراد کو ساتھ لے کر آپ میدان تشریف لائے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق اس جنگ میں بہت ہی حیرت میں ڈالدینے والی باتوں کا ظہور ہوا گویا حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ معجزہ کئی معجزوں اور کرامات کا مجموعہ ثابت ہوا۔ آخر پہلے دن یعنی ۱۲ شوال کو عین الملک کی فوج کو حضرت بندگی میاںؓ کے سامنے شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور بندگی میاں نے ڈیڑھ میل تک دشمن کا پیچھا کیا۔

۱۴ شوال کو عین الملک نے پھر بچی کچھی فوج کو جمع کر کے سدراسن میں دوبارہ جنگ کی جس میں حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ اس طرح نہایت راسخ الیقینی کے ساتھ حضرت بندگی میاںؓ جس آرزوئے شہادت کو بیس سال سے زیادہ عرصہ سے اپنے دل میں پال رہے تھے وہ پوری ہوئی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی یہ پیش گوئی معجزہ عظیم بن کر سامنے آئی آج بھی یہ دونوں واقعات یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے جسد کا قبر میں نہ رہنا اور حضرت بندگی میاں کی شہادت عظمیٰ لوگوں کو مہدیت کی تصدیق کی دعوت دے رہے ہیں

غرض اس مضمون میں جس کو اس فقیر نے کچھ اقساط میں مکمل کیا ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی شان دعوت مہدیت احیائے اسلام اتباع تامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق عالیہ اور معجزات کو پیش کیا گیا ہے جن سے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت سید محمد جونپوری کی ذات مبارکہ ہی وہ ذات مہدی موعودؑ ہے جس کی بعثت کی اطلاع قرآن کریم نے اشارات و کنایات میں اور حضرت نبی کریمؐ نے واضح احادیث کے ساتھ دی ہے اور آپ کی تصدیق تمام پر فرض ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شانِ مہدیؑ سمجھ میں آئے گی
بند دل کو ذرا سا وا کرنا
فرض ہجرت میں میرے مہدیؑ کا
ساری دنیا کو راستہ کرنا

مہدیؑ قرآن اور امامت

قرآن میں امامت کا ایک اہم مقام ہے اور صحیح معنی میں اس کا تعین کرنا اور اس کو سمجھنا ضروری ہے لیکن عرف عام میں امام کا لفظ بغیر اس کے مقام کو سمجھے ہوئے استعمال کیا جانے لگا ہے امام کے لفظی معنی تو پیشوا اور راہبر کے ہیں اور انھیں معنی میں جو شخص جماعت کی نماز پڑھاتا ہے اس کو امام اور پیش امام کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔نماز پڑھانے والے امام اس حیثیت سے امام ہیں کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ پیشوائی کرتے ہوئے اللہ کی حضوری میں پیش ہوتے ہیں لیکن یہ صرف نماز پڑھانے والے امام ہوتے ہیں اور ان کو نماز کی حد تک ہی امام تصور کیا جاتا ہے۔نماز کے بعد ہی ان کی پیشوائی ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس فرق کو واضح کرنے کے لئے علامہ اقبال نے کہا تھا:

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا جانیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

نماز پڑھانے والے آئمہ سے ہٹ کر بڑے بڑے عالمان دین اور اہل بیت اطہار کے ایک سلسلہ کے بزرگوں کو بھی امام کہا جاتا ہے اور اہل سنت حضرات کے پاس امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل وغیرہ ہیں۔ان بزرگوں نے قرآن اور احادیث کو سامنے رکھ کر دینی مسائل کی تخریج کی ہے اور اپنا وہ مقام بنایا ہے کہ اہل اسلام ''خصوصا'' اہل سنت انھیں اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔اسی طرح اہل تشیع حضرات کے پاس بارہ امام مشہور ہیں اور وہ ان کو معصومین تصور کرتے اور اپنا پیشوا سمجھتے ہیں یہ بزرگ بھی سب کے لئے قابل تعظیم ضرور ہیں۔

یہ تو ہم کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام کا مرتبہ و مقام دوسرے مسلمانوں کے مقابل زیادہ بلند و اعلیٰ تر ہے۔خلفائے راشدین صحابہ رسول مقبولؐ میں اور خلفائے مہدیؑ صحابہ مہدیؑ رض بلند مرتبت ہیں لیکن کسی نے بھی خلفائے راشدین کے ساتھ امام کا لفظ استعمال نہیں کیا اسی طرح

خلفائے مہدی میں بھی کسی کے ساتھ امام کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دور صحابہ رسول و مہدی میں لفظ امام کے صحیح معنی متعین تھے اور اسی لئے اس خاص لفظ کو بڑے سے بڑے عالم اور اونچے سے اونچا درجہ رکھنے والے صحابی کے لئے بھی استعمال نہیں کیا گیا۔

اس مختصر مضمون میں یہی سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ امام کے لفظ کو کس کے لئے استعمال کیا جانا چاہیئے۔

امام کون ہوتا ہے اسی سلسلے میں ہم کو قرآن شریف کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے۔ سورہ انبیاء کی آیت مبارکہ ہے:

و جعلنا هم ائمه یهدون بامرنا . . . . . الآخره

ترجمہ: اور بنایا ہم نے ان کو امام۔ہدایت کرتے ہیں ہمارے حکم کی بناء پر۔اس آیت شریف میں انبیاء علیہم السلام کے لئے امام کا لفظ استعمال ہوا ہے اور امامت کی شرط یہ بتلائی گئی ہے کہ اللہ کے حکم کی بناء پر ہدایت کی جائے۔تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ ہدایت بحکم باری تعالیٰ ہی ہوتی ہے وہ بغیر اللہ کے حکم کے اپنی طرف سے اپنی خواہش سے دعوت نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام وہ ہے جو اللہ کے حکم پر دعوتِ ہدایت دیتا ہے۔اس لحاظ سے انبیاء اور خلفاء اللہ کے سوا جنکی دعوت، ہدایت اللہ کے حکم کی بناء پر ہے دوسرے لوگوں کو جو کسی نبی رسول خلیفۃ اللہ کی اتباع میں دعوت و ہدایت دیتے ہیں قرآن امام قرار نہیں دیتا چاہے وہ صحابیٔ نبی ہوں یا جید عالم۔

ایک دوسری آیت شریفہ سے بھی لفظ امام کی مزید تشریح ہوتی ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادتوں اور قربانیوں سے خوش ہو کر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

قال انی جاعلک للناس اماما (البقرہ)

ترجمہ: فرمایا میں تم کو لوگوں کا امام (مقتداء) بناؤں گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا قال و من ذریتی (ترجمہ) اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنا) اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ قال لا ینال عهدی الظالمین (ترجمہ) فرمایا میرا عہد (وعدہ) ظالموں کے لئے نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ [illegible]

سے درخواست کی کہ میری اولاد سے بھی امام بنا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے یہ شرط بھی بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیمؑ کے ایسے فرزندوں کو امامت دی جائے گی جو ظالم نہیں ہونگے۔ ظالم وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے گناہ سرزد ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ کا وعدہ امامت کے لئے اولاد ابراہیم میں صرف معصوم لوگوں کے لے ہے عصمت یعنی گناہ کا سرزد نہ ہونا اور معصوم ہونا اس آیت شریفہ کے لحاظ سے ایک لازمی شرط قرار پائی اور صفتِ عصمت سوائے انبیاء اور خلفاء اللہ کے دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔

آیت متذکرہ بالا کے سلسلہ میں قومی روایت بتاتی ہیں کہ حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا وہ امام مسلم جس کے لئے ابراہیمؑ نے دعاء کی وہ انھیں کی اولاد سے ہو تو وہ فقط تیری ذات ہے نہ کہ کوئی اور (رسالۂ ہژدہ آیات بحوالہ مقدمہ سراج الابصار ۹۶۰)

حضرت رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارک امام معصوم ہے۔ آپ سید المرسلین خاتم النبیین ہیں نبی و رسول ہونے کے سبب آپ مسلمانوں کے مقتداء اور امام ہیں۔ آپ کی دعوت ہدایت اللہ تعالیٰ کے حکم کی بناء پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ تابعین تبع تابعین کا دور صالح ہے لیکن ان میں کوئی بھی معصوم نہیں اور اسلئے ان میں کسی کیلئے بھی معانیٔ قرآن کے مطابق امام کا لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا

پھر نویں اور دسویں صدی ہجری میں حضرت مہدی علیہ السلام کا دور عادل ہے حضرت مہدی علیہ اسلام کے متذکرہ بالا فرمان مبارک سے ثابت ہے کہ آپ امام معصوم ہیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا آپ امامت کے لئے عصمت (معصوم ہونے) کی شرط خاص پوری کرتے ہیں تو جواب ''ہاں'' میں ہوگا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث شریفہ المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی (ترجمہ) مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام رسول مقبول ﷺ کی کامل پیروی کرتے ہیں اور چونکہ رسول اللہ معصوم ہیں۔ اس لئے مہدی بھی معصوم ہیں۔ خود حدیث شریف کے الفاظ ولا یخطی بتا رہے ہیں کہ آپ خطاؤں سے پاک ہیں۔ پھر جو رسول ﷺ کی کامل پیروی کرے وہ معصوم کیسے نہیں ہوگا

حضرت مہدی علیہ السلام کی دعوت ہدایت رسول اللہ ﷺ کی دعوت ہدایت کی طرح بحکم خدائے تعالیٰ ہے۔ اور اللہ کے حکم کی بناء پر ہی آپ نے اپنی مہدیت کا تین مقامات پر الگ الگ اوقات میں دعویٰ فرمایا ہے۔ آپ کی دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہونے کا ثبوت خود قرآن پیش فرما رہا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ ہے۔

قل هذا سبیلی ادعو الی الله علیٰ بصیرة انا و من اتبعنی و سبحان الله وما انا من المشرکین (سورہ یوسف) (ترجمہ) کہدو (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف بصیرت پر اور میرا تابع (امام) بھی بلائے گا۔ اللہ پاک ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام کی دعوت نبی علیہ السلام کی طرح اللہ کے حکم سے بصیرۃ پر ہے اور یہ کہ نبیؑ اور مہدیؑ دونوں شرک سے پاک اور معصوم ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام امام معصوم اس لئے بھی ہیں کہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں۔ باطناً نبی کا مقام رکھتے ہیں اور دافع ہلاکت امت ہیں۔ امت کو ہلاکت سے بچانے کی صفت بھی امام کی ایک اہم اور واضح صفت ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام میں پائی جاتی ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے:

فرمایا نبی کریم ﷺ نے کیونکر ہلاک ہوگی وہ امت جس کے اول میں ہوں اور مہدی اسکے وسط میں ہیں اور مسیح اس کے آخر میں ہیں۔ اس حدیث میں مہدی کا ذکر دو نبیوں کے بیچ کیا گیا ہے اور تینوں کو دافع ہلاکت امت قرار دیا گیا ہے اس لئے مہدی بھی ملحق بالانبیاء ہیں اور انھیں کی طرح معصوم اور دافع ہلاکت امت ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی مستخرج ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے صرف تین امام ہیں اول نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ دوم مہدی موعود علیہ السلام اور سوم عیسیٰ مسیح علیہ السلام چنانچہ [illegible] سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اور امامت نبی کریم صلعم کے بعد کے دو کے لئے ممکن ہے اور وہ مہدی اور [illegible] اس لئے کہ امامت اس شخص کے لئے درست ہے جو اپنی امت کی [illegible] کا سبب ہو اور اس کی

اقتداء کی وجہ سے اس کی امت نجات پاسکے'' (بعض الآیات، بحوالہ مقدمہ سراج الابصار)

اب ایک اور دلچسپ سوال سامنے آتا ہے۔ ہم مہدوی اپنی تسبیح میں یوں اقرار کرتے ہیں القران و المهدی امامنا (ترجمہ) قرآن اور مہدی ہمارے امام ہیں تو کیا مہدی کے ساتھ قران کو بھی امام ماننا ضروری ہے۔ اسکا جواب بھی ہاں میں ہے۔ سورۂ البقر کی پہلی آیت پڑھیے

الم ذالک الکتاب لاریب فیهه (ترجمہ) الم یہ کتاب (قرآن) ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ متقین کے لئے ہدایت ہے قرآن کو حکیم، مبین، مبشر، المومنین، مجید کریم وغیرہ فرمایا گیا ہے اور قران میں جو چیزیں بتلائیں گئی ہیں ان کو شفاء، نور، ہدایت، رحمت وغیرہ بتایا گیا ہے۔ قرآن کی صداقت اور عظمت پر قسمیں کھائی گئیں ہیں جیسے یٰسین والقرآن الحکیم۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود اللہ تعالٰی کے پاس اپنی کتاب اور اس میں دی ہوئی ہدایت کی کتنی اہمیت اور عظمت ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنی سابقہ کتابوں توراۃ، زبور اور انجیل کے لئے قرآن پاک میں تعریفی الفاظ کا استعمال فرمائے ہیں مثلاً

(۱) انا انزلنا التورة فیها هدی و نور (سورہ مائدہ)

(۲) و اتینا الا نجیل فیه هدی و نور (المائدہ)

(۳) ومن قبله کتاب موسیٰ اماما و رحمة (ہود)

جب موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہے تو اس لحاظ سے اللہ تعالٰی کی تمام دوسری کتابیں اور صحائف امام و نور ہی ہونگے۔ پہلے کی قوموں نے اللہ کی کتابوں کی حفاظت نہیں کی لیکن قرآن مجید جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالٰی نے لیا تھا آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور قیامت تک رہے گا اور انسانیت کے لئے خزینۂ رحمت و ہدایت ہونے کے سبب وہ ہمارا امام ہے۔

مختلف صحیح احادیث اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد دو اہم چیزیں چھوڑ جانے کا ذکر کیا ہے ایک قرآن اور دوسرے آپ کی عترت یعنی اہل بیت۔ رسول اللہ ﷺ کی عترت میں کامل ترین شخص حضرت مہدی علیہ اسلام ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مسلمانوں کو جن دو چیزوں سے تمسک کرنے کا حکم دیا

گیا ہے وہ ہیں (۱) قرآن اور (۲) اہل بیتؑ اس لئے مہدی علیہ السلام (اہل بیت) سے ہدایت حاصل کرنے کا حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے دو احادیث کو پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ حدیث زید بن ارقم سے مسلم نے روایت کی'' کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے خم نامی قصبہ میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ پس اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و تذکیر فرمائی پھر کہا امابعد اے لوگو میں بھی تمہارے جیسا ایک بشر ہوں قریب ہیکہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور اس کو میں لبیک کہوں۔ میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس سے تمسک کرو پس اس سے تمسک کرنے پر آمادہ کیا اور اس کی ترغیب دلائی پھر فرمایا اور میرے اہل بیت میں اللہ کو تمہیں یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں (دیکھو سراج الابصار صفحہ ۹۵۴)

ترمذی نے جابرؓ سے روایت کی ہے'' کہا کہ میں نے رسول اللہ کو حج میں روز عرفہ آپ کے قصوا نامی ناقہ پر دیکھا لوگوں کو مخاطب فرما رہے تھے میں نے آپ کو یہ کہتے سنا۔ اے لوگوں میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس سے تم اگر تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہونگے، وہ چیز کتاب اللہ ہے اور میری عترت اور اہل بیت ہے۔ (دیکھو سراج الابصار صفحہ ۹۵۴)

صاحب مقدمہ سراج الابصار نے حدیث کو پیش کرنے کے بعد میاں منصور خان برہان پوری کا یہ جملہ لکھا ہے۔ جان اے عزیز کہ رسول علیہ السلام نے اس حدیث میں قرآن اور مہدی کا مرتبہ برابر بتلایا ہے۔

شواہد الولایت کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ تسبیح کی اجازت حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں امین محمد رضی اللہ عنہ کے خواب کی بنا پر دی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ کے خواب کی بناء پر اذاں کی اجازت دی تھی۔

غرض اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح رسول اللہ کے بعد قرآن سے تمسک کرنا فرض ہے اس طرح مہدئی کی ذات کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ اسکا یہ مطلب ہوا کہ مہدی کی

ذات خلافت مطلقہ کی حامل ہے باوجود اس کے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے تابع ہیں بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ ﷺ دین میں دوسرے انبیاء کی اتباع کرنے کے باوجود افضل الانبیاء ہیں۔ خلافت ورسالت مطلقہ کے حامل ہیں۔ مہدی کی امامت اور خلافت کو اسلام میں کسی صحابی یا عالم دین وفقہ کی امامت کے مماثل قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ کسی صحابی یا عالم دین فقہ کی امامت اتباعی ہے مطلق نہیں۔

بلا شک میں تھا ہیچ و گمنام و کمتر
ہوا نعت کہہ کہہ کے برتر محمدؐ

لیلۃ المعراج میں آنا نبیؐ کا عرش پر
اور پھر اللہ کا اللہ اکبر دیکھنا

دیدِ رب اے بے خبر دنیا میں کیوں ممکن نہیں
رحمۃ للعالمینؐ کا روئے انور دیکھنا

نعت مہدیؑ میں تفکر بس یہی اک کام ہے
ہوگئی برتر کی شہرت مہدیٔ موعودؑ سے

مہدی علیہ السلام کی عصمت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ مبارک میں قران مجید میں یہ آیات بیان فرمائی ہیں:

و ما ینطق عن الھویٰ ○ ان ھوالا وحی یوحیٰ ○ (النجم)

ترجمہ: اور وہ (محمدؐ) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہتے۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان کو بھیجی جاتی ہے۔

ان آیات شریفہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ دین سے متعلق جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی خواہش سے نہیں کہتے بلکہ ان کا کلام وحی الٰہی کے تابع ہے۔ وہ اتنا ہی سچ ہے جتنا خود وحی الٰہی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ معلوم ہوا کہ ان آیات میں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عصمت بیان کی گئی ہے۔ عصمت کا مطلب ہے بے گناہی۔ ہر عیب اور گناہ سے پاکی، جس کو عصمت کی صفتِ اعلیٰ حاصل ہو اُسے معصوم کہا جاتا ہے۔

اگرچہ اوپر بیان کی ہوئی آیات مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان ہوئی ہیں لیکن اُن کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام اور خلفاء اللہ پر ہوتا ہے کیونکہ تمام انبیاء اور خلفاء اللہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی طرح دین کی تعلیم و تبلیغ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کی تعلیم وحی الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اسلئے وہ تمام نبی اکرم ﷺ کی طرح صفت عصمت کے حامل ہونے کے سبب معصوم ہیں۔ صفت عصمت اس قدر گرانقدر اور اعلیٰ صفت [illegible] کہ وہ صرف انبیاء اور خلفاء اللہ کے لئے ہی خاص ہے دوسرے لوگ اس سے متصف نہیں۔

حضرت سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام چونکہ خلیفۃ اللہ [illegible] عصمت سے متصف ہو کر حضرت رسول مقبول ﷺ اور دوسرے انبیاء کی طرح معصوم [illegible] حضرت مہدی علیہ السلام کے مامور من اللہ ہونے اور خلیفۃ اللہ ہونے [illegible]

احادیث سے ہوتی ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے موکدہ دعویٰ مہدیت کے وقت قرآن مجید کی اس آیت سے اپنی مہدیت کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔

افمن کان علیٰ بینة من ربه و یتلوه شاهد منه و من قبله کتاب موسیٰ امام و رحمه ط اولئک یومنون به و من یکفر بهٖ من الاحزاب فالنار موعده ؏ فلا تک فی مریة منه انه الحق من ربک والکن اکثر الناس لایومنون. (هود۱۷)

ترجمہ: کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہے اور قرآن اس کی شہادت دیتا ہے اور اس سے قبل موسیٰ کی کتاب بھی جو امام اور رحمت ہے (بنی اسرائیل کے لئے) یہ اُس پر ایمان لاتے ہیں (موافقت کرتے ہیں کیا وہ اور طالب دنیا دونوں برابر ہو جائیں گے)۔ اور جو کوئی فرقوں میں اس کا انکار کرے اس کو دوزخ کا وعدہ ہے۔ اس سلسلے میں کسی شبہ میں مت رہو وہ اللہ کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت شریف میں من (وہ جو) سے مراد مہدیؑ کی ذات ہے۔ پھر آپ نے اس آیت شریفہ کی مزید تشریح فرمائی جس سے ثابت ہوا کہ بعثتِ مہدی من جانب اللہ ہوئی ہے اور مہدی علیہ السلام انبیاء کی طرح مامور من اللہ ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی خبر مغیب دیتے ہوئے حضور رسالت مآب محمد مصطفی ﷺ نے ان کے لئے خلیفۃ اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور یہ الفاظ قرآن شریف کی متذکرہ بالا آیت کے مفہوم کے موافق ہیں کیونکہ مہدی علیہ السلام کی شان میں جو تفصیل آیت متذکرہ بالا میں دی گئی ہے اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مامور من اللہ ہیں اور مامور من اللہ نبی یا اللہ کا خلیفہ ہی ہوتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں یہاں دو احادیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) ابن ماجہ حاکم اور ابو نعیم نے حضرت ثوبانؓ سے یہ روایت کی ہے۔ "ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے خزانے (خلافت) کے لئے تین آدمی جھگڑا کریں گے لیکن ایک بھی اس پر قابض نہ ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ تم کو ایسا قتل کریں گے کہ اب تک کسی قوم نے ایسا قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی آئیں گے۔

جب تم مہدی کو سن پاؤ تو ان کے پاس پہنچو اور بیعت کرو اگرچہ برف پر سے رینگتے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں"۔

حدیث شریف کے واقعات سے فی الوقت ہم بحث نہیں کریں گے (اس سے پہلے کئی موقعوں پر واقعات سے بحث کی جاچکی ہے) فی الوقت ہم صرف یہ بتائیں گے کہ حدیث میں مہدی سے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے خلیفۃ اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد آپ سے بیعت کو لازمی اور فرض قرار دیا ہے۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ابن ابی شیبہ نے اس طرح بیان کی ہے:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مہدی اس حالت میں نکلیں گے کہ ایک فرشتہ اوپر سے ندا کرے گا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں تم ان کا اتباع کرو۔

اب غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ مہدی کے بینہ پر مبعوث ہونے (یعنی مامور من اللہ ہونے) کا ذکر کر رہا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ آپ کا خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اعلان فرما رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ مہدی بھی انبیاء کی طرح معصوم اور صاحب عصمت ہیں اور آپ کی تعلیم و تبلیغ اللہ کے احکام کے تابع ہے اور اس میں آپ کے نفس یا مرضی کو کسی قسم کا دخل نہیں چنانچہ خود فرامینِ مہدی علیہ السلام سے بھی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ہر حکمے که بیان می کنم از خدا و بامرِ خدا بیان می کنم هر که ازیں احکام اك حرف را منکر شود او عندالله ماخوذ گردد۔

(عقیدہ شریفہ)

ترجمہ: (فرمایا آنحضرت مہدی علیہ السلام نے) ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہو وہ اللہ کے پاس ماخوذ ہوگا۔

(۲) نقلیات بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ کی ایک نقل کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی

سوچ کر باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور اللہ پر بہتان لینے والا ہوگا۔ بندہ جو کچھ کہتا ہے کرتا ہے اور پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کی اجازت ہی سے کہتا کرتا اور پڑھتا ہے۔ جو آیت بھی بندہ کو دکھائیں بندہ پڑھتا ہے اور جیسے بیان کی تعلیم (اللہ تعالیٰ) بندہ کو دے بیان کرتا ہے۔ علمت من الله بلا واسطه جدید الیوم (مجھے اللہ کی جانب سے روزانہ بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے) بندہ کا حال ہے۔

اوپر پیش کی گئی دونوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ مہدی علیہ السلام مامور من اللہ ہستی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں خلیفۃ اللہ ہیں ان کا ہر حکم اللہ کے حکم پر مبنی ہے حتیٰ کہ آپ کا بیان قران بھی روزانہ اللہ کی طرف سے دی ہوئی تعلیم کے تابع ہے۔ اگر چہ کہ آپ جونپور کے علماء سے اسد العلماء کا خطاب حاصل کئے ہوئے ہیں لیکن آپ نے بیان قران میں اس ظاہری تعلیم سے کوئی استفادہ نہیں فرمایا بلکہ امر الٰہی سے جو بات معلوم ہوئی اس کو پیش کیا اور جس طرح پیش کرنے کا حکم ہوا ویسے ہی اس کو پیش فرمایا۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام کا عمل حضرت رسول مقبول ﷺ اور دوسرے انبیاء کے جیسا عمل ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہی کہتے اور کرتے ہیں جس کا انھیں اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے جیسا کہ اوپر پیش کی ہوئی آیت شریفہ سے ثابت ہے۔

عصمت مہدی کا عقیدہ صرف مہدویہ ہی کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں۔ یہاں صرف دو تین اقتباسات دے کر ہم اس کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں

(۱) شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کسی امام کی نسبت نہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد وارث ہوگا اور میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔ خاص مہدی کے بارے میں فرمایا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے مہدی اور احکام مہدی کی عصمت کے بارے میں اسی طرح شہادت دی ہے جس طرح کہ خود آنحضرت ﷺ کی عصمت پر دلیل عقلی شاہد ہے۔

(۲) علامہ طحطاوی نے حاشیہ دار المختار میں تحریر فرمایا ہے:

ترجمہ: مہدی مجتہد نہیں ہیں کیونکہ مجتہد کے احکام قیاسی ہوتے ہیں اور مہدی کے لئے قیاس حرام ہے۔ اس لئے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدی سے ہرگز خطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے احکام میں معصوم ہے جس کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے بھی دی ہے اور آنحضرت ﷺ کی شہادت اس امر پر مبنی ہے کہ انبیاء اور خلفاء اللہ کے لئے اجتہاد جائز نہیں۔

(۳) امام عبدالوہاب شعرانی کے ایک اقتباس کا حصہ:

"مہدی علیہ السلام ایسے احکام بیان کریں گے جو شریعت محمد ﷺ کے بالکل مطابق ہونگے اس طرح کہ اگر رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہوں تو مہدی علیہ السلام کے تمام احکام (کی صداقت) کا اقرار کریں گے جیسا کہ اس بات کا اشارہ ذکر مہدی کی حدیث میں بھی پایا جاتا ہے یقفو اثری ولا یخطی (وہ میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا)

(المیزان جلد اول فصل ۲۹)

اوپر کے تینوں اقتباسات توضیحات نقلیات بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ مولفہ حضرت پیر و مرشد ابوسعید سید محمود مرشد میاںؒ سے لئے گئے ہیں۔

اوپر پیش کئے گئے اقتباسات سے یہ واضح ہوگیا کہ اکابر اہل سنت کے پاس مہدی علیہ السلام معصوم عن الخطا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا شریعت میں بے خطا اتباع کرنے والے ہیں عصمت مہدی علیہ السلام نے حضور مہدیؑ کا نہ صرف گروہ انبیاء میں شامل ہونا ثابت کیا ہے بلکہ آپ کو ہم مرتبۂ رسول مقبول ﷺ بھی بتایا ہے چنانچہ مشہور حدیث المهدی منی یقفو اثری و لا یخطی یعنی فرمایا حضور محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ مہدی مجھ سے ہے۔ میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔ ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خلقه، خلقی یعنی اس کے (مہدی کے) اخلاق میرے اخلاق ہونگے۔ ہماری اس بحث کی سند کے طور پر ہم یواقیت سے یہ اقتباس پیش کرتے ہیں۔

آپ (مہدیؑ) اپنے احکام میں معصوم ہیں کیونکہ معصوم کے معنی یہی ہیں کہ خطا نہ کرے گا اور خود رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ آپ خطا نہیں کریں گے پس وہ [illegible]

سے کچھ نہ کہیں گے بلکہ وہی جو آپ کو وحی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے خطا نہ کرنے کی خبر دی ہے اور آپ کو اس حکم میں انبیاء کے ساتھ ملحق کر دیا ہے۔ (بہ حوالہ کحل الجواہر جلد اول)

صفت عصمت نے حضور مہدی علیہ السلام کو امت رسول میں اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں کوئی دوسرا شخص نہیں پہنچ سکتا۔ یہ منفرد مقام ہے صحابہ رسول مقبولؐ جن کا مقام اسلام میں دوسرے تمام مسلمانوں سے بلند ہے اور ان میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تمام صحابہ میں ممتاز ہیں باوجود اپنی اعلیٰ ترین خصوصیات اور صفات کے مقام مہدی تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ آپ معصوم نہیں ہیں دوسرا فرق یہ ہے کہ مہدی خلیفۃ اللہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول ہیں خلیفۃ اللہ کا مقام خلیفۃ الرسول کے مقابلہ میں زیادہ اونچا ہوتا ہے ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے خلیفۃ اللہ نہ ہونے اور خلیفۂ رسول ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسلام کے تمام مفسرین مجتہدین محدثین علماء وغیرہ چونکہ ان کے احکام میں قیاس اور اجتہاد کا دخل ہے اور اس میں ان سے کبھی غلطی بھی ممکن ہے معصوم نہیں ہیں اس لئے ان کے مقابل حضور مہدی علیہ السلام کا مقام بہت اونچا اور بے حد ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں اور وہی کہتے ہیں جس کا اللہ کی طرف سے انکو حکم ہوتا ہے۔

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی (خاتم النبین) کی حیثیت سے مبعوث ہو جانے کے بعد اور قران مجید کی آپ پر مکمل تنزیل کے بعد پھر بعثت مہدی علیہ السلام کی کیا ضرورت تھی۔ ایسا سوال کرنے والوں پر سب سے پہلے ہم بھی ایک سوال کرتے ہیں۔ چونکہ مہدی کے بارے میں احادیث رسول ﷺ اتنی کثرت سے بیان ہوئی ہیں کہ ان کو متواتر احادیث کہا جاتا ہے اور اہل سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ احادیث متواتر سے جو بات معلوم ہوتی ہے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اس لئے حضور مہدی علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں جو لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہیں کیا وہ اسلام اور ایمان کے عقیدہ پر قائم ہیں؟ خیر ہم کسی کے ایمان اور اسلام پر اعتراض نہیں کریں گے بلکہ یہ عرض کریں گے چونکہ بعثت مہدی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس لئے ایک مسلمان کیلئے جو رسول مقبول ﷺ

سے محبت رکھتا ہے بغیر کسی دلیل اور حجت کے بعثت مہدی کو قبول کر لینا ضروری ہے ویسے بعثت مہدی کی ضرورت کے سلسلے میں غور کیجئے تو بہت سے براہین و دلائل مل سکتے ہیں جن میں بعض کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر پورا اترا ہے۔ اسمیں کمی و بیشی کا تصور کرنا انسان کو ایمان اور اسلام کے خانہ سے ہٹا دیتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید سے جو شریعت تازہ حضرت نبی کریم ﷺ پر اتری ہے وہ آخری شریعت ہے اور اس میں قیامت تک کسی تبدیلی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تنزیل کے اعتبار سے مذہب اسلام حضور نبی کریم کے زمانہ ہی میں آخری وحی کے ساتھ مکمل ہو چکا تھا لیکن غور کیجئے جو احکام اور فرائض کا قرآن کریم میں ذکر ہے کیا وہ ایک ہی وقت میں مسلمانوں پر عائد کئے گئے مثلاً کیا صلواۃ، زکواۃ، روزہ، حج وغیرہ ایک ہی وقت میں فرض ہو گئے۔ شراب اور دوسری منشیات کے بارے میں جو احکام آئے کیا ایک ہی وقت میں وہ لاگو کر دیئے گئے۔ نہیں ایسا نہیں کیا گیا بلکہ آہستہ آہستہ وقفہ وقفہ سے ان کا نفاذ ہوتا گیا اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک مصلحت تھی وہ یہ کہ لوگ سب سے پہلے اسلام میں شامل ہو جائیں پھر ایک کے بعد ایک اوامر کے پابند ہوں اور منکرات کو چھوڑ دیں یہ اس لئے کہ فطرت انسانی وقت واحد میں بہت زیادہ بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر سارے فرائض ایک ہی وقت میں لوگوں پر عائد کر دیئے جاتے تو وہ ان کی سختی برداشت نہ کر سکتے اور اسلام میں داخل ہونے والوے لوگوں کے ارتداد کا خوف رہتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس مصلحت شرعی کو ملحوظ رکھا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے جب آپ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کو جو نصیحتیں کیں ان کو طالب ہاشمی (مولف خیر البشر کے چالیس جان نثار) کے الفاظ میں پڑھیئے:

"جب ان کے پاس (یعنی یمن والوں کے پاس) پہنچو تو پہلے ان کو توحید اور رسالت [illegible] کی دعوت دینا۔ جب وہ قبول کر لیں تو کہنا اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں [illegible] جب وہ ان کو تسلیم کر لیں تو انھیں بتانا کہ تم پر زکواۃ بھی واجب [illegible] تمہارے غریبوں کو دی جائے گی۔ جب وہ زکواۃ بھی [illegible]

لے لینا مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے" (طالب ہاشمی خیرالبشر کے چالس جان نثار)

غور کیجئے کہ لوگوں کو اسلام اور ایمان کی تعلیم دینے میں حضور رسول اللہ ﷺ نے کس طرح سہولتوں کا ذکر فرمایا

حدیث جبرئیل سے یہ بات ثابت ہے کہ دین تین چیزوں پر مشتمل ہے اسلام ایمان اور احسان۔ اسی طرح تعلیمات قرآن سے دو اہم علوم حاصل ہوئے ہیں ایک علم ظاہر یا علم شریعت اور دوسرا علم اسرار و رموز یا علم حقیقت، علم شریعت میں اول فرائض اسلام جیسے ایمان باللہ، نماز، زکواۃ، روزہ، حج کی تعلیمات ہیں اور علم حقیقت میں قرب خداوندی و دیدار خداوندی کے حصول کے لئے جو فرائض ہیں ان کا ذکر ہے جیسے ترک دنیا، توکل، صحبت صادقین، عزلت، ذکر دوام، طلب صادق برائے دیدار الٰہی وغیرہ۔ ان کو فرائض ولایت بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قربت پیدا کرتے ہیں (ولی کے معنی دوست کے ہیں) علوم شریعت علوم حقیقت کے مقابل نسبتہً آسان ہیں۔ قرآنی علوم کی یہ تقسیم اور حقیقت اسرار و رموز کی تعلیم کا زیادہ مشکل ہونا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول کی ایک روایت سے ثابت ہے۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ سے علوم کے دو ظروف (برتن) حاصل ہوئے ہیں۔ ایک کا تو میں اظہار کر دیا دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلہ کاٹ دیا جائے گا۔

اکابر اہل سنت نے بتایا کہ دوسرا ظرف علم علوم اسرار و رموز پر مشتمل تھا جس کا بیان کرنا حضرت ابوہریرہ نے مناسب نہ سمجھا کیونکہ لوگ اس کو سمجھنے کی صلاحیت سے عاری تھے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور ایمان کی تعلیم دی اللہ کی وحدانیت کا اقرار کروایا۔ دلوں میں ایمان کا بیج بویا اللہ کی خوشنودی رسول ﷺ کی محبت اسلام کی فتح مندی کے لئے لوگوں میں جذبۂ جہاد و شوق شہادت پیدا فرمایا۔ آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں لوگ بیعت کر کے مسلمان ہوئے اور ایک عظیم اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔ ان مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو سابقون الاولون میں شامل تھے کہ اللہ و رسول کی محبت میں سرشار اور حضور ﷺ کی ہر ہر ہدایت

ماننے کو تیار تھے اور ایسے بھی تھے جو صرف کلمہ پڑھ کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کو اپنے سے بہت قریب دیکھا اور اللہ کی محبت کی طرف مائل ملاحظہ کیا ان کو اسرار و رموز کی تعلیم بھی دی تا کہ وہ مدارج ایمان میں ترقی کرتے رہیں لیکن عام مسلمانوں پر فرائض شریعت کی تکمیل ہی کو لازمی گردانا اور انکو حقیقت کے رموز کی عام تام تعلیم علیٰ سبیل الدعوت نہیں دی بلکہ ایسی تعلیم کی دعوت کا انحصار اپنی آل میں ایک ایسی ہستی (مہدیؑ) پر رکھا جن کا نام رسول اللہ ﷺ کا نام ہوگا جن کے والد کا نام رسول اللہ کے والد کا نام ہوگا اور جو خلیفۃ اللہ ہوگا اور معصوم ہوگا۔ اس لئے کہ وہ احکام جو رموز و اسرار سے تعلق رکھتے ہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں بوقت تنزیل کیا گیا ہے ایک معصوم خلیفۂ خدا ہی کے فرائض کی حیثیت سے علیٰ سبیل الدعوت تمام مسلمانوں پر نافذ کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ علیٰ سبیل الدعوت کسی چیز کے پیش کرنے کا اختیار صرف نبی یا خلیفۃ اللہ ہی کو حاصل ہوتا ہے دیگر افراد کو نہیں ہوتا کیونکہ وہ معصوم نہیں ہیں۔

گزشتہ پیراگراف میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صرف مہدویوں کا ہی عقیدہ نہیں ہے بلکہ اکابر اہل سنت کی تحریروں سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے اس کی مثال حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کی تحریر ہے جو انھوں نے شرح فصوص الحکم میں دی ہے۔ کہتے ہیں: ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ خاتم ولایتؑ کی طرح حقائق و اسرار کے اظہار پر مامور نہیں تھے بلکہ آپ کو مقام تشریع میں اسرار ولایت کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔" (بحوالہ بعثت مہدی مؤلفہ حضرت نجم الدینؒ)

علامہ سید نجم الدینؒ اسی کتاب میں اس کے بعد ہی حضور مہدی علیہ السلام کا فرمان مبارک نقل کرتے ہیں۔

"حضور مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات [illegible] تھی لیکن رسول اللہ ﷺ احکام ولایت کے بیان پر مامور نہیں تھے۔ [illegible]" (نقلیات مہدی) اور کچھ سطور کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ فرمان مبارک بھی [illegible]
تعالیٰ که مارا فرستاده است مخصوص [illegible]

احکام و بیان که تعلق به ولایت محمدی دارد بواسطهٔ مہدی ظاہر شود".

یعنی حق تعالیٰ نے ہم (مہدی) کو جو کھڑا (مبعوث) کیا ہے خاص طور پر اس لئے کہ جو احکام و بیان کہ ولایت محمدی سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہوں۔

حضور مہدی علیہ السلام نے باعصمت خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اپنے زمانہ میں اسلام کی اصل حالت قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے سلسلہ میں جو اہم کارہائے دینی انجام دیئے اس کا احاطہ اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں۔ پھر بھی مختصر طور پر ان کی طرف کچھ اشارات پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کے وصال کو ساڑھے آٹھ یا نو صدیاں گزر چکی تھیں۔ لوگوں نے اصل اسلام کو بھلا دیا تھا۔ تعلیم رسول اللہ ﷺ پر صحیح طریقہ سے عمل نہیں ہو رہا تھا۔ دنیاداری، دولت کی ہوس، ریاکاری اور دوسری خرابیاں عام ہو چکی تھیں۔ اگر اسلام کا کہیں کچھ نشان باقی رہ گیا تھا تو وہ مجذوبوں تک تھا۔ باقی سارا عالم اسلام مذہب سے بے بہرہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضور مہدی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے:

ترجمہ۔ فرمایا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے (ایسے وقت) دنیا میں بھیجا اور ایسے وقت بندہ کی مہدیت کا اعلان کیا (جب) کہ دنیا کے وہ تمام لوگ خود دین اسلام کے اتباع کے دعویدار ہیں رسم و عادات و بدعت میں مشغول ہو چکے ہیں اور دین اسلام کی حقیقت اور اس کا اصل مقصود ان میں باقی نہیں رہا ہے مگر ہے تو صرف مجذوبوں میں ہے۔" (نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

ایسے وقت میں حضور مہدی علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے احیائے مذہب اسلام کا کام اپنے ذمہ کیا۔ رسم و عادات و بدعت کا قلع قمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے دین اسلام کو پھر قائم فرمایا۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے اسرار و رموز قرآن کے اظہار کیلئے بیان قرآن فرمایا اور اپنے بیان میں اللہ کی مراد بیان فرمائی۔ یہ بیان قرآن بعینہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم و تعلیمات پر منحصر تھا اور اس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کئے ہوئے باعصمت خلیفۃ اللہ کے

ذریعہ فرما کر قرآن ہی میں کئے ہوئے اپنے وعدہ کی تکمیل فرمائی۔ چنانچہ سورہ القیامہ میں اللہ جل شانہ کا ارشاد مبارک ہے "ثم ان علینا بیانہ یعنی پھر اسکا (قرآن کا) بیان ہمارے اوپر ہے۔

حضور مہدی علیہ السلام نے اپنے بیان قرآن کے سلسلہ میں دو اہم فرامین ہمیں عنایت فرمائے ہیں جن سے اس بیان کی اہمیت اور مراد خداوندی ہونا صاف واضح ہے:

(۱) علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم۔

مجھے اللہ کی جانب سے بلاواسطہ ہر روز تعلیم ہوتی ہے۔ (نقلیات)

(۲) ترجمہ: "اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچ کر باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اللہ پر بہتان لینے والا ہوگا۔ بندہ جو کچھ کہتا کرتا اور پڑھتا ہے خدا کے حکم اور اس کی اجازت ہی سے کہتا کرتا اور پڑھتا ہے۔ جو آیت بھی بندہ کو دکھائیں بندہ پڑھتا ہے اور جیسے بیان کی تعلیم (اللہ تعالیٰ) بندہ کو دے بیان کرتا ہے۔" (نقلیات)

اب غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ زبان اور آواز تو حضور مہدی علیہ السلام کے ہیں اور تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ بیان قرآن حضور مہدی علیہ السلام کا ایسا شاندار معجزہ ہے جیسا خود تنزیل قرآن حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا معظم بالشان معجزہ ہے۔

مہدی علیہ السلام کے بیان قرآن کا مقابلہ کسی عالم یا مجتہد و مفسر کی تفسیر سے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ موخر الذکر حضرات جو کچھ بیان کرتے ہیں اپنے قیاس اور عقل سے کہتے ہیں اور مہدی علیہ السلام کا بیان وہی ہے جو اللہ نے آیات میں معانی چھپا رکھے ہیں۔ چنانچہ حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

"ہر حکمے و بیانے که در تفسیر و جز آں مخالفِ بیان ایں بندہ باشد آں صحیح نیست و ہر اعمال و بیان که ازیں بندہ است از تعلیم خدا است و از اتباع محمد علیه السلام است" (عقیدہ شریفہ)

ترجمہ:۔ جو حکم و بیان کہ تفاسیر اور ان کے ماسوا میں اس بندہ کے بیان کے مخالف پایا جائے وہ صحیح نہیں ہے اور جو اعمال و بیان کہ اس بندہ کا ہے خدا کی تعلیم سے اور اور مصطفیٰ ﷺ کے

اتباع سے ہے"۔

اس حصہ مضمون کو طول دینے سے بچانے کے لئے اتنا کہہ دینا فی الوقت کافی ہوگا کہ حضور مہدی علیہ السلام کے اس مراد اللٰہی بیان قرآن کو سن کر ہی ہزاروں لوگوں نے تصدیق مہدیت کا شرف حاصل کیا۔

حضور مہدی علیہ السلام نے قرآن کے اسرار و رموز سمجھاتے ہوئے جو تعلیمات مسلمانوں کو دیں ان کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا قرب و دیدار تھا چنانچہ حضورؑ کا فرمان مبارک ہے:

مارا برائے دیدن یار آفریدہ اند۔ ورنہ بہ چہ کار آفریدہ اند"۔

یعنی ہم کو دیدار یار (اللہ تعالیٰ) کے لئے ہی مبعوث کیا گیا ہے۔ ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت تھی۔

دیدار خدا کے حصول کی تیاری کے لئے آپ نے قرآن کی آیات کے ذریعہ جن احکام کو بہ حکم خدا پیش فرمایا انکو فرائض ولایت کہتے ہیں۔ ان کو فرائض ولایت کہنے کا سبب یہ ہے کہ یہ ایسے احکام ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طلب دل میں پیدا کی جاسکتی ہے۔ اور اگر اللہ کا فضل شامل حال رہے تو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ فرائض ولایت پر عمل آوری اتنی آسان بھی نہیں۔ اس لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے بہ حکم خدا ان کو عام تام بیان نہیں فرمایا بلکہ صرف چند مخصوص صحابہ تک محدود رکھا جو ان پر عمل پیرا ہو کر قرب خداوندی حاصل کر سکتے تھے۔ اب چونکہ اسلام کی تبلیغ پر کافی عرصہ گزر چکا تھا اور ان احکام کے عام تام بیان کرنے کا وقت آ گیا تھا اس لئے حضور مہدی علیہ السلام نے ان کی تفہیم فرمائی اور یہ احکام تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیئے گئے۔ ان احکام و فرائض کی ایک خلیفۂ باعصمت کے ذریعہ عام تام تعلیم اور تفہیم سے تمام قرآن کی تعلیمات بھی معنوی حیثیت سے مسلمانوں کو بتادی گئی اس طرح تنزیل اور معنی کے اعتبار سے قرآن انسانوں پر پیش کر دیا گیا۔ اسکی طرف حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے: "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ

سے پوچھا کہ کیا مہدی ہماری اولاد سے ہونگے یا غیر کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہماری اولاد سے ہونگے۔ جیسے دین کا آغاز (شریعت محمدی) ہم سے ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ دین کو ان پر ختم کرے گا۔"

احکام و فرائض جو حضور مہدی علیہ السلام کے بیان قرآن سے ثابت ہیں وہ یہ ہیں۔ ترک دنیا، ہجرت از وطن صحبت صادقین عزلت از خلق، ذکر کثیر، توکل، طلب دیدار خدا۔ یہ فرائض ایک دوسرے سے بے حد مربوط ہیں ان سب پر عمل کرنے کا نتیجہ قرب خداوندی پر منتج ہوتا ہے اور اگر اللہ کا فضل شامل حال رہے تو ایسے باعمل انسان کو دیدار بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے دیدار کے سلسلہ میں یوں ارشاد فرمایا۔ بینائی خدا میں بندہ رسول اللہ کے قدم بہ قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ نے خدا کو چشم دل و چشم سر کے سوا بال بال سے دیکھا اسیطرح بندے نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی متابعت تام کے صدقے سے چشم دل سے چشم سر سے اور چشم سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا۔" (انصاف نامہ)

آپ نے فرمایا کہ "ہر مرد اور ہر عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے اور جب تک کہ چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مومن نہیں ہے لیکن طالب صادق جس نے

(۱) اپنے دل کی توجہ غیر اللہ سے ہٹالی ہو۔

(۲) اپنے دل کی لو خدا سے لگالی ہو۔

(۳) رات دن خدا کے دھیان میں لگا رہتا ہو۔

(۴) دنیا سے الگ ہو گیا ہو۔

(۵) خلق سے علحدگی رکھتا ہو۔

(۶) اور اپنے سے نکل آنے کی کوشش کرتا ہو۔" (شرح عقیدہ)

تفصیل میں گئے بغیر میں یہ عرض کروں کہ قرب خداوندی اور حصول دیدار کے لئے یہ احکام و فرائض قرآن ہی سے بحکم خدا پیش کئے گئے۔ نہ حضور مہدی علیہ السلام کوئی نئی شریعت لائے اور نہ شریعت محمدی میں کسی قسم کا نسخ کیا۔ یہ تھی حضور مہدی علیہ السلام کی [illegible]

باعصمت خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے جس پر قوم مہدویہ کے سب ہی افراد متفق ہیں۔

اس خلیفۃ اللّٰہی شان کی پیش گوئی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے کہ اس حدیث میں دو اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ حضور مہدی علیہ السلام کو دافع ہلاکت امت محمدیہ قرار دیا ہے۔ حدیث یہ ہے:

" کیسے ہلاک ہوگی وہ امت جس کے پہلے میں (حضور نبی کریم ﷺ) ہوں آخر میں عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی ہیں۔"

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام دسویں صدی ہجری میں تشریف لائے امت محمدی کو جو ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکی تھی اپنی تعلیمات سے ہلاکت سے بچایا اور اس کی گواہی دینے کے لئے ہم ابھی موجود ہیں۔

مذہب مہدویہ کے ماننے والوں کی تعداد اسلام کے بعض دوسرے فرقوں کی تعداد کے مقابل کم ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نبی یا خلیفۃ اللہ کی کامیابی کا معیار یہ ہے کہ ان کے ماننے والے زیادہ ہوں۔ یہ ایک جاہلانہ اصول ہے اور تاریخ انبیاء سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ نبی یا خلیفۃ اللہ کو ماننے والوں کی تعداد انکو نہ ماننے والوں سے کم ہی رہی ہے۔ خود نبی کریم ﷺ جب کفار کی بے دینی سے رنجیدہ ہو جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے کہ تمہارا کام صرف پہنچا دینا ہے۔ ماننے نہ ماننے کا معاملہ توفیق پر ہے اور وہ خدا کے اختیار میں ہے۔ آج مسلمانوں کی تعداد دنیا کے جملہ انسانوں بلکہ صرف عیسائیوں کے مقابلے میں اقلیت میں ہے۔ مگر اس سے اسلام کی تعلیمات اور حقانیت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اسی طرح مذہب مہدویہ کی سچی تعلیمات پر نسبتۃً کم عداد کے سبب کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا حضور مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات نے ایک ایسا معاشرہ پیدا فرمایا جو اس آیت شریفہ کے حکم کی تفسیر تھا: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ.

ترجمہ:۔ تم خیر امت ہو انسانوں کے لئے نیکی کا حکم دیتے ہو۔ برائیوں سے روکتے ہو

اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

لوگ کسی کو زیادہ عابد و زاہد دیکھتے تو سمجھتے کہ یہ مہدوی ہے حضور مہدی علیہ السلام اور آپ کے بعد دور صحابہ میں مہدوی معاشرہ کی جو کیفیت تھی اس کو غیر مہدوی تذکرہ نویس اور مصنفین نے بڑی تعریف سے یاد کیا ہے۔

حضور مہدی علیہ السلام اور آپکے قائم کئے ہوئے معاشرہ پر بعض غیر مہدوی مصنفین کے خیالات پیش کر کے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:۔ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے۔

(۲) پروفیسر سید ابوظفر ندوی:۔ حضرت سید محمد جونپوری کے سوانح اور تعلیمات کے مطالعہ سے مجھ پر جو اثر ہوا اس سے میں نے رائے قائم کی کہ وہ اپنے وقت کے بہترین انسان قابل ترین عالم اور عامل ترین صوفی تھے۔ جن کی ساری زندگی تفصیل احکام الٰہی اور اتباع رسول اللہ میں صرف ہوئی

(تاریخ اولیائے گجرات)

(۳) اکبر شاہ خاں نجیب آبادی:۔ آخر اس زمانہ کے طوفان جہالت اور شرک و بدعت کی ظلمت و ضلالت کو دیکھ کر حضرت سید محمد صاحب جو مہدی جونپوری کے نام سے مشہور ہیں محض کتاب و سنت کی اشاعت پر کمر بستہ ہوئے۔ اس بات کی شہادتیں ان کے مخالفین سے بالتصریح منقول ہیں کہ وہ خود بھی قرآن و حدیث کے بے حد پابند اور ان کی جماعت کے تمام آدمی کتاب و سنت کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف متوجہ نہ تھے۔ انھوں نے جونپور سے لے کر سندھ گجرات اور دکن تک کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت کا کام کیا اور بڑے بڑے سرداروں فرمانرواؤں اور سپہ سالاروں کو بھی کتاب و سنت کا پابند بنایا۔ (قول الحق)۔

(۴) ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی:۔ مہدویت کی تاریخ میں ایک نیا باب سید محمد کے ظہور سے شروع ہوتا ہے اس سے قبل بہت سے دعویداران مہدیت کسی نہ کسی سیاسی یا اقتصادی تحریک سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت سید محمد جونپوری ہی کی وہ واحد مثالی شخصیت ہے [illegible] انھوں نے اپنے آپ کو تطہیر دین و تجدید احیائے اسلام کیلئے وقف کر دیا تھا۔ [illegible]

(۵) ملاعبدالقادر بدایونی:۔ (i) میر سید محمد جونپوری قدس اللہ سیرہؒ جو عظیم اولیائے کبار سے ہیں ان سے مہدیت کا دعوٰی ظاہر ہوا تھا۔ (منتخب لتوارخ)

(ii) میر سید محمد جونپوری کی ولایت انکی جلالت بزرگی اور کمال میں کلام نہیں ہے۔ یہ شخص اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے (فن تصوف قلمی نسخہ)

(یہ تمام اقتباسات ''اعلائے حق'' مرتبہ حضرت حکیم سید شاہ محمود نظامی سے لئے گئے ہیں۔)

(٦) ابوالکلام آزاد:۔ عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے ان کی (مہدیؑ کی) دعوت اور تذکیر میں ایسی طاقت بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں آدمی حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور متعدد سلاطین وقت نے ان سے بیعت کی۔ ان لوگوں کے طور طریق کچھ عجیب عاشقانہ اور والہانہ تھے اور ایسے تھے کہ صحابۂ کرام کے خصائص کی یاد تازہ کرتے تھے۔ عشق الٰہی کی ایک جاں سپار جماعت تھی جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن اور زمین کی فانی الفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کر دیا تھا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بن گئے تھے۔ امیر و فقیر ادنٰی اور اعلٰی سب ایک حال اور ایک رنگ میں رہتے اور بجز خلق خدا کی خدمت اور احکام شرع کے اجرا اور قیام کے کسی کام سے واسطہ نہ رکھتے تھے۔

(تذکرہ۔ ابوالکلام آزاد)

و الحمد للہ رب العالمین .

ان کی الفت ان کی چاہت ہی ہے اپنی زندگی
مہدیؑ موعودؑ پر قربان میری جان ہے
مثلِ پیغمبر خلیفہ آپ ہیں اللہ کے
ابنِ ماجہ میں حدیثِ حضرت ثوبانؓ ہے

ولایت (مقیدہٗ) محمدیہ

ایک طالبِ علمانہ نقطہ نظر

اللہ تعالٰی نے انسانوں کی رہبری کے لئے ہزاروں نبی دنیا میں مبعوث فرمائے۔ نبی کا کام ہے کہ اللہ کا پیام اپنی قوم تک پہنچائے۔ حضرت رسول مقبول محمد مصطفٰی ﷺ سے پہلے جو نبی دنیا میں آئے وہ دنیا کے کسی ایک خطے یا کسی ایک قوم کے لئے تھے۔ لیکن حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کو اللہ تعالٰی نے یہ اعزاز بخشا کہ وہ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے نبی بنائے گئے۔ نبی کی دو حیثیتیں ہیں ایک ولایت اور دوسرے نبوت۔ نبی کی اللہ سے قربت اور تعلق کو ولایت کہتے ہیں۔ نبی اللہ کے دوست اور اللہ ان کا دوست ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل دو قرآنی آیات سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے:

(۱) اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمات الی النور (البقرہ۲۵۷)

(ترجمہ) اللہ ان لوگوں کا ساتھی (دوست) ہے جو ایمان لائے۔ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر نور اسلام کی طرف لاتا ہے۔

(۲) الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس٦٢)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ناک واقعہ پڑنے والا ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر مغموم ہوتے ہیں (دونوں ترجمے جناب اشرف علی تھانوی کے ہیں)

ان آیاتوں سے یہ واضح ہوا کہ ولی، اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ یہ تو ہوئی ولایت کی تشریح۔ اب غور کیجئے نبوت کیا ہے نبوت نبی کی وہ ذمہ داری ہے جس کو وہ اللہ کے احکام مخلوق تک پہنچاتے ہوئے پوری کرتا ہے۔ نبوت کے یہ احکام نبی کو اللہ کی طرف سے دو طرح حاصل ہوتے ہیں۔ ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اور دوسرے راست اللہ تعالٰی سے کیونکہ نبی کو ولایت (قربت خداوندی) حاصل ہے۔ ہر نبی پہلے ولی ہوتا ہے۔ ولایت کے بغیر نبوت نہیں ملتی

عام طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے اس کی اساس یہی ہے کہ ولایت نبی اور اللہ کا رابطہ ہے اور نبوت نبی اور مخلوق کا۔ انبیاء علیہم السلام کا مقام اولیاء اللہ کے مقام سے بڑا ہوتا ہے۔ سوائے حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صاحب بینہ قرار دیا ہے۔ (سورۂ ہود) اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خلیفۃ اللہ کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے (حدیث ثوبان اور حدیث ابن عمر) اور آپ صفت نبوت و رسالت سے متصف ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ مقام دوسرے تمام اولیاء اللہ سے بڑھ کر ہونے کی یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ جہاں ہر نبی نبوت اور ولایت سے متصف ہے وہاں ولی کو صرف ولایت حاصل ہے اور اس کو نبوت میں کوئی دخل نہیں سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو خلیفۃ اللہ ہیں۔

انبیاء علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض .

ترجمہ: حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے تمام نبیوں میں حضور نبی کریم ﷺ کو افضل الانبیاء خاتم النبیین رحمۃ للعالمین بنایا آپ کو سراج منیر فرمایا آپ کے اخلاق کی تعریف فرمائی۔ اس طرح آپ کی ولایت تمام نبیوں کی ولایت سے بڑھ کر ہے آپ کو اللہ تعالیٰ سے جو قربت حاصل ہے وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا کر اپنے دیدار خاص سے مشرف فرمایا۔

حضرت رسول مقبول ﷺ کی ذات عالیہ لا الا اللہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بینہ ہونے کی نہ صرف خبر دی بلکہ دوسروں پر اس کے اظہار کا بھی حکم دیا:۔

قل انی علیٰ بینتہ من ربی (الانعام)

ترجمہ: کہدو (اے محمد) میں اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ پر ایسی عنایتیں فرمائیں اور آپ کو ولایت کا اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا اور آپ کو خاتم النبیین بنایا۔

امت رسول میں ولایت کے اعزازات جاری رہے تمام اولیاء اللہ رسول اللہ ﷺ کے

فیض سے اور مشکواۃ مہدی موعود علیہ السلام سے ولایت کے مختلف مدارج حاصل کرتے رہے جو ولی اللہ سے زیادہ قربت حاصل کرتے رہے۔ وہ اتنے ہی بڑے ولی ہوئے لیکن کسی ولی کو رسول اللہ ﷺ کی ولایت خاصہ کا مقام حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ قرآن کی آیات اور احادیث رسول مقبول ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ولایت خاصہ کا مقام صرف ایک ہی ہستی کو حاصل ہو سکتا تھا اور حاصل ہوا اور یہ عظیم المرتبت ہستی حضرت امامنا سید محمد جونپوری مہدی علیہ الصلواۃ والسلام کی تھی۔ اس لئے مہدی علیہ السلام کی ولایت کو (خاص ہونے کے سبب) ولایت (مقیدۂ) محمدیہ کہا جاتا ہے جب کہ دوسری تمام ولایتیں ولایت عامہ اور ولایت مطلقہ میں شمار ہوتی ہیں۔

ہماری بات کو زیادہ واضح کرنے کے سلسلہ میں ہمیں ولایت مقیدۂ محمدیہ کی چند خصوصیات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور قرآن حکیم میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ لیکن قرآن کی بعض آیات سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی ایک ہستی اللہ کے بینہ پر مبعوث ہونے والی ہے۔ چنانچہ سورۂ ہود (آیت ۱۷) میں ذکر کیا گیا ہے افمن کان علیٰ بینتہ من ربہ شاھد منہ و من قبلہ کتاب موسیٰ امام و رحمتہ ط الیٰ آخرہ .

یعنی "کیا جو شخص اپنے پروردگار کی راہ روشن (یعنی ولایت محمدی) پر ہو اور اس کی نسبت اس (خدا) کی طرف سے گواہی دینے والا قرآن گواہی دیتا ہو اور نزول قران سے پہلے کتاب موسیٰ نے بھی جو امام و رحمت ہے گواہی دی ہے......"

غور کیجئے اللہ تعالیٰ حضرت رسول ﷺ کو بھی بینہ پر ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں (اس مضمون میں پہلے ذکر کیا گیا ہے) اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بھی بینہ پر ہونے کا اس آیت میں ذکر فرما رہے ہیں اور اپنے کلام پاک قرآن اور تورات کو اس کے گواہ بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے بعد سوائے مہدی علیہ السلام کے اور کسی کے لئے [illegible] استعمال نہیں فرمایا۔

(۲) اب اس آیت شریف پر غور کیجئے:

قل هٰذه سبيلى ادعو الى الله علىٰ بصيرة انا و من اتبعنى (یوسف)

ترجمہ: کہو یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرۃ پر اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ کہدو یہ میرا راستہ ہے بصیرۃ الی اللہ کا اور میں اور میرا تابع (تام) اس پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔

اس عظیم دعوت میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے تابع دونوں شامل ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہؐ کا تابع کون ہے عام متبعین صحابہ علماء، اولیا وغیرہ دعوۃ پر بلا سکتے ہیں لیکن یہ صرف عام اتباع رسول کے تحت ہے۔ ان کو خدا کا حکم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بصیرۃ کی دعوت دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو اور ان کے تابع خاص یعنی حضرت مہدی علیہ السلام ہی کو اپنی طرف سے مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے کہ مہدی عام تابع نہیں بلکہ تابع تام ہیں۔ رسول اللہ کی پوری پوری تبعیت کا مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اس کا انتظام فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور مہدی علیہ السلام کی دعوت ایک ہی معیار کی ہے۔ یہ معیار دوسرے تابعین قائم نہیں رکھ سکتے۔ دوسرے معنی میں رسول و مہدی کا مقام ولایت ایک ہے جس پر دوسرے نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لے صرف مہدی علیہ السلام کو مقام ولایت (مقیدہ) محمدیہ حاصل ہے دوسروں کو نہیں۔

دوسری بہت ساری آیات سے مہدیؑ علیہ السلام کے ولایت (مقیدہ) محمدیہ پر فائز ہونے کی بات ثابت کی جاسکتی ہے لیکن طوالت کے خوف سے ان دو آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہم کو کئی احادیث شریفہ ملتی ہیں جن کے ذریعہ حضرت مہدیؑ کی اہمیت، ضرورت، بعثت برائے احیائے شریعت اور ولایت محمدی کی تعلیم کے اشارے ملتے ہیں۔ ایسی واضح احادیث جو کسی کی ضرورت سے متعلق ہوں کسی دوسری ہستی کے بارے میں نہیں۔ ان میں بہت ساری احادیث اعلیٰ معیار کی اور اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کی تعداد کے لحاظ سے اتنی زیادہ ہیں کہ محدثین نے انکو متواتر احادیث فرمایا ہے جس کا انکار اہل سنت کے پاس کفر ہے۔ ان احادیث

میں بتایا گیا ہے کہ مہدی کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام ہوگا۔ ان کے باپ کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ کے باپ کا نام ہوگا۔ وہ اولاد فاطمہ سے اور عترت و اہل بیت رسول ﷺ سے ہونگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے جیسا دافع ہلاکت امت محمدیہ ہونگے وہ اس دین کی تکمیل کریں گے جس کو رسول اللہ ﷺ نے شروع فرمایا تھا۔ وہ اللہ کے خلیفے ہونگے اور انکی بیعت فرض ہوگی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح معصوم عن الخطاء ہونگے۔ ان کثیر احادیث میں یہاں صرف بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) مہدی علیہ السلام سے متعلق زرین نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے ابتداء میں میں ہوں مہدی میرے اہل بیت سے وسط میں ہیں اور عیسیٰ ابن مریم آخر میں ہیں۔

اس حدیث کی صحت اتنی قوی ہے کہ اُسے سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) کہا گیا ہے صاحب مقدمۂ سراج الابصار نے لکھا ہے کہ یہی حدیث عقد الدرر میں سنن نسائی کے حوالے سے درج ہے اس حدیث سے ثابت ہے کہ مہدی امت محمدیہ کو وسطی زمانہ میں ہلاکت سے بچائیں گے اس طرح آپ کے دافع ہلاکت امت محمدیہ ہونے کی تصدیق ہوئی۔ یہ شرف رسول اللہ ﷺ کے علاوہ امت رسول میں کسی اور کو حاصل نہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ مہدی کا ذکر اس میں دو اہم انبیائے مرسل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس سے مقام عالی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ نبی ہونے کا دعویٰ نہ کرتے ہوئے بھی اولو العزم انبیاء کے مقام کے حامل ہیں۔ تیسری اہم بات یہ ثابت ہوئی کہ مہدی کا زمانہ وسط امت کا ہے اور عیسیٰ کا زمانہ آخر امت کا۔ اس لئے یہ جو غلط العام تصور پیدا ہو گیا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک زمانہ میں ہونگے قطعی غلط ہے۔

اس اعلیٰ ترین مقام کے حامل ہونے کے سبب حضرت سید محمد امامنا مہدی موعود علیہ السلام ہی ولایت کے اس اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے جس کو ولایت (مقیدہ) محمدیہ کہا جا[illegible]

(۲) رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کی بعثت کو ضروریات دین [illegible] دین ہونا بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث امام ترمذی نے ابو ہریرۃ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جا[illegible]

کہ ایک شخص میری اہل بیت سے حاکم (خلیفہ) ہو جائے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مہدی کی بعثت ضروریات دین سے ہے۔ جب تک آپ مبعوث نہ ہو جائیں قیامت نہیں آئے گی۔

اس حدیث شریف کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مذہب اسلام پورے قرآن کی تنزیل کے تحت مکمل کیا گیا۔ قرآن حکیم دو خاص علوم پر مشتمل ہے علم شریعت اور علم حقیقت۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے علم شریعت کو انسانوں کے لئے پوری تفصیل کے ساتھ پیش فرمایا البتہ علم حقیقت کے لوازم کو بحکم خدا صرف ایسے اصحاب کرام تک محدود رکھا جو ان مسائل کو سمجھنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتے تھے۔ ان مسائل حقیقت کو آپ نے علیٰ مسبیل الدعوت تمام کے آگے پیش نہیں فرمایا اور اس کام کی ذمہ داری کو حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت اور ذات پر بحکم خدا موقوف رکھا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ نے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے:

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ خاتم ولایت (مہدی) کی طرح حقائق و اسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپ کو مقام تشریع میں اسرار و ولایت کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا (دیکھئے بعثت مہدی موعود، از حضرت سید نجم الدینؒ صفحہ ۳۹)

حضور مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات سرتاپا ولایت تھی لیکن رسول اللہ ﷺ احکام ولایت کے بیان پر مامور نہیں تھے۔ بندہ مامور ہے (بعثت مہدی صفحہ ۳۹)

اس تعلیم خصوصی کا ایک ثبوت جیسا کہ مولانا نجم الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ ہے کہ اولیائے کرام کے مشہور خانوادے جیسے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہ کسی نہ کسی صحابیؓ مکرم کے واسطہ سے ذات اقدس رسول مقبول تک پہنچتے ہیں مگر آپ نے احکام ولایت کی عام تام دعوت نہیں فرمائی اور اس کو ذات مہدی علیہ السلام پر موقوف فرمایا۔ مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا

حق تعالیٰ که مارا فرستاده است مخصوص برائے ایں است که آں احکام و بیان که تعلق به ولایت محمدی دارد بو اسطهٔ مهدی ظاهر شود۔"

چنانچہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث پاک بھی ملتی ہے جس میں مہدی علیہ السلام کو خاتم دین فرمایا گیا ہے۔ وہ حدیث یوں ہے:

نعیم بن حماد اور ابو نعیم سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم آل محمد ہی سے ہونگے یا ہمارے غیر سے۔ فرمایا نہیں بلکہ آل محمد سے ہونگے۔ خدا تعالیٰ ان پر دین کو ختم کرے گا جس طرح ہم سے شروع کیا ہے۔

علامہ سید نجم الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے "بعثت مہدی" میں تحریر فرمایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کو وفات کے وقت خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ اس آیت کا بیان کریں: اکملت لکم دینکم یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو دین بلحاظ تنزیل مکمل تھا اور جس کی شریعت کے احکام بیان ہو چکے تھے آج احکام ولایت بیان ہو کر بلحاظ تبلیغ بھی مکمل ہو گیا (بعثت مہدی صفحہ ۴۰۔۴۱)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت محمدیہ کے مظہر اتم اور اس کی علیٰ مسبیل الدعوت تبلیغ فرمانے والے مہدی موعود علیہ السلام ہی ولایت (مقیدہ) محمدیہ کے مقام اعلیٰ پر فائز ہیں اور ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

(۳) ایک اور حدیث اس سلسلہ میں پیش کر کے ہم احادیث سے اپنی بات کے ثبوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے: المهدی منی یقفو اثری و لا یخطی

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہیں میرے قدم بہ قدم چلیں گے اور خطا نہ کریں گے۔

اس حدیث کا ذکر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں کے علاوہ مخالفین شیخ علی متقی اور ابو رجا زماں خاں نے بھی کیا ہے اور اس کی صحت کی تائید کی ہے

اس اہم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہدی علیہ السلام کو خود سے (یعنی اپنی آل سے) بتا رہے ہیں۔ یعنی آپ کا اولاد فاطمہ اہل بیت سے ہونا ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلا کہ مہدی معصوم عن الخطا ہیں جیسے خود رسول اللہ ﷺ معصوم عن الخطا ہیں۔ رسول

کے قدم بہ قدم چلنے اور خطا نہ کرنے کے اعلان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول و مہدی میں تسویت تامہ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث ثوبان میں اور حدیث ابن عمر میں مہدی کو رسول اللہ نے خلیفۃ اللہ فرمایا ہے اور تاکید کی ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں تو لوگوں پر آپ کی بیعت واجب ہو جاتی ہے چاہے بیچ میں برف کے پہاڑ ہی کیوں نہ ہوں۔

اس حدیث میں بھی جو مقام مہدی موعودؑ کا بتایا گیا ہے وہ صرف ان کے لیئے خاص ہے احادیث کے علاوہ علمائے اہل سنت نے بھی احادیث سے مستخرج صداقتوں کو سامنے رکھ کر حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام کی مزید وضاحت کی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

(ا) حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے "فتوحات" میں یوں تحریر فرمایا ہے:

"حضرت رسول اللہ ﷺ نے ائمہ دین میں کسی امام کی نسبت جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہونے والا ہے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ وہ آپ کا وارث ہوگا قدم بہ قدم آپکی پیروی کرے گا مگر خاص مہدی علیہ السلام کے لیئے یہ صراحت فرمائی ہے ایک اور مقام پر حضرت ابن عربیؒ نے یوں لکھا ہے۔ "حضرت رسول اللہ ﷺ نے مہدی کی نسبت یہ خبر دی ہے کہ آپ خطا نہیں کریں گے اور اس حکم میں مہدی کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملحق فرمایا ہے"

صاحب کشف الحقائق نے یہ تحریر کیا ہے: "مہدی کی دعوت نبی کی دعوت کے جیسی، اس کی گروہ نبی کے گروہ کے جیسی، اس کا علم نبی کے علم کے جیسا، اس کی ذات نبی کی ذات کے جیسی ہے (دیکھو توضیحات نقلیات بندگی میاں عبدالرشید مولفہ حضرت پیر و مرشد ابو سعید سید محمودؒ (مرشد میاں صاحب) صفحہ ۵۶)

قرآن اور احادیث نبی کریم ﷺ کے بعد اب ہم حضرت مہدی علیہ السلام کی نقلیات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

(ا) حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے اللہ کی طرف سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے (عقیدہ شریفہ اور دوسری قومی کتب)

(۲) حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں۔ جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ اللہ کے پاس ماخوذ ہوگا۔

اوپر کے ان دو فرامین سے حضرت مہدی علیہ السلام کی جلالت شان ظاہر ہوتی ہے۔ امت رسول میں کسی ولی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ فرامین تو حضرت مہدی علیہ السلام کی خلیفۃ اللہی شان کے مظہر ہیں جو حضور کا مقام دوسرے اولیاء اللہ کے مقام سے الگ بتاتے ہیں اور آپ کی ولایت (مقیدہ) محمدیہ پر فائز ہونے کے مظہر ہیں۔

(۳) حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

(الف) میں اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ کا تابع ہوں۔

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا: میرا مذہب اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کا اتباع ہے حضور مہدی علیہ السلام نے اپنے دعوئ مہدیت کا انحصار ان دو چیزوں پر رکھا ہے اللہ کی بندگی اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع۔ مہدی علیہ السلام کے اتباع رسول ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی صرف شریعت کا اتباع نہیں کرتے بلکہ ہر ہر بات میں رسول اللہ کا اتباع کرتے ہیں۔ چنانچہ جب حضور مہدی علیہ السلام نے آیت شریفہ افمن کان علیٰ بینۃ ...... (الیٰ آخرہ) کی تشریح فرمائی تو فرمایا:

"میں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ سن رہا ہوں کہ افمن کان میں من جو مذکور ہے اس سے مراد تیری ذات ہے اور بینۃ سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولایت کی اتباع ہے قولاً و فعلاً و حالاً اور ولایت محمدیہ سے مراد وہی خاص ولایت ہے جو حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے مخصوص ہے۔ (نقلیات بندگی میاں عبدالرشید مرتبہ حضرت پیر و مرشد مولانا ابو سعید سید محمود مرشد میاں صاحبؒ)

رسول اللہ ﷺ کے قولاً، فعلاً، حالاً اتباع کرنے ہی کے سبب حضور مہدی علیہ السلام کو تابع تام کہا جاتا ہے۔ حضور مہدی علیہ السلام کے پورا پورا اتباع کرنے کا سبب حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا ہے: "پس جاننا چاہیئے کہ مہدی ہی اللہ

کی طرف بلانے میں آنحضرت (رسول اللہ ﷺ) کا تابع ہے اور وہی مامور بالدعوۃ ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ مامور تھے کیونکہ مہدیؑ ہی آپ کی اتباع میں کامل ہوگا اگر کہا جائے کہ اتباع میں کامل ہونے کے کیا معنی ہیں تو کہا جائے گا کہ وہ (مہدیؑ) احکام شریعت دعوۃ الی اللہ اور اپنے تمام احوال، افعال اور اقوال میں آنحضرت ﷺ کی پیروی وحی کے ذریعہ کرے گا اور اسکے سوا دوسرا پیغمبروں کی پیروی صرف اخبار سن کر کر سکتا ہے۔ (بعض الآیات)

یہاں وحی سے مراد وحی بلا واسطہ ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ مہدی اتباع رسول اللہ بلا واسطہ علم حاصل کر کے کرتے ہیں اس لیئے یہ اتباع مکمل ہے۔ اتباع تام کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس مقام قرب پر حضرت رسول اللہ ﷺ فائز ہیں وہی مقام حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی حاصل ہوگیا ہے یہ مقام خاص ولایت (مقیدہ) محمدیہ کا ہے جس پر سوائے مہدی علیہ السلام کے اور کوئی پہنچ نہیں سکتے۔ اس بحث کو مختصر کرتے ہوئے پھر ایک بار آیت "کہو یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں بصیرت الی اللہ پر اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے" اور رسول اللہؐ کی حدیث مبارک مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو اسی کامل اتباع کو ثابت کرتے ہیں۔ اس عظیم اور کامل اتباع کے سبب حضرت مہدی علیہ السلام حضرت رسول اللہ ﷺ کے مساوی المرتبت ہوگئے ہیں کم یا زیادہ نہیں ہیں۔ یہی تسویت خاتمین ہے۔

اس مضمون کے آخر میں اب ہم حضور مہدی علیہ السلام کا وہ فرمان مبارک پیش کرتے ہیں جس سے آپ کے ولایت (مقیدہ) محمدیہ پر فائز ہونے کا حتمی ثبوت مل جاتا ہے۔ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسان کو اور خصوصاً امت رسول کو عطا کی ہوئی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہے جسے بینائی خدا بھی کہتے ہیں۔ اب آپ حضور مہدی علیہ السلام کا یہ فرمان مبارک ملاحظہ فرمائیں:

"بینائی خدا میں بندہ رسول علیہ السلام کے قدم بہ قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسول ﷺ نے خدا کو چشم دل و چشم سر سے اور چشم دل و چشم سر کے سوا بال بال سے دیکھا۔ اسی طرح بندہ نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی متابعت تام کے صدقہ سے چشم دل سے چشم سر سے اور چشم دل

اور چشم سر کے سوا بال بال سے بھی خدا کو دیکھا" (انصاف نامہ بحالہ شرح عقیدہ) اپنی بینائی کے ثبوت میں فرمایا "دیکھو حضرت رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں پوچھ لو (مولود)

"و نیز آپ نے اس عبارت سے اپنی ذات کو مہدی موعود کہا کہ ذات بندہ لا الہ الا اللہ ہوگئی ہے۔ یعنی حضرت پیغمبر علیہ السلام کی متابعت تامہ سے مرتبہ تمام کو پہنچ گئی ہے"۔

(شرح عقیدہ)

اوپر کے حوالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت رسول مقبول ﷺ اور حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام کا مقام دیدار بلا کسی تفریق کے ایک ہی ہے اور یہ دونوں کی تسویت اور مقام ولایت کا مظہر ہے۔ جیسا ہمارا عقیدہ ہے اصالتہً صرف دو عظیم ترین ہستیوں کو دیدار ذات کا شرف حاصل ہے اور وہ ہیں حضرت رسول مقبول ﷺ اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام۔ اس لیئے حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام ہی ولایت (مقیدہ) محمدیہ کے عظیم مقام پر فائز ہیں اور کوئی دوسرا نہیں۔

و الحمد للہ رب العالمین .

مرے حضورؐ کے چہرہ پہ نورِ حق ہے عیاں
ہماری آنکھوں میں رویت کی روشنی بھی ہے

مدینہ جا کے رکھا سر جو ان کی چوکھٹ پر
سکون بھی ہے مجھے اور سرخوشی بھی ہے

جو لمحہ میرے نبیؐ عرش پر ہوئے مہماں
عروجِ حضرتِ انساں کی وہ گھڑی بھی ہے

انشاءاللہ آئندہ شائع ہوگی

مضامینِ برتر

(حصہ دوم)

اس میں خلیفۃ اللہ خاتم الولایت محمدیہ

حضرت میرانسید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات

پر مضامین ہونگے

از

حضرت سید علی صاحب برترؔ

زیر اہتمام

ادارۂ تنظیم مہدویہ

16-4-316، چنچل گوڑہ، حیدرآباد 500024

فہرست کتب شائع کردہ ادارۂ تنظیم مہدویہ

(۱)	فرائض ولایت	
(۲)	العقائد حصہ اول	از بحرالعلوم علامہ شمسیؒ
(۳)	العقائد حصہ دوم	از بحرالعلوم علامہ شمسیؒ
(۴)	انصاف نامہ (اردو ترجمہ)	از حضرت سید ولیؒ
(۵)	امام مہدی اور دعوت بصیرت الٰہی	از حضرت سید خدابخش میانجی صاحب خوندمیری
(۶)	افادیت ذکر	از حضرت سید خدابخش میانجی صاحب خوندمیری
(۷)	توبہ و ترک	از حضرت سید خدابخش میانجی صاحب خوندمیری
(۸)	دیدار کردگار	از جناب ابراہیم علی خاں صاحب
(۹)	فرش تا عرش (مجموعہ کلام)	جناب انجم نظامی صاحب
(۱۰)	اطاعت رسول اللہ	از حضرت ابوالفتح سید نصرت تشریف اللّٰہی صاحب
(۱۱)	زبان عقیدت (مجموعہ کلام)	جناب سید باقر منظور صاحب
(۱۲)	اجالوں کا سمندر (مجموعہ کلام)	جناب اشرف خوندمیری صاحب
(۱۳)	نور مجسم	از حضرت سید محمد روشن میاں صاحب
(۱۴)	شام و سحر (مجموعہ کلام)	از حضرت سید شریف صاحب سحر
(۱۵)	نجم السحر (مجموعہ کلام)	حضرت سید شریف صاحب سحر
(۱۶)	سیرت حضرت مہدی موعودؑ	از جناب مقصود علی خان صاحب

(۱۷) سیرت حضرت بندگمیاں ثانی مہدیؑ	از جناب مقصود علی خان صاحب
(۱۸) سیرت حضرت بندگمیاں شاہ خوندمیرؓ	از جناب مقصود علی خان صاحب
(۱۹) بہادر یار جنگ مرحوم	از جناب مقصود علی خان صاحب
(۲۰) تصوف کی باتیں	از حضرت محمد نور الدین عربی صاحب
(۲۱) رسالہ اقتداء بزبان اردو و انگریزی	ترجمہ حضرت سید علی صاحب برترؔ
The Holy life (۲۲)	از جناب سید ولی صاحب
The Twelve Gems (۲۳)	از جناب سید عظمت اللہ صاحب
The Introduction of Islam (۲۴)	از جناب ایس ایس محمد عارف نظامی صاحب
The Promised One (۲۵)	از جناب سید یعقوب صاحب
Eighteen Quranic Verses (۲۶)	از جناب سید حسین صاحب
(۲۷) فرائض ولایت اور خلاصۃ الکلام (ہندی)	از جناب شیخ چاند ساجد صاحب
(۲۸) سراج العابدین (انگریزی)	
(۲۹) خلاصۃ الکلام (ہندی)	ترجمہ جناب شیخ چاند ساجد صاحب
(۳۰) والیان ولایت (حصہ اول)	حضرت محمد نور الدین عربی صاحب
(۳۱) والیان ولایت حصہ دوم	حضرت محمد نور الدین عربی صاحب
(۳۲) والیان ولایت حصہ سوم	حضرت محمد نور الدین عربی صاحب
(۳۳) توبہ و ترک (بار دوم)	حضرت سید خدابخش میانجی صاحب خوندمیری
(۳۴) مضامینِ برترؔ	حضرت سید علی صاحب برترؔ

☆☆☆